UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224700

UNIVERSAL
LIBRARY

محمد حبیب الرحمن کی

فالصلحٰت قنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللہ

تہذیب النسوان و تربیت الانسان

A UNIVERSITY
GE LIBRARY.

از

افادات ہز ہائنس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ (خلد مکان) تاج ہند
ورئیس دلاور اعظم طبقہ اعلےٰ ستارہ ہند سابق والیہ بھوپال

جس کی

ہز ہائنس نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ سی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ ایس
آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ فرمانروائے بھوپال دام اقبالہا نے نظر ثانی فرمائی

اور

بہ عطائے حقوق طبع رسالہ ظل السلطان بھوپال کو اشاعت کی اجازت مرحمت کی

اور

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخاں ہوئی طبع ہوئی

مقام اشاعت بھوپال، دفتر ظل السلطان قیمت عہ

فہرست ابواب و مضامین لتاب تہذیب النسوان و تربیت الانسان

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ مصنفہ -	۱
	باب اول	
۲	فصل ۱ - عورتون کے امراض اور اُن کی ادویہ کے بیانمین	۳
۳	فصل ۲ - مالغات حمل مین -	۷
۴	فصل ۳ - وجوہ اسقاط کے بیان مین - - -	۱۱
۵	فصل ۴ - اسقاط اور مرا بچہ ہونے کے بیان مین -	۱۳
	باب دوم	
۶	فصل ۱ - حمل کی پہچان مین -	۱۸
۷	فصل ۲ - حمل کی احتیاط مین	۲۱
۸	فصل ۳ - بچے کے وقت	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	ولادت کے بیان مین -	۲۶
۹	فصل - مولود کی تدبیر مین	۳۰
	باب سوم	۴
۱۰	فصل ۱ - بچے کے کان مین اذان اور اقامت وغیرہ کہنے کے بیان مین -	۳۳
۱۱	فصل ۲ - بچے کی گھٹی اور احتیاط کے بیان مین - -	۳۶
۱۲	فصل ۳ - بچا کی احتیاط کے بیان مین - - -	۴۱
۱۳	فصل ۴ - بچے کے دودھ پلانے کے بیان مین - -	۴۷
	باب چہارم	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴	فصل ۱ عقیقے کے بیان مین	۵۳
۱۵	فصل ۲ بچے کے نام رکھنے کے بیان مین	۶۱
۱۶	فصل ۳ چھٹی کے بیان مین	۶۸
۱۷	فصل ۴ ختنے کے بیان مین	۷۰
	باب پنجم	
۱۸	فصل ۱ غذا کھلانیکے طریقہ مین	۷۶
۱۹	فصل ۲ اس امر کے بیان مین کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کسطرح رکھے	۸۶
۲۰	فصل ۳ بچون کے لباس وغیرہ کے بیان مین	۹۰
۲۱	فصل ۴ بچون کو گفتگو وغیرہ سکھانے کے طریقہ مین	۹۵
	باب ششم	
۲۲	فصل ۱ بچون کی بیماریون اور	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	علاج کے بیان مین	۱۰۲
۲۳	فصل ۲ اُن امراض اور ادویات کے بیان مین جو بعض بچون کو ہوتے ہین	۱۰۷
۲۴	فصل ۳ بچون کی دوا کرنے کے طریقے مین	۱۱۱
۲۵	فصل ۴ اُن عملون کے بیان مین کہ جن کا کرنا شرعًا منع اور اُن عملیات کی تفصیل مین جنکا کرنا جائز ہے	۱۱۴
	باب ہفتم	
۲۶	فصل ۱ منت اور نذر وغیرہ کے بیان مین	۱۲۰
۲۷	فصل ۲ کنچیدن کے طریقے اور اُسکے پرھیز اور علاج کے بیان مین	۱۲۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۸	فصل ۳ مکتب اور نشستی کی رسمون کے بیان مین	۱۳۰
۲۹	فصل ۴ ماہ مبارک مین روزہ رکھانے کے بیان مین - - -	۱۳۵
	باب ششم	
۳۰	فصل ۱ اولاد کے ساتھ والدین کے برتاؤ مین -	۱۳۹
۳۱	فصل ۲ تالیقی کی شرطون کے بیان مین - -	۱۴۲
۳۲	فصل ۳ آداب سکھانے کے بیان مین -	۱۴۶
۳۳	فصل ۴ خوش اخلاقی کے بیان مین - - -	۱۵۴
	باب نہم	
۳۴	فصل ۱ گھر کی آرائش اور	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکھنے کے طریقون مین	۱۶۱
۳۵	فصل ۲ جسم کی صفائی اور آرائش کے بیان مین -	۱۶۶
۳۶	فصل ۳ لباس کے بیان مین	۱۷۱
۳۷	فصل ۴ چاندی سونے وغیرہ کے زیور اور اُنکے برتنون کے برتاؤ کے بیان مین	۱۷۷
	باب دہم	
۳۸	فصل ۱ علم سکھانے کے بیان مین - - -	۱۸۰
۳۹	فصل ۲ علم دینی سکھانے کے بیان مین - -	۱۸۶
۴۰	فصل ۳ علم دنیوی سکھانے کے بیان مین - -	۱۸۹
۴۱	فصل ۴ لکھنا سکھانے کے	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	بیان مین	۱۹۴
	باب یازدہم	
۴۲	فصل ۱ ریاضت کے طریقون کے بیان مین	۱۹۷
۴۳	فصل ۲ شہسواری کے بیان مین	۲۰۱
۴۴	فصل ۳ تفنگ اور تیراندازی اور غلیل بازی کے بیان مین	۲۰۵
۴۵	فصل ۴ سیف اور یاتک اور پٹے بازی کے بیانمین	۲۱۵
	باب دوازدہم	
۴۶	فصل ۱ کھانا پکانے کے بیان مین	۲۲۲
۴۷	فصل ۲ گنکا اور بیڑا بنانے کے طریقون مین	۲۲۶
۴۸	فصل ۳ سینا سکھانے کے	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	بیان مین	۲۳۱
۴۹	فصل ۴ کپڑے رنگنے کی ترکیبون مین	۲۳۶
	باب سیزدہم	
۵۰	فصل ۱ بلوغ کے بیان مین	۲۴۲
۵۱	فصل ۲ ستر اور پردے کے بیان مین	۲۴۴
۵۲	فصل ۳ اُن ناتے دارون اور مذہب والون کے بیان مین جن سے نکاح درست نہین	۲۴۷
۵۳	فصل ۴ ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطون کے بیان مین	۲۵۷
	باب چہاردہم	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۴	فصل ۱ نکاح کی شرطون کے بیان مین	۲۷۰
۵۵	فصل ۲ اولیاے نکاح کے بیان مین	۲۷۹
۵۶	فصل ۳ مہر کے بیان مین	۲۸۳
۵۷	فصل ۴ آداب خلوت کے بیان مین	۲۸۹
۵۸	**باب پانزدہم** فصل ۱ عورتون کے دوسرے نکاح کے بیان مین	۲۹۱
۵۹	فصل ۲ ولیمہ کے بیان مین	۲۹۸
۶۰	فصل ۳ میان بی بی کے حقوق اور آپسمین اچھا برتاؤ کرنے کے بیانمین	۳۰۰
۶۱	فصل ۴ نان نفقے کے بیان مین	۳۱۰
	باب شانزدہم	
۶۲	فصل ۱ طلاق کے بیانمین	۳۱۲
۶۳	فصل ۲ خلع اور ایلاء اور ظہار اور لعان کے بیانمین	۳۲۲
۶۴	فصل ۳ عدت کے بیان مین	۳۳۵
۶۵	فصل ۴ اُن امور کے بیان مین جن سے بدون طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔	۳۴۰
	باب ہفتدہم	
۶۶	فصل ۱ بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اُسکے اجر کے بیان مین	۳۴۸
۶۷	فصل ۲ بیمار کی خدمت اور اُسکی خبرگیری کے بیانمین	۳۵۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
٦٨	فصل ۳ عیادت کے بیان مین	۳۵۹
٦٩	فصل ۴ موت کی آرزو کرنے کی ممانعت مین	۳٦٨
	باب هیجدہم	
٧٠	فصل ۱ موت کی علامات اور نزع کے حالات اور اُس وقت کی تدبیروں کے بیان مین	۳٧٢
٧١	فصل ۲ اس امر کے بیان مین کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیے	۳٧٧
٧٢	فصل ۳ میت کے حالات بیان کرکے اُس پر رونے پیٹنے کے بیان مین	۳٨٧
٧٣	فصل ۴ قبر کی تیاری کے بیان مین	۳٩٥
	باب نوزدہم	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
٧٤	فصل ۱ مردے کے نہلانے اور کفنانے بیان مین	۴٩٨
٧٥	فصل ۲ جنازہ لیجانے اور اُس پر نماز پڑھنے کے بیان مین	۴٠٨
٧٦	فصل ۳ دفن کرنے کے بیان مین	۴٠٧
٧٧	فصل ۴ تعزیت کے بیان مین	۴۴٠
	باب بستم	
٧٨	فصل ۱ سوگ و رنج و تعزیہ اور دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی رسمون کے بیان مین	۴۴٥
٧٩	فصل ۲ مردے کی طرف سے خیرات کرنے کے بیان مین	۴۴٩
٨٠	فصل ۳ مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان مین	۴٥٦
٨١	فصل ۴ قبرون کی زیارت کے آداب اور اوس کے مقصود کے بیان مین	۴٦٠

تمت

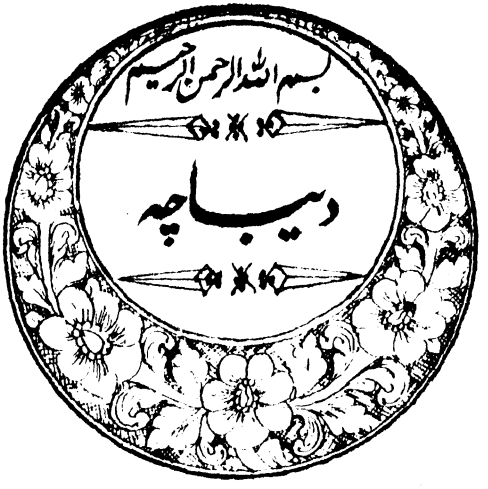

والدہ محترمہ ہر ہائنس نواب شاہ جہان بیگم (خلد مکان) اس زمانہ کی اُن ممتاز خواتین مین تھین جو یگانۂ عصر گذری ہین - وہ جس طرح ایک مدبر فرمان روا تھین اور انمیں حکمرانی کی اعلیٰ قابلیتین جمع تھین اُسی طرح تدبیر منزل اور تصنیف و تالیف کی قابلیت بھی موجود تھی - اُنھون نے متعدد تصانیف لکین جو ملک مین شایع ہوچکی ہین لیکن تہذیب النسوان و تربیت الانسان انکی قابلیتِ تصنیف و تدبیر منزل کو خاص طور پر نمایان کرتی ہے اور اُن کے اس مقدس جذبہ کی مظہر ہے جو اپنی جنس کی ترقی و تعلیم اور احترام مذہب کے متعلق ان کے دل مین تھا - اول مرتبہ یہ کتاب سنہ ۱۳۰۰ھ مطابق سنہ ۱۸۸۲ء مین شایع ہوئی تھی - اس کتاب نے قبولیت عام کی سند حاصل کی اور دو ہی سال بعد دوبارہ شائع کی گئی - پھر مطبع مجتبائی نے اس کو تیسری مرتبہ شائع

کیا - غالبًا اُردو مین یہ پہلی تصنیف شائع ہوئی ہے جس مین امور تدبیر منزل کے ساتھہ ساتھہ اُن مذہبی احکام کو بھی جو اس باب مین ہین کافی طور پر جمع کیا ہے -

چونکہ اب تعلیم نسوان کی طرف بمقابلہ گذشتہ ۳۲ سال کے زیادہ توجہ ہو رہی ہے لیکن اس توجہ مین مذہبی بے پروائی کا اثر بھی ہے اسلئے مین نے اس کتاب کو جس مین مذہبی اصول پر تدبیر منزل کی تعلیم ہے بعد حذف زوائد شائع کرنا ضروری سمجھا ہے تاکہ میری جنس اور قوم کی خواتین کو فائدہ پہونچے اور والدہ مرحومہ کی روح کو مسرت و ثواب حاصل ہو - مجھے یقین ہے کہ جو خواتین اس کتاب کا مطالعہ کرینگی وہ جناب مرحومہ کو اور مجھے دعائے خیر سے یاد کرلین گی -

سلطان جہان بیگم

حمد بیحد اوس احسن الخالقین کو جس نے نوع انسان کو اشرف مخلوقات و اکرم کائنات
بنایا اور نسل آدم ابوالبشر کو بطن حوا علیہما السلام سے سارے اقالیم دنیا مین پہیلایا اور
صلوۃ وسلام جناب نبوت پر جنہون نے اولاد ہونے کو موجب کثرت امت مرحومہ
ٹہیرایا اور معالجۂ اطفال و تعلیم و تربیت اولاد خرد سال کو جائز بتلایا اور اونکے آل و
اصحاب پر جنکے سبب سے ہمین ہر نیک و بد کا تمیز و سلیقہ آیا **اما بعد** جو کہ اس ملک
ہندوستان مین اکثر عورتین اپنے جہل اور نادانی کے سبب سے اپنی اولاد کو خصوصًا
لڑکیون کو بے علم اور بے ہنر رکہتی ہین اور وہ بسبب بعلمی اور بے ہنری کے طرح طرح کی
تکلیف اور ایذا مین گرفتار ہوکر آخر کو افلاس وغیرہ مین مبتلا رہتی ہین بلکہ جو کچہہ مال و
اسباب مان باپ یا سسرال کا جہیز یا ترکے وغیرہ مین ہاتھ آتا ہے اوسکو بہی اپنی نادانی

اور کم فہمی اور بیعلمی اور بے ہنری سے کہودیتی ہین اور ہرزمان شبینہ کو محتاج ہوجاتی ہین اور
سوائے محتاجی اور افلاس کے اپنی جہالت اور بیعلمی کے باعث سے دین وایمان کا
بھی خیال اور اندیشہ نہین رکھتی ہین اور ہرطرح کے شرک اور بدعت وغیرہ مین گرفتار
ہوکر آخرت کو بھی تباہ اور برباد کرتی ہین اس لئے کہ دنیا کی درستی آخرت کا بناؤ
اللہ تعالیٰ کی معرفت علم ہی پر موقوف ہے بقول سعدی ع کہ بے علم نتوان خدارا
شناخت ۞ اور جیسے اپنے جہل اور بیوقوفی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی خوبیونکو کھوتی
ہین ویسے ہی اپنی جان کی بھی حفاظت اور احتیاط نہین کرسکتی ہین چنانچہ اکثر عورتین
زچاخانے مین ہرنوع کی تکلیفین اور بیماریان اوٹھاتی ہین بلکہ بہت عورتین اسی مین
ضایع ہوجاتی ہین گو اونکی عمر اوتنی ہی ہوتی ہے مگر بے احتیاطی کا حیلہ ہوجاتا ہے اور
جو عورتین اپنی زندگی سے اتفاقاً بچ بھی جاتی ہین تو وہ بیچاریان اکثر امراض مین گرفتار
ہوکر ہمیشہ ایذا اور تکلیف مین مبتلا رہتی ہین یعنی کسیکا پیٹ بڑھجاتا ہے کوئی بے کلی
اور صلابتِ رحم اور مرض ریاح وغیرہ مین مدام گرفتار اور آلودہ رہتی ہے باوجودیکہ اولاد
کا ہونا ہر عورت کے واسطے مقرر ہے الا ماشاء اللہ اور جب سے یہ دنیا قایم ہوئی
ہے تب سے یہ کارخانۂ آلہی برابر جاری اور قایم ہے کہ جسکو عرصہ کئی ہزار برس کا
گذرا ہے مگر ان جاہل اور نادان عورتون کو اب تک کسی طرح کا تمیز اور
سلیقہ اپنی صوت اور زندگی اور پرورش اور بچون کی تعلیم اور زچا کی احتیاط اور
شادی غمی وغیرہ کا حاصل نہوا اور جو جو نقصانات انکی بیعلمی اور نادانی کی وجہ سے

ہر امر مین پیش آتے ہین وہ سب پر روشن اور عیان ہین حاجت بیان کی نہین ہے اور یہ تمام ضرر اور نقصانات دارین کے اسی بے علمی کی وجہ سے پہونچتے ہین۔ اس واسطے مینے یہ رسالہ موسوم بہ تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان مشتمل بیس باب اور انسٹھ فصلون پر کہ جسمین شروع حمل سے مرنے تک کا حال ہے اُردو زبان مین واسطے تعلیم عورتون کے موافق اپنی عقل اور تجربے کے لکھا تاکہ ہر عورت اس سے فائدہ اوٹھاوے اور مجھکو دعاے خیر سے حاضر اور غائب یاد کرے

باب اوّل

فصل ۱ عورتون کے امراض اور اون کے ادویہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اکثر عورتون کو امراض رحم ہی سے پیدا ہوتے ہین یعنی رحم کے بگاڑ سے ہر طرح کا مرض مثل بیکلی اور سختی رحم وغیرہ کے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے حیض آنا کم ہو جاتا ہے اور بسبب قلت حیض کے ہر طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین جیسے دوران سر اور غشیان[۱] اور درد سر اور تبخیر اور گھبراہٹ اور اعضا شکنی اور نفخ اور درد شکم وغیرہ اور بعض کی قلت ایام سے بینائی بھی کم ہو جاتی ہے بلکہ جس کیوجہ اکثر امراض مہلک اور سخت ایسے پیدا ہو جاتے ہین کہ جس کا علاج دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی سببون سے اولاد ہونا بھی موقوف ہو جاتا ہے غرضکہ

[۱] یعنی متلی ۱۲

قلت ایام کی نہایت مضر ہوتی ہے پس اس سے غفلت اور بے پروائی کرنا نہ چاہیے
جب اپنے معمول مین قلّت معلوم ہو تو اُس وقت اوسکی تدبیر اور علاج کرنا بہت
ضرور ہے اور قلت ایام کے کئی سبب ہوتے ہین یعنی گرمی اور سردی اور رطوبت
اور جُھکنا رحم کا اور ورم رحم اور صلابت رحم اور قلّتِ خون کہ یہ سب باعث حبس
کے ہین پس اسکا علاج کرنا لازم ہے جب حبس معلوم ہو تو اُسوقت کوئی مُدِرّ دوا پیئے
یا کوئی لیپ لگاوے یا کسی قابلہ سے ایسی دوا استعمال کراوے کہ جس سے رحم درست
ہوا ورورم اور صلابت کو مفید ہو مگر جہان تک ہو سکے کھانے پینے اور ضماد ہی کا
علاج کرے اور استعمال کی دوا سے بچے کیونکہ قابلہ کے علاج سے اکثر مضرت ہوتی ہے
اور پیٹ اور رحم کو عادت دستکاری کی ہو جاتی ہے کہ جس سے ہمیشہ قابلہ کی حاجت
رہتی ہے اور اکثر قابلہ علاج مین کوتاہی کر جاتی ہین تاکہ عورتین ہمیشہ اون کی محتاج
رہین اور اونکو اپنی آمدرہے اِس لئے چاہیئے کہ جب حاجت علاج کی ہو تو کسی حکیم
حاذق سے اپنا حال کہے اور اوسکی راے سے علاج کرے قابلہ کو دخل نہ دے اور
اگر حکیم قابلہ کی راے چاہے تو قابلہ کو دکھا دے اور جو دوا حکیم تجویز کرے اوسکا استعمال
قابلہ سے کرائے مگر اوسکی رائے کو دخل ندے حکیم کی راے کے موافق عمل کرے اُس
مرض کے واسطے فصد پاؤن کی جس کو صافن کہتے ہین بہت مفید ہوتی ہے اور
اگر کسی سبب سے فصد پاؤن کی ممکن نہو تو باسلیق کی فصد بھی فائدہ کرتی ہے لیکن جو
عورت ضعیف القویٰ ہو تو وہ بعد چالیس سال کے بغیر سبب قوی کے فصد نہ لوائے یعنی

جہان تک ہو سکے اور طرح کے علاج مثل دوا پینے لیپ کرنے سینکنے استعمال کی
دوا وغیرہ سے اس مرض کا تدارک کرے فصد نہ لے اور قوی عورت کو ساٹھ برس تک
فصد لینے کا اختیار ہے لیکن اوسکو بھی لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو فصد نہ
کھلوائے لیپ سینک پینے وغیرہ کی دوا کرے چنانچہ کئی ادویات مجرب رفع حبس
کے واسطے ضرورت کے لکھی جاتی ہین اول یہ کہ کالی زیری کا لیپ زیر ناف
کرے اور اوسپر نیم کا بہرتا یا ارنڈ کے پتے باندہے اور ایلوے کا لیپ بھی مفید ہوتا ہے
اور ٹیسو کے پھول بھی جوش دیکر زیر ناف باندہتے ہین اور ارنڈی کے تیل کا بھی استعمال
کرنا مفید ہوتا ہے اور اگر اس تیل مین زعفران ملاکر استعمال کرے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے
اور پینا تخم خیارین یا تخم خربزے کا بھی فائدہ کرتا ہے اور تخم کاجر بھی مدرّ ہے اور تخم کسم
کو بھی جسے کڑکتے ہین جوش دیکر پینا مفید ہوتا ہے اور بعض عورتین واسطے اوار کے
ہلدی کی پھنکی بھی پھانکتی ہین اور کلونجی کا پھانکنا بھی مفید ہوتا ہے اور حبس کے
واسطے حمّام کا نہانا بھی فائدہ کرتا ہے پس یہ دوائین تو مفرد لکھی گئی ہین اور ایک
نسخہ مرکب بھی شربت بزوری کا جو واسطے حبس کے نہایت ہی مفید ہے اور وہ اکثر
زچاؤن کو پلایا جاتا ہی ضرورۃً اس جگہہ لکھا جاتا ہی وہ یہ ہے۔ نسخہ شربت بزوری مرکب معتدل
خارخسک نیمکوفتہ تخم خیارین نیمکوفتہ تخم کاسنی نیمکوفتہ تخم خربوزہ نیمکوفتہ ابہل
روناس ۳ تولہ پوست فلوس خیار شنبر ۳ تولہ درآب خیسانیدہ جوش کردہ صاف نمودہ قند سفید ۵ تولہ
بقوام آوردہ ریوند ختائی ۲ تولہ باریک سودہ شربت سازند قدر شربت ہمراہ بتریدہ اور اگر

اِن دواؤنکے پینے اور ضماد وغیرہ سے کچھہ فائدہ نہوا ور سبب فساد رحم کا معلوم ہو تو چاہیئے
کہ اوس وقت علاج قابلہ کا کرے یعنی استعمال دوا کا اور مالش پیٹ کی کراوے اور
کلین وغیرہ لواوے تاکہ سب رگ پٹھے درست ہوجاوین لیکن زمانۂ ایام مین تین روز
تلک مالش وغیرہ نکرے اور استعمال کی دوا بھی آگے کی جانب نہ لیوے پیچھے دوا کا
استعمال کراوے اور جب ایام پورے ہوجاوین اوس وقت مالش پیٹ کی اور دوا کا
استعمال آگے کی جانب کراوے اور جب سختی وغیرہ جاتی رہے تو اوس وقت دوا
جھاڑ کی لیوے اور جب خوب اخراج مادّے کا ہوجاوے تو پھر تین چار روز دوا
قوت کی لیوے اور جب تلک دوا قابلہ کی ہووے تب تلک ہر قسم کی احتیاط
رکھے کچھہ کام محنت کا مثل بوجھہ اوٹھانے یا دوڑنے یا زینہ چڑھنے وغیرہ کے نکرے اور
ترشی اور بادی اور سرد چیز سے بھی پرہیز رکھے اور وقت علاج قابلہ کے اگر ممکن ہو تو حکیم
کی راے کو بھی شریک کرلے تاکہ کسی طرح کا نقصان واقع نہ ہو کیونکہ اکثر دائیان جاہل
ہوتی ہین اور مریض کے مزاج سے واقف نہین ہوتین اپنی راے سے سرد گرم کا لحاظ
نہ کرکے خلاف مزاج مریض اور مرض کے دوا کر بیٹھتی ہین کہ وہ آیندہ کو نقصان کرتی
ہے اور پھر اوسکا سدھرنا مشکل اور دشوار ہوتا ہے پس اس لئے حکیم کی راے شریک
کرنا بہت ہی ضرور ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بغیر کسی ضرورت قوی کے قابلہ کا علاج نکرے
اور تدابیر سے کام نکالے استعمال اور مالش وغیرہ سے حتی المقدور بچتی رہے کیونکہ اس سے
رگ پٹھے عورت کے نرم اور ڈھیلے ہوجاتے ہین اور ادنیٰ صدمے سے اپنی جگہہ سے ہٹ

جاتے ہین اور پھر بے مالش درست نہین ہوتے ہین - پس ہر وقت قابلہ کی ضرورت اور احتیاج رہتی ہے اس لئے جہان تک ہو سکے کمانے پینے ہی کی دوا کرے قابلہ کی دوا سے بچے -

فصل ۲ موانعات حمل مین

جاننا چاہیئے کہ بانج کی دو قسمین ہین ایک تو مادر زاد کہ جسکے کبھی بچہ نہوا ہو اس کا تو علاج مشکل ہے بلکہ ہو نہین سکتا اور دوسری قسم وہ ہے کہ اولاد ہو چکی ہے اور پھر کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے بچہ ہونا بند ہو گیا ہے پس ایسی بانج کا علاج ممکن ہے اور اس طرح سے بانج ہو جانے کے حکیمون نے کئی سبب لکھے ہین اول تو قوی سبب اولاد نہونے کا امراض رحم کو لکھا ہے اور دوسرا سبب حکیمون نے منع حمل کا کمانے پینے کی ادویات وغیرہ کو لکھا ہے جیسے بچونٹی وغیرہ اور یہ دوائین مرکب اور مفرد دونون طرح کی ہوتی ہین اور جیسے ادویات معدنی اور نباتی کمانے پینے مین مانع حمل ہین ویسے ہی استعمال کی دوائین بھی مانع حمل ہین اور کثرت خوف اور غم سے بھی حمل نہین رہتا مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا ہے اور سوائے اسکے بہت سے سبب اور امراض نہ رہنے حمل کے کتب طب مین لکھے ہین مینے اتنی ہی پر قصر کیا کیونکہ اولاد کا ہونا اکثر انہین اسباب کی وجہ سے جنکی تفصیل اوپر لکھی گئی موقوف ہو جاتا ہے اور اکثر عورتون کو اسی قسم کے باعث ہوتے ہین پس

جو سبب کہ کثرت سے ہوتے ہین وہی اس فصل مین درج کئے گئے ہین زیادہ کی کچھہ
حاجت نہین معلوم ہوئی پس جس عورت کے اولاد نہوتی ہو اور کسی مرض کے باعث
سے اولاد کا ہونا موقوف ہوگیا ہو یعنی ایک یا دو بچے ہوکر پھر کسی وجہ سے جننا
بند ہوگیا ہو تو لازم ہے کہ اوسکی تدبیر اور علاج وغیرہ مین دریغ نکرے اسلئے
کہ اولاد کا ہونا بہت بڑی نعمت اللہ تعالی کی ہے خصوص مسلمان کے لئے
تو کثیر الاولاد ہونا فائدہ دارین کا بخشتا ہے کیونکہ اولاد ہونے سے کثرت اُمت
محمدی کی ہوتی ہے اور اولاد صالح کا اپنے بعد چھوڑنا باقیات صالحات مین
داخل ہے اور دنیا مین بھی نہایت نصیبہ وری کی بات ہے بلکہ دولت ظاہری
اولاد ہی سے مراد ہے اسواسطے کہ اگر کسی کے گھر مین لاکھون کرورون روپے
ہون اور اولاد نہو تو وہ دولت کسی کام اور مصرف کی نہین ہوتی اور نہ اوس
دولت سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ دولت خار اور خنجر معلوم
ہوتی ہے اور تمام روپیہ مانند آگ اور سانپ اور بچھوؤن کے نظر آتا ہے نظم

اولاد نہووے جس کے گھر مین		زندانخانہ ہے وہ نظر مین	
فرزند چراغ دودمان ہے		روشن فرزند سے جہان ہے	
انسان کو بوقت دستگیری		فرزند ہے جو عصاے پیری	
نے جم ہی رہا نہ جام باقی		رہتا ہے پسر سے نام باقی	

اور ہر ایک شخص اولاد ہی کو پوچھتا ہے کہ آپ کے کئے بچے ہین کوئی دولت کا

، در نالائق ہوگا تو دوسرا تیسرا اچھا

ن باپ کو چین و آرام حاصل ہوگا اور وہ اپنی صلاحیت

کی وجہ سے ماء اللہ تعالیٰ ماں باپ کے لئے مغفرت کا وسیلہ ہوگا غرضکہ کثرت اولاد

مین کئی فائدے ہین پس جو لوگ کہ کثیر الاولاد ہین وہ نہایت ہی خوش نصیب ہین

بخلاف اونکے کہ جو اس نعمت سے محروم ہین پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اولاد ہونیکی

فکر اور تدبیر ضرور کرتا رہے اسلئے کہ اسکی فکر اور تدبیر مین رہنا بھی خالی اجر اور ثواب سے

نہین اور جو کوئی تدبیر اور علاج کسی کا واسطے اولاد ہونے کے کریگا تو وہ بھی داخل

ثواب ہوگا اور اللہ اوسکو بھی جزائے خیر عطا کریگا انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اگر کسی

محمدی کو اسکے علاج سے فائدہ ہوگا اور اُسکی اولاد ہوگی تو مخلوق خدا کی زیادتی اور اُمت محمد صلی اللہ

علیہ والہ وسلم کی کثرت ہوگی کہ جسکے واسطے شرع شریف مین نکاح کرنا سنّت

ٹھیرا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بے نکاح رہنے سے منع فرمایا

ہے سبب اوس کا محض رکنا ولادت کا ہے کیونکہ اگر نکاح نہ ہوگا تو پھر اولاد

کس طرح ہوگی اور نکاح کی غرض بھی یہ ہی ہے۔ بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف

مین نکاح سے مقصود اصلی اولاد کا ہونا سمجھا جاتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین

آیا ہے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ

یعنی بیبیان تمہاری کھیتیان ہین واسطے تمہارے پس جاؤ کھیت اپنے مین جطرح

چاہو تم اور آسے یہ جو
نے عورتون کو کھیتی ٹھہرا کے حکم فرمایا ہے نہ
فرمایا ہے کہ آگے بھیجو اس سے مراد خاص اولاد کا طلب کرنا
یہی بات حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے جیساکہ ابوداؤد و نسائی نے
معقل بن یسار سے نقل کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھے خاوند کو اور بہت جننی والی ہو
اسلئے کہ تحقیق مین فخر کرونگا بسبب بہتایت تمہاری کے اور اُمتون پر پس اس سے
بھی یہ ثابت ہوا کہ نکاح واسطے پیدا ہونے اولاد کے ہے اور اس سے دنیا کی
آبادی اُمت کی زیادتی بندگان خدا کی افزائش مقصود ہے پس جو عورت خلقی بانجھ ہو
بلکہ کسی دوا یا مرض کے سبب سے اولاد ہونا اوسکا موقوف ہو گیا ہو تو وہ اپنی تدبیر
اور فکر اولاد کی کرے اور اسکے علاج سے غافل نہووے شاید اللہ تعالی اپنے فضل و
کرم سے اولاد صالح پیدا کردے اور اگر باوجود تدبیر کے اولاد نہووے تو بھی اوسکی فکر
اور تدبیر مین رہنا خالی اجر سے نہین ہے اسواسطے کہ اگر اوسکی نیت نیک ہے تو اللہ تعالی
اوسکو قیامت مین بدلے اس دوا اور دعا کے اجر نیک دیگا اور ثمرہ اس تکلیف کا
جنت مین عنایت فرماویگا انشاء اللہ تعالی کیونکہ کوئی عمل نیک نزدیک اللہ تعالی کے
برباد نہین جاتا اگر دنیا مین اثر نہ ہوا تو عاقبت مین ضرور اوسکا نفع حاصل ہوگا بشرطیکہ

نیت بخیر ہو غرضکہ عورتون کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی تدبیر اور فکر مین رہین اور دائیون اور حکیمون کو بھی چاہیئے کہ ایسی عورتون کے علاج مین دریغ نکرین اسواسطے کہ ایسے علاج کرنے سے اجر دارین حاصل ہوتا ہے اور بھائی مسلمان کی اعانت ہے نیک کام مین اور بہتر آدمی وہ ہے جس سے خلق کو نفع پہونچے اور عبادت لازمی سے عبادت متعدی بہتر ہوتی ہے اور دفع کرنا مضرت کا کسی مسلمان سے اپنے نفع کھینچنے سے بہتر ہے اسی لیئے جو حکیم نیت ثواب سے علاج کرتے ہین اونکے ہاتھہ مین زیادہ شفا ہوتی ہے بہ نسبت اون حکیمون کے جنھون نے علاج کرنے کو کمائی ٹھیرایا ہے۔

فصل ۳ وجوہ اسقاط کے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جو بعض عورتون کو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حمل اونکے ٹھیرتے نہین گرگر جاتے ہین اور بچہ پورا نہین پیدا ہوتا ہے تو اسکے کئی سبب ہوتے ہین چنانچہ رحم مین حرارت یا برودت یا ضعف کا پیدا ہونا زیادہ گرم چیز کھا لینا کسی بوجھل چیز کا اُٹھانا سخت محنت کرنا تیزی سے چلنا یا دوڑنا یا ابتدائی زمانہ مین ممنوعات سے پرہیز نہ کرنا مسہل و فصد لینا پیٹ کی مالش کرنا رنج و غم کا ہونا گھبراہٹ، یہ سب ایسے ہی اسباب ہین اور اکثر کم مدت کے حمل مین اندیشہ اسقاط کا بہت ہوتا ہے پس اون ایام مین نہایت احتیاط اور حفاظت کرنا چاہیئے یعنی اون چیزون سے کہ جسکے

باعث سے اندیشہ اسقاط کا ہو پرہیز اور اجتناب رکھنا بہت ضرور ہے اور اکثر ایسا ہی دیکھنے اور سننے مین آیا ہے کہ کھانے پینے ہی کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت عورتون کے اسقاط ہو گئے ہین اور اکثر حار ہی چیزون کا کھانا باعث اسقاط ہوا ہے اور یہ بھی امتحان مین آیا ہے کہ اکثر لڑکون[۵] کے حمل زیادہ گرتے ہین اور لڑکیون کے کم پس لازم ہے کہ شروع حمل سے چھہ مہینے تک ہر طرح کی احتیاط رکھین اور آٹھوین مہینے مین بھی احتیاط کرنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ اکثر ساتوین مہینے کا بچہ زندہ اور سلامت رہتا ہے بخلاف آٹھوین مہینے کے کہ وہ کبھی نہین بچتا۔ حکما اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جب ساتوان مہینا عورت کو شروع ہوتا ہے تو اوس وقت بچہ پیدا ہونے کے واسطے پیٹ مین زور و طاقت کرتا ہے تاکہ باہر آوے پس اگر بچہ قوی ہوتا ہے تو اپنی قوت کے سبب سے اوسی مہینے مین پیدا ہو جاتا ہے اور اگر کچھہ ضعیف اور ناتوان ہوتا ہے تو پھر وہ خروج نہین کر سکتا بلکہ تہک کر پیٹ مین بیمار اور سست ہو جاتا ہے اور مہینا بھر تک بسبب اوس تہکن کے سست رہتا ہے اسی وجہ سے آٹھوان بچہ نہین جیتا پس لازم ہے کہ جب سے حمل معلوم ہو نو مہینے تک خوب احتیاط

[۵] - اطبا کا قول ہے کہ لڑکون کی طبیعتین حار یعنی گرم ہوتی ہین اور لڑکیون کی طبیعت مین غلبہ برودت ہوتا ہے اس لئے ذراسی بے احتیاطی اور گرم چیز کے استعمال سے لڑکون کے حمل کو نقصان پہونچ جاتا ہے۔ پس حاملہ کو گرم چیزون سے زیادہ پرہیز کی ضرورت ہے۔

اور حفاظت رکھین اور ہر مضر چیز کے کھانے پینے سے پرہیز کرین تاکہ کسی طرح کی حسرت اور پریشانی نہووے اگرچہ ہونا وہی ہے جو قسمت مین ہوتا ہے لیکن اکثر نام بے احتیاطی کا ہوجاتا ہے پس ہر امر مین لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے اور اپنی تدبیر اور احتیاط اور حفاظت سے غافل نرہے اور یہی حکم حدیث شریف مین آیا ہے اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ[۵۱] اور اسی مضمون کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالےٰ نے نظم فرمایا ہے ع بر توکل زانوے اُشتر ببند۔

فصل[۵۲] اسقاط اور مرا بچہ پیدا ہونیکے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جس عورت کا حمل ساقط ہوا اور وہ کسی دوسرے مرض مین سوائے اسقاط کے گرفتار نہ ہوا اور حمل دو ماہ سے زائد اور سات مہینے سے کم کا ساقط ہوا ہو تو وہ چار پانچ روز مطلقاً غذا نہ کھاوے[۵۳] تاکہ فضلات رحم اور رطوبت جسیم جو بدن مین زائد ہون بالکل دفع ہوجاوین اور طبیعت غذا کے ہضم کی طرف مصروف نہو اس لئے کہ اگر غذا مواد فاسدہ کے دفع ہونے سے پہلے ملیگی تو وہ رطوبات جنکا نکلنا ضروری تھا نہ نکلین گی بلکہ ساتھ غذا کے جسم مین پہونچکر رطوبات صالحہ کو بھی فاسد کرکے ورم درد وغیرہ پیدا کرینگی اس واسطے لازم ہے کہ مواد فاسدہ کے دفع ہونے کے زمانے مین یعنی دو روز تک غذا مطلق نہ کھاوے بعد اس کے

---

۵۱ - ترمذی نے اس حدیث کو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جامع صغیر مین اسپر ضعف کی علامت لکھی ہے

۵۲ - ڈاکٹر اس کے بالکل خلاف ہین اور اون کی رائے ہے کہ ایسی صورت مین کوئی ہلکی اور زود ہضم غذا ضرور دینی چاہیئے

تین روز تک منقی کھاوے چھٹے یا ساتوین دن سے تین روز تک آبجوش نوجوان
بکری وغیرہ کا پیے پھر روٹی شوربے مین بھگوکر جسے عربی مین ثرید کہتے ہین کھاوے
اور دو ایک وقت اسی پر کفایت کرے پھر ثرید کی ضرورت نہین جب تک
روٹی نہ ملے تب تک پانی بھی پینا نہ چاہیے فقط عرق سونف[۵] مکو وغیرہ پیا کرے
اور جس قدر زائد میعاد کا حمل ساقط ہوا اسی قدر احتیاط کھانے پینے مین زیادہ
رکھے یعنی اگر حمل دو ماہ سے کم کا گرا ہو تو زائد احتیاط کی ضرورت نہین ہے فقط
ایک دو روز اگر فاقہ کرے تو بہتر ہے اور اگر تین چار ماہ کا حمل ساقط ہوا ہو تو اوسکی
احتیاط کھانے پینے مین ایک ہفتے تک رکھے یعنی ایک ہفتہ غذا نہ کھاوے
اور پانی بھی نہ پیئے فقط عرق پیا کرے اور اگر اسقاط پانچ سات ماہ کا ہو تو اوسمین
غذا اور پانی وغیرہ کی بہت احتیاط رکھے یعنی نوین روز غذا کھاوے اور اوسی روز
پانی بھی پیئے آٹھہ روز تک منقی اور آبجوش ہی پر قناعت کرے اور پانی کی جگہہ
عرق مذکور ہی پیئے اور چلے تک سرد اور ترش چیزون سے پرہیز رکھے اور اگر سات
ماہ سے زائد کا حمل ساقط ہوا ہو اور بچہ زندہ اور صحیح پیدا ہوا ہو تو اوسکی احتیاط
مثل زچا کے ہے اور اگر اتنی مدت کے بعد بچے کے پیٹ مین مرنے کے آثار
پائے جاوین یعنی حرکت بچے کی جو پیٹ مین وقت ولادت کے ہوتی ہے جاتی

[۵] - بعض زچاؤن کو عرق سونف بہت نقصان کرتا ہے اور ڈاکٹر صاف و مقطر پانی ہی دیتے ہین -
لیکن شروع مین نیم گرم دینا چاہیے -

رہے اور دردزہ تھم جاوے پیٹ زچا کا ٹھنڈا اور ہاتھ پاؤن سرد ہوجاوین اور غفلت سی معلوم ہو جب یہ سب علامتین پائی جاوین یا بعض تو اوسی وقت اخراج کی دواؤن کا استعمال کرنا چاہیئے اور کاڑھا وغیرہ بھی جلد تیار کرکے پلاوین اور جہان تک ممکن ہو اوس کے اخراج کی تدبیر جلد کرین تاکہ اوس مردہ بچے کا زہر زچا کو اثر نہ کرنے پاوے اور جب بچہ پیدا ہو چکے تو اوسی وقت زچا کے پیٹ کو خوب سونت[۵۱] ڈالین تاکہ سب لہو پانی زہر کا نکل جاوے اور پیٹ خوب صاف ہوجاوے بعد اسکے تھوڑے سے پیسے[۵۲] لیکر زچا کے بدن کے اندر رکھدین اور دو چار پیسے زچا کے سونہہ مین بھی دیدین اور پانی ندین بجاے اسکے یہ ادویات پلاوین - بالنس کی گرہ - پوست اخروٹ - ڈوڈہ کپاس - پوست املتاس - ان چارون چیزون کو آٹھ دس سیر پانی مین جوش دین جب دو تہائی پانی باقی رہے تو بجائے پانی کے استعمال کرین اور طہارت بھی اسی سے کرین اور اکثر عورتین اور عوام اطبا فلوس بھی داخل کرتے ہین تین دن تک اسی پانی کو پئین چوتھے روز بجاے غذا کے کلتھی پکاکر صرف اوسکا پانی پیین اور جرم کلتھی کا دوسرے وقت کھاوین پانچوین روز موٹھ بقدر دو تین تولے کے پکاکر کھاوین اور پانی کے عوض عرق سونف عرق مکوہ عرق گاؤزبان ملاکر پئین اور

---

[۵۱] سونتنا بھی نقصان دہ ہے اور بجاے سونتنے کے پچکاری سے صاف کرنا چاہیئے اس قسم کی پچکاریان بہ کثرت دستیاب ہوتی ہین [۵۲] پیسونکا استعمال احتیاط کے خلاف ہے کیونکہ تانبے مین ایک قسم کی سمیت آجاتی ہے اور اوس سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

دو ایک روز یہی موٹھہ پکا کر کھاوین اور اسی پر قناعت کرین نوین روز تھوڑی
روٹی گیہون کی موٹھہ کی دال کے ساتھ کھاوین اور دسوین روز بہی اسی پر کفایت
کرین مگر تھوڑی تھوڑی غذا بڑہاتے جاوین گیارہوین روز سے گیہون کی روٹی
مرغ اور تیتر وغیرہ کی بے روغن شوربے کے ساتھ بتدریج کہانا شروع کرین اور
تفنّن طبع کے لئے منقی انجیر ولایتی وغیرہ میوہ جات مدرّہ کا موافق قوت ہضم کے
استعمال کرین اور اکیسوین دن تھوڑا تھوڑا روغن گاؤ روغن بادام و پستہ غذا
مین داخل کرنا شروع کرین غرضکہ جنکے مزاج پیدا ہو وہ تین روز تک سوائے اون
پینے کی دواؤن کے جو اوپر لکہی گئی ہین اور کوئی چیز کہانے پینے مین استعمال نکرین
چوتھے روز اول وقت صرف کلتہی کا پانی پیئین اور دوسرے وقت اوسکا جرم
کہاوین پانچوین روز سے آٹھوین روز تک فقط موٹھہ دو تین تولے پکا کر کہاوین اور
کوئی دوسرا اناج نہ کہاوین نوین اور دسوین روز تھوڑی روٹی گیہون کی موٹھہ
کی دال سے کہاوین اور پینے کو پانچوین روز سے گیارہوین روز تک عرق
سونف مکو گاؤزبان وغیرہ کا پیئین اور گیارہوین روز سے پہر گیہون کی روٹی مرغ تیتر
وغیرہ کے شوربے کے ساتھ کہاوین مگر غذا کو تھوڑا تھوڑا بڑہاتے جاوین یکبارگی
زیادہ نہ کہاوین اور بیس روز تک روغن کسی طرح کا مطلق نہ کہاوین اکیسوین روز
سے تھوڑا تھوڑا روغن کہانا شروع کرین اور بارہوین روز سے تھوڑا تھوڑا پانی بجہا ہوا
بہی پیئین مگر اس طرح سے کہ وقت کہانا کہانے کے پانی پیئین اور پہر عرق چودہوین روز

تک اسی قاعدے سے پیتی رہین پندرہوین روز سے اکیسوین روز تک اس طور سے کہ دو وقت پانی پیین تو ایک وقت عرق اور بعد اکیس روز کے جب روغن کمانے مین داخل ہو تو عرق پینا بھی موقوف کرین فقط - پانی ہی پیوین لیکن بجبا ہوا ہو اور چاہیئے کہ چالیس روز تک اسی طرح پرہیز اور تدبیر اور علاج وغیرہ کرین - جن عورتون کو بعد اسقاط کے ادرار کم ہو تو وہ واسطے اخراج کے حار مُدرّ دواؤن کا استعمال کرین مثالاً ایک نسخہ بھی اس جگہ لکھا جاتا ہے -

تخم شبت ۶ ماشہ تخم خربزہ ۶ ماشہ بادیان ۶ ماشہ بیخ بادیان ۶ ماشہ تخم قرطم ۶ ماشہ ابہل ۶ ماشہ عرق بادیان ۱۶ ماشہ مین جوش کرکے مل چھان کے شربت بزوری ۴ ماشہ معتدل ملاکر پیئین اور چاے پینا بھی مفید ہے غرضکہ ایسی عورتون کو چالیس دن تک سرد پانی سے بچنا چاہیئے اور سرد اور ترش چیزون سے بھی پرہیز لازم ہے اور خاوند سے بھی الگ رہین اور چونکہ اسقاط کے بعد ضعف بہت ہو جاتا ہے اس واسطے محنت اور مشقت کے کامون سے بچنا ضرور ہے تاکہ مشقت اور محنت کی حرارت سے اخلاط صالح فاسد ہونے سے محفوظ رہین اور دوسرے امراض رحمی نہ پیدا ہو جاوین کہ موجب فساد اور نقصان کے ہون یہ سب دوائین اور تدبیرین اگرچہ کتب طب سے لکھی گئی ہین اور اکثر تجربے مین بھی آئی ہین مگر پھر بھی حاجت کے وقت کسی حکیم کی راے کو ضرور شریک کرلین اوس کی صلاح کے بعد دوا اور علاج کی تدبیر کرین -

باب دوم

فصل حمل کی پہچان مین

جاننا چاہیے کہ آثار حمل سے اول بند ہونا ایام کا ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو حیض موقوف ہوجاتا ہے اسی لیئے جب تندرست جوان عورت خاوندوالی کے ایام بند ہوجائین تو حمل ہی سمجھنا چاہیئے اور بعضے حمل مین بعض عورتون کو ایسا ہی ہوتا ہے کہ حمل کے زمانے مین تھوڑا تھوڑا خون بھی آتا ہے اور حمل بھی قایم رہتا ہے یعنی موافق معمول کے زیادتی آمد کی نہین ہوتی کچھ دھبّا سا لگجاتا ہے اور اس طرح کا حمل بعض وقت بعض عورتون کو ہوتا ہے اکثر کو نہین ہوتا پس بڑی علامت حمل کی یہی ہے کہ جوان عورت خاوندوالی کے ایام بند ہوجاوین اور اسی بند ہونے پر گنتی ایّام حمل کی ہوتی ہے دردسر اور متلی کا ہونا پنڈلیون کا اینٹھنا چھاتیون کا گدرانا بغیر درد کے یعنی جیسے حیض مین چھاتیان دکھتی ہین ویسے حمل مین نہین دکھتین لیکن گدرا ضرور جاتی ہین اور بھی آجانا سیاہی کا چھاتیون کے مونہہ پر اور اوٹھنا دھنیونکا یعنی بٹنی سے لیکر آدھی چھاتی تک سیاہی آجاتی ہے اور اوسپر بٹنی کے گرداگرد دانے دانے سے اوٹھہ آتے ہین کہ اوسکو ہندی مین دھنیان کہتے ہین یہ سب علامتین حمل مین لازم ہین اور حمل مین طبیعت کا سست رہنا اور نیند کا بہت آنا لازم ہے اور بعضی عورتون کے حمل مین قے بھی ہوتی ہے سر بھی پھرتا ہے اور

کسی کسی کو غش بھی آتے ہین اور اکثر عورتون کا جی بعضی چیزون کے کھانے
پینے سے بیزار ہو جاتا ہے بلکہ اوسکی خوشبو تک بُری معلوم ہوتی ہے اور بعض چیزون
کی طرف رغبت ہو جاتی ہے اور شروع شروع حمل کی سختی ٹھیکرے مین معلوم ہوتی ہے
یعنی ناف کے نیچے بیچون بیچ مین ایک پور برابر ٹکیا سختی کی معلوم ہوتی ہے اور اُسمین
مانند نبض کے کچھہ کچھہ دھمک بھی محسوس ہوتی ہے اور اسی سے حمل سمجھا جاتا ہے
اسلئے کہ مرض کی سختی نلی وغیرہ مین ہوتی ہے اور حمل کی سختی اول اول بیچون بیچ
ٹھیکری ہی مین ہوتی ہے پھر دوسرے مہینے تک نلی کی طرف زیادہ ہوتی جاتی ہے
اور تیسرے مہینے تو تمام پیڑو بھر جاتا ہے چوتھے پانچوین مہینے بچہ پھڑکنے لگتا ہے
اور پھڑکنا بچے کا پہلی ٹھیکری ہی سے[۵۱] معلوم ہوتا ہے یعنی اول جو بچہ پھڑکتا ہے تو
اوسکی لپک ٹھیکری ہی مین ثابت ہوتی ہے پھر دن بہ دن بڑھتی جاتی ہے ساتوین
مہینے تک تو خوب پھڑکنے لگتا ہے یعنی تمام پیٹ مین پھرنا اوس کا خوب محسوس
ہوتا ہے اور حمل مین پانچوین مہینے چھاتیون مین دودھ بھی آجاتا ہے اور اکثر عورتون
کو پانچوین یا ساتوین مہینے سے کولے مین درد شروع ہوتا ہے اور کسی کی پسلی لگتی ہے

[۵۱] اگرچہ نبض کی سرعت اور قارورہ سے بھی اطبا حمل کی شناخت کر لیتے ہین لیکن پھر بھی شک رہتا
ہے اور وہ علامتین جو عام طور پر حمل کی سمجھی جاتی ہین اور بہت سے امراض مین بھی ہوتی ہین - حمل کا کامل
یقین اوسی وقت ہوتا ہے کہ جب پیٹ پر آلہ رکھکر دیکھا جاتا ہے اور بچہ کے دل کی آواز کان مین
آتی ہے اور یہ سب باتین پانچ چھ ماہ کے بعد معلوم ہوتی ہین - ۱۲

یعنی پسلی کی نوک پیٹ مین چبھتی ہے اور اس سے ایسا درد ہوتا ہے کہ نہایت
تکلیف ہوتی ہے اور حمل والیون کے پانون پر ورم بھی آجاتا ہے کسی کے ساتوین
ہی مہینے اور کسی کے پورے دنون مین یعنی نوین مہینے غرضکہ پانون پر ورم کا آجانا
بھی ضرور ہے تھوڑی مدت رہے یا بہت کم ہو یا زیادہ حاصل یہ کہ زمانۂ حمل مین
عورتین بیمارون ہی کی طرح رہکر سال بھر تک تکلیفون ہی مین مبتلا رہتی ہین
اور ابتداے حمل سے ولادت تک کسی طرح کا آرام نہین ملتا اور جو عورتین کہ اولاد
کو دودھ پلاتی ہین اون کو تو ڈھائی تین برس تک مطلق چین و آرام میسر نہین ہوتا
اتنے دن تکلیف ہی مین گذرتے ہین چونکہ حمل کے زمانے مین انتہا درجے کی تکلیف
و ایذا رہتی ہے اور مان کو کسی طرح کی راحت نہین ملتی اسلئے اللہ جل شانہ نے
قرآن شریف مین مان باپ کے ساتھ احسان کرنے کی چند جگہہ وصیت فرمائی
چنانچہ اکیسوین پارے مین یہ ارشاد ہوتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ
أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ
یعنی اور حکم کیا ہمنے انسان کو بیچ مان باپ اوس کے کے بھلائی کا اوٹھاتی ہے
اوسکو مان اوسکی سستی سے اوپر سستی کے اور دودھ چھٹانا اوسکا بیچ دو برس کے
یہ کہ شکر کرو اسطے میرے اور واسطے مان باپ اپنے کے طرف میرے ہے پہر آنا
غرضکہ اس ایذا کا حال بھی اللہ تعالی نے کئی جگہہ فرمایا ہے پس انتہا کی تکلیف
سمجھنا چاہیئے لیکن اس ایذا کا خیال نکرنا چاہیئے جب سے حمل معلوم ہوا وسکی

احتیاط ضرور چاہیئے کس واسطے کہ اگر اللہ تعالی اپنے فضل سے بعد اس ایذا کے بچہ عنایت کرے گا اور وہ صالح اور نیک ہوگا تو اس ایذا کا نعم البدل ہوگا اور ماں باپ کو اوس سے چین اور آرام حاصل ہوگا۔

فصل ۲ حمل کی احتیاط مین

عورتون کو لازم ہے کہ جس وقت آثار حمل کے معلوم ہوون تو اوسکی حفاظت اور احتیاط اس قاعدے سے رکھین کہ تین چار مہینے تک کوئی چیز حار اور مدر کھانے پینے مین نہ آوے اور پیٹ کی مالش وغیرہ سے احتیاط رکھین اور کوئی دوا وغیرہ استعمال کی بھی نکرین اور خلوت مین نہ جائین اور بہت محنت اور مشقت سے بھی اجتناب کرین اور بہت بار دار چیز بھی نہ اوٹھاوین اور مسہل بھی نہ لیوین اور چونک اور فصد اور سنگی وغیرہ بھی نہ لگاوین اور نہ برف کھاوین کیونکہ ان سب سے اندیشہ حمل کے اسقاط کا ہی ہان اگر مسہل کی نہایت ہی ضرورت ہو تو چوتھے مہینے سے چھٹے مہینے تک مسہل لینے کا چندان مضائقہ نہین ہے مگر شروع حمل سے تین مہینے تک اور ساتوین مہینے سے بچے کی ولادت تک ہرگز مسہل نہ لیوین اگر اس مدت مین بہت ہی شدید ضرورت ہو اور سوای مسہل کے کسی تدبیر سے علاج نہ ہوسکتا ہو اور حکیم مسہل ہی کی تجویز کرتے ہون تو مجبوری سے تلین لیکن قوی مسہل نہ لین جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ کا بھی اسی طرح خیال رکھین یعنی اگر ان چیزون مین سے کیسکی ضرورت ہو تو جو کم خون لینی والی چیز ہو اوسکو علاج مین مقدم کرین

مثلاً اگر فصد کی ضرورت ہے اور جونک سے بھی کام نکل سکتا ہے تو جونک ہی
کو مقدم کرین اور فصد سے بچین مگر جہان تک ممکن ہو سہل اور جونک اور فصد
اور سنگی وغیرہ سے حاملہ کو اجتناب کرنا ضرور ہے کیونکہ ان سب چیزون سے
اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اور شروع حمل سے بچے کی پیدائش تک گوشت شکار کا
بھی نہ کھاوین خصوصاً ہرن کا گوشت تو ہرگز نہ کھاوین کیونکہ اس سے بچے کو
مرگی کی بیماری ہو جاتی ہے اور مچھلی بھی کھانا نچاہیئے کہ اس سے بچے کے بدن
مین خشکی اور پھوڑے پھنسی وغیرہ ہوتے ہین۔ مرچ اور ترشی بھی کم کھانا چاہیئے
کیونکہ اس سے بھی حمل کو مضرت ہوتی ہے ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہونے
تک سرد اور قابض اور دیر ہضم چیز نہ کھاوین تربوز اور مہی اور ککڑی تو ہرگز
نہ کھاوین اس لئے کہ ان چیزون کے کھانے سے بچے کو نہایت ہی مضرت
ہوتی ہے اور بہت سخت سخت ایسی بیماریان پیدا ہوتی ہین کہ جن سے بچے کی
جان جانیکا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ اکثر دیکھا ہے کہ جن عورتون نے یہ چیزین ولادت
کے قریب کھائی ہین اونکے بچے پیٹ ہی مین سے بہت سخت بیمار پیدا ہوئے
ہین اور اوسی مرض مین مر گئے ہین علاوہ اس کے ان چیزون کے کھانے سے
زچا کو بھی وقت چننے کے نہایت ہی تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اس واسطے کہ
ان چیزون کی سردی سے بچہ پیٹ مین سست اور بیمار ہو جاتا ہے اور بسبب
سستی اور بیماری کے دردون کے وقت زور اور طاقت خروج کے لئے نہین

کرسکتا ہے اور یہی ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک شوہر سے بھی احتیاط رہے کہ اس سے بھی بچے کو ضرر ہوتا ہے - اور حمل والی کمر بند کسکر نہ باندہے اور دہلیز وغیرہ پر نہ بیٹھے کہ اس سے بچہ چپٹا پیدا ہوتا ہے اور باسی روٹی بھی نہ کھاوے کہ اس[۵۱] سے آنول بڑہتی ہے اور بچے کے سر پر بال بھی زیادہ ہوتے ہین کہ اس سے حاملہ کا سینہ بہت جلا کرتا ہے یعنی معدے کے مونہہ پر اکثر جلن رہا کرتی ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ خوراک اپنی متوسط رکھے نہ بہت کھاوے نہ فاقہ کرے اس واسطے کہ فاقے سے تو بچہ پیٹ مین بہت بڑہتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا ہے کہ جس سے وقت ولادت کے زچا کو بہت ایذا ہوتی ہے اور بہت کھانے سے بچہ پیٹ مین ناطاقت اور دبلا اور کمزور ہوتا ہے جسکے وقت آسانی سے نہین نکل سکتا اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے پس مقدار مین متوسط غذا کھانا چاہیئے کہ اسمین ہر طرح کا امن ہے اسی لئے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا شرع مین وارد ہے اور بہت مقویات اور میوجات وغیرہ کھانا نچاہیئے کہ اس سے بھی بچہ قوی اور موٹا ہو جاتا ہے اور اس قوت اور موٹاپے کے سبب سے وہی

---

۵۱ - یون تو کھانے کی احتیاط ہر وقت لازمی ہے مگر ایام حمل مین خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنی چاہیئے کیونکہ ان دنون مین بے چینی کی وجہ سے ہاضمہ مین فتور ہو جاتا ہے جس سے تکلیف بڑہ جاتی ہے اور بچہ پر بھی اوسکا اثر ہوتا ہے - ۱۲

۵۲ - اس حدیث کو ابن سمعانی نے تاریخ بغداد مین بسند مجہول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور بیہقی نے مطرف بن قرہ سے اسکی تخریج کی ہے تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث علی ما فظ الدین محمد المقاصد ۱۲

زچا کی تکلیف اور ایذا متصور ہے اور اکثر حمل والیان مٹی بہت کھاتی ہین یہ بھی مضر ہے اور حکیم مٹی کھانے سے منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے پیٹ مین کیڑے مثل کیچوؤن کے پیدا ہوجاتے ہین اسی لئے چند حدیثون مین مٹی کھانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے کبیر مین سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مَنْ اَكَلَ الطِّيْنَ فَكَاَنَّمَا اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ نَفْسِهٖ یعنی جس شخص نے مٹی کھائی تو گویا اوسنے مدد کی اپنی جان مار ڈالنے پر اس سے معلوم ہوا کہ مٹی کھانے مین سوائے ضرر اور نقصان جان کے کسی طرح کا فائدہ نہین پس ہرگز مٹی کھانا نہ چاہیے اور حاملہ کو چاہیے کہ بہت خوشبو کی چیزون کا بھی استعمال نکرے

---

۵ - شرح جامع صغیر مین اس حدیث پر ضعف کی علامت لکھی ہے شرح جامع صغیر مین کہا ہے کہ ہیثمی نے کہا ہے اس حدیث کی سند مین یحیی بن یزید ہوازی ہے ذہبی نے اوسکو مجہول کہا ہے اور باقی راوی اوس کے رجال صحیح ہین اور میزان مین کہا کہ یحیی بن یزید ہوازی کی حدیث مٹی کھانے کے باب مین صحیح نہین ہے اور یہ شخص مجہول ہے تمام ہوا کلام میزان کا اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور ایسا ہی خطیب نے کہا اور ابن جوزی نے کہا موضوع ہے اور رافعی نے کہا جن حدیثون مین مٹی کھانے سے نہی آئی ہے اونمین سے کوئی حدیث ثابت نہین حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن مندہ نے ان حدیثون کو ایک جزو مین جمع کیا اوسمین کوئی حدیث ثابت نہین بیہقی نے ان حدیثون کا ایک باب منعقد کیا اور کہا انمین سے کوئی حدیث صحیح نہین بعض صحابہ نے مٹی کھانے کی تحریم اس آیت سے نکالی ہے كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ یعنی اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ کھاؤ تم اوس چیز سے جو زمین مین ہے اور یہ نہین فرمایا کہ زمین کو کھاؤ پس اس سے ثابت ہوا کہ مٹی کھانا حرام ہے غرضکہ جتنی حدیثین اس باب مین وارد ہوئی ہین وہ سب ضعیف یا موضوع ہین قابل حجت کے نہین لیکن چونکہ مٹی کھانے سے سخت سخت بیماریان پیدا ہوتی ہین چنانچہ بدن دبلا ہوجاتا ہے مٹی کھانے والا ہمیشہ بیمار رہتا ہے اوسکا پیٹ بڑا رنگ زرد ہوجاتا ہے اور اللہ تعالی نے قتل نفس سے

---

۴ منع فرمایا ہے اس سبب سے یا آیت مذکورہ کی دلیل سے البتہ مٹی کھانا حرام ہوسکتا ہے ۱۲ ۱۲

یعنی عطر وغیرہ بہت نہ سونگھے خصوصًا ولادت کے وقت تو خوشبو کا سونگھنا اور
لگانا بہت ہی منع ہے اور یہی حمام مین نہانا اور آبزن کرنا یعنی دوا کے پانی مین بیٹھنا
اور پیٹ کا دہارنا یہ سب حمل والی کو منع ہے پس ان سب چیزون سے بچنا
ضرور ہے فقط تمام ہوا بیان اون چیزون کا جو حمل مین مضر ہین اب جو جو چیزین کہ حاملہ
کو کہانا اور برتنا اون کا لازم ہے وہ لکھی جاتی ہین - جاننا چاہیئے کہ اگر حمل والی
عورت نہار مونہہ ایک دو گھونٹ ٹھنڈے پانی کے پی لیا کرے تو اس سے بچے
کی آنکھین بڑی ہوتی ہین اور لوبیا کہانے سے بچہ عاقل اور خربوزہ کہانے سے
خوبصورت پیدا ہوتا ہے اور یہ بہی سنا ہے کہ اگر ہر روز ایک چھوٹا سا ٹکڑا کہوپرے
کا کہا لیا کرے تو اس سے بچہ گورا پیدا ہوتا ہے اور اوسمین سوندہی خوشبو آتی ہے
غرضکہ ان چیزون کے کہانے مین کچھہ مضرت نہین ہے بلکہ فائدہ ہی ہے لیکن
ہر چیز کو کم کہانا چاہیے اس لئے کہ زیادتی ہر چیز کی مضر ہے اور حاملہ کو یہ بہی چاہیئے
کہ جب سے حمل معلوم ہوا وسوقت سے ولادت تک غذاے لطیف زود ہضم
معتدل کہائے پیئے اور یہ بہی چاہیئے کہ جب سے نوان مہینا شروع ہو بچے
کے پیدا ہونے تک بہت بیٹہی نرہے کچھہ کام چلنے پہرنے کا کرتی رہے اور
تہوڑی سی محنت وغیرہ کر لیا کرے اسلئے کہ اس سے ولادت مین آسانی ہوتی
ہے اور کسی طرح تکلیف نہین ہوتی اور یہ بہی چاہیئے کہ قریب زمانۂ ولادت
کے اپنے کہانے پینے مین اکثر ماش کی دال اور السی کے پانی کا استعمال رکھے

اس لئے کہ اس سے بھی بچہ بآسانی پیدا ہوتا ہے[۵۱]

فصل سیم بچے کے وقت ولادت کے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جب عورت کو آثار ولادت کے شروع ہون یعنی درد زہ معلوم ہو تو اوس وقت زچا کو لازم ہے کہ بہت بیٹھے نہین آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے اور کچھہ غذا نہ کھاوے اور ٹھنڈا پانی بھی نہ پیئے اگر بھوک معلوم ہو تو دس پانچ دانے منقی کے کھاے یا شوربا جوان مرغ کا یا تھوڑا سا دودھ گرم گرم پی لے مگر بہت نہ پیے اس لئے کہ زیادتی سے اندیشہ بدہضمی کا ہوتا ہے اور جب پیاس معلوم ہو تو سونف کا عرق گرم کرکے پیے اور اگر بہت ہی پیاس معلوم ہو تو ایک دوبار دہی عرق ٹھنڈا پی لے مگر تھوڑا تھوڑا کہ جس سے فقط تسکین ہو جاوے اور جب لیٹنے کو جی چاہے تو گاؤ تکیہ وغیرہ کرکے پیچھے لگا کر اس طرح سے لیٹے کہ آدھی بیٹھی ہو اور آدھی لیٹی اور جنتے وقت کسی قابلہ یعنی دائی ہوشیار کا ہونا ضرور ہے کہ وہ احتیاط و ہوشیاری سے جناوے - اور یہ بھی چاہیئے کہ بار بار قابلہ کو نہ دکھاوے بلکہ ہاتھہ بھی اوسکا بدن کو بار بار نہ لگانے دے لیکن جب درد زیادہ ہو تو روئی کو تلی کے تیل مین بھگو کر قابلہ کے ہاتھہ سے آگے کی جانب استعمال کراوے اور ارنڈی کا تیل بھی استعمال کرنا واسطے سہولت ولادت کے مجرّب ہے اور

[۵۱] - لیکن ہاضمہ کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے -

جب وقت جننے کا قریب ہو تو کوئی عورت ہوشیار زچا کے پیٹ کو اس طرح
سے تھامے کہ دونون ہاتھ مین زچا کا پیٹ چنکر آہستہ سے نیچے کی طرف دبائے
رہے تاکہ بچہ اوپر کو نہ چڑھ سکے اور دو عورتین زچا کے پانون کو اس طرح سے تھامین
کہ ران سے ران نہ ملنے پاوے اور زچا کو چاہیئے کہ اوس وقت سانس اوپر کو
نہ لے درد کی تکلیف کو ضبط کرے چیخے نہین اور نیچے کی طرف زور دے سیدہی
چت لیٹی رہے کروٹ نہ لے اور اگر بیٹھنے کو جی چاہے تو قابلہ کے پاؤن پر بوجھ
دیکر اکڑو بیٹھے اور قابلہ کے گلے مین دونون ہاتھ ڈالکر نیچے کی طرف طاقت اور
زور کرے مگر بیٹھکے جننے سے لیٹکر جننا سہل ہے اور سوائے اسکے بیٹھکے
جننے مین اندیشہ بدن کے نکل آنے کا بھی ہوتا ہے اور خدانخواستہ جس عورت
کے بچہ مشکل سے ہوتا ہو تو قابلہ کو چاہیئے کہ ارنڈی کے تیل مین زعفران پسی ہوئی
ملاکر زچا کو استعمال کرادے اور مینے خود دیکھا ہے کہ ایک عورت کے مرے
ہوئے بچے کا اخراج اسی کے استعمال سے ہوا تھا اور سہولت ولادت کے
لئے صابون مین انڈے کی زردی ملاکر استعمال کرنا بھی مجرب ہے، اور قابلہ کو یہ بھی
چاہیئے کہ روغن بادام یا السی کا تیل بعاب السی کے ساتھ ملاکر فم رحم پر بہت سا
مل دے کہ اس تدبیر سے بھی انشاء اللہ تعالی بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور واسطے
سہولت ولادت کے بالخاصہ جو دوائین مجرب اور مفید ہین وہ یہ ہین کہ زچا سنگ
مقناطیس کا ایک بڑا ٹکڑا بائین ہاتھ مین پکڑے اور مونگے کی جڑ دہنے زانو مین

باندھے اور دارچینی کا زچا کو کھلانا بھی مجرب ہے اور اگر جند یا ہینگ بھی اوسمین
ملا کر دیجاوے بشرطیکہ حرارت نہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اثر اسکا جلد ہوگا اور املتاس
کے چھلکے ڈیڑھ تولہ نیمکوب پاؤ بھر پانی مین جوش دے اور چھانکر شربت بنفشہ ۲ تولہ
یا آب نخود چٹانک بھر ملا کر زچا کو پلانا بھی سہولت ولادت کے لئے مجرب ہے
اور املتاس کے چھلکون کی زچا کو دھونی دینا بھی مجرب ہے اور انڈے کی
زردی نیم برشت اور اوسپر سیاہ مرچ پسی ہوئی چھڑک کے زچا کو کھلانے سے بھی
ولادت سہل ہوتی ہے[۱] اور میزان الطلب مین لکھا ہے کہ جس عورت کا جننا مشکل
ہو پس لازم ہے کہ اوسکو ابتدائی درد وضع حمل سے حمام مین بیجاوے اور گرم پانی
بدن پر گراوے اور آبزن مین بٹھا کر روغن سے کنج ران وغیرہ مین مالش کراوے
اور چند قدم ٹہلاوے پھر ولادت کی جگہہ پر لے آوے لیکن یہ آبزن وغیرہ بعد
فراغت کے پیشاب پاخانے سے کرنا چاہیئے مگر یہ علاج اس ملک مین رائج
نہین اور نہ ہم نے کسی زچا کے لئے کرتے دیکھا ہے فقط کتاب مین لکھا ہے اور
دردون مین سرد پانی اور ٹھنڈی اور ترش چیزون سے پرہیز کرنا لازم ہے اور درد زہ
مین بہت چیخنا اور چلانا بھی نہ چاہیئے بلکہ اوس وقت دم کو روکے اور اپنے پاؤن
پر زور کرے اور کوشش کرے تاکہ بچہ جلدی ہووے لیکن یہ زور دینا اور کوشش کرنا قریب
ولادت کے چاہیئے شروع دردون مین نہین کیونکہ ابتدا مین دم کے روکنے اور

[۱] قریب زمانہ ولادت مین ارنڈی کا تیل بھی پلانا مفید ہے تاکہ دو چار دست ہو جائین اسکے علاوہ
کومین بھی دیجاتی ہے۔ لیکن کوئی دوا بغیر ڈاکٹر سے مشورہ حاصل کیئے ہوئے نہین دینا چاہیئے۔

آواز نہ نکالنے سے زچا کو تکلیف اور تکان زیادہ ہوتا ہے اور سوائے اس کے
دم کے گھونٹنے مین پیٹ کے رگ پٹھون کے بگاڑ کا بہی اندیشہ ہوتا ہے اور
جننے مین جہیلیان بہی دینا نہ چاہیئے کہ اس سے بہی اندیشہ پیٹ کے بگاڑ کا ہی
اور بعض عورتون کے آنول کا اخراج بعد بچہ ہونے کے کچھہ دیر مین ہوتا ہے
پس اُسوقت اوسکے نکالنے مین جلدی نکرے اور قابلہ کو دستکاری نکرنے
دے کہ اسمین بہی اندیشہ رگ پٹھون کے بگاڑ کا ہے پس آنول کے اخراج
کی تدبیر خارجی ہی کرنا چاہیئے جیسے زچا کو چھینک دلوانا یا کسی کے پرسے اوبکائی
لوانا یا کوئی چیز مثل ہینگ وغیرہ کے زچا سے سُنگوانا یا سر کے بال زچا کے مونہہ
مین دینا کہ اس سے بہی اوبکائی آجاتی ہے پس ایسی ہی تدبیرین کرنا چاہئین
کہ جن سے زور پڑکر آنول کا اخراج ہوجاوے اور جب تک آنول نہ نکلے
تب تک زچا کا پیٹ تہا نبے رہنا چاہیئے اور یہ بہی چاہیئے کہ زچا کو سانس
کھینچ کر نہ لینے دین نیچے ہی کی طرف زور کراوین تاکہ آنول اوپر کو نہ چڑہے
اور نیچے کی طرف زور دینے سے اوسکا جلدی اخراج ہوجاوے[۵۱]۔

---

۵۱ - آنول دیر سے نکلنے کی وجہ سے کچھہ خوف نہ کرنا چاہیئے - طبیعت خود بخود زائد چیز کو
دفع کرتی ہے صرف پیٹ پر ہاتھہ کا سہارا رہے یہ بہی سننے مین آیا ہے کہ ناف پر لسن
کچلکر رکھنا مفید ہے -

فصل ۴ مولود کی تدبیر مین

جاننا چاہیئے کہ جب بچہ پیدا ہو چکے اور آنول نکل چکے تو قابلہ کو لازم ہے کہ پہلے بچے کا نال خوب سونت ڈالے اور پہر اوس کو چار انگل چھوڑ کر ناڑے سے باندہے اور پہر اوس ناڑے کے دوسرے سرے کو پہندا دیکر بچے کے گلے مین ڈال دے مگر اوس پہندے کو ڈہیلا رکہے تاکہ بچے کے گلے مین نہ پہنسے اور پہر اوس نال کو ناڑی کے اوپر سے کسی چاقو چہری وغیرہ سے کاٹ دے لیکن وقت کاٹنے نال کے بہت احتیاط چاہیئے کہ اندازے سے زیادہ نہ کٹے کیونکہ بے انداز نال کٹنے سے بچہ ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ میری برادری مین ایک جگہہ ایسا ہی ہوا تھا کہ ایک دائی نے اس طرح بے انداز بچے کا نال کاٹا کہ آخر کو وہ بچہ خون بہتے بہتے آٹھہ پہر کے بعد مر گیا اور بغیر سونتے اور بے ناپے نال کاٹنے سے بچے کی ناف پک جاتی ہے اور پہولی ہوئی بہی رہجاتی ہے پس نال کاٹنے مین بہت احتیاط چاہیئے اور جب بچے کا نال کاٹ چکے تب بچے کو بین یا منہدی ملکر نرے گرم پانی سے نہلاوے اور اوسی وقت نہلانے مین بچے کا گلا بہی کردے اور پائخانے کے مقام کو بہی اونگلی سے کشادہ کردے اور چہاتیان بہی بچے کی مسک دے تاکہ اوسکی رطوبت وغیرہ نکل جاوے کیونکہ اگر چہاتیون مین کچہہ رطوبت رہجاویگی تو چہاتی کے پکنے کا اندیشہ ہے یعنی اس رطوبت کے

رہنے سے بچے کی چھاتیان پک جاتی ہین یا چھاتیون مین گٹھلیان پڑجاتی
ہین - اور یہ بھی سنا ہے کہ اس رطوبت کے رہنے سے بچے کے پسینے مین بو آتی
ہے غرضکہ چھاتیون کی رطوبت کو خوب صاف کردے کہ کسی طرح کے ضرر کا اندیشہ
نہ رہے اور دختر کے پیشاب کے مقام پر بھی تھوڑی سی مصری پیسکر چھڑک
دے کہ اس سے رطوبت غلیظ اوس کے بدن کی نکلجاوے اور جب بچے کو
نہلاکر فارغ ہون تو پہر چاہیئے کہ کسی بزرگ آدمی کا پُرانا کپڑا لیکر بچے کے
گلے مین ڈالدین اور ایک ٹکڑا اوسی کپڑے کا بچے کے سر پر باندہ دین اور یہ فقط
واسطے برکت اور نیک فال لینے کے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اوس بچے کی عمر دراز
کرے اور عادت نیک دے سوائے اسکے ایسے کپڑے پہنانے مین اور کچھہ فائدہ نہین
ہے اور نہ یہ بات طب سے ہے اور نہ شرع شریف مین اس کا کچھہ حکم آیا ہے مگر جو کہ نیک
فال لینا شرع مین درست ہے اس واسطے جو عورتین اپنی اولاد کو اولاً کسی بزرگ کے
کپڑے تبرکاً پہنا دیتی ہین اسمین کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ علما فال لینے کو منع نہین کرتے
پس میرے نزدیک بھی یہ بسبب نیک فالی کے جائز ہے البتہ فال بد لینا نہ چاہیئے
اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فال بد لینے کو شرک فرمایا ہے
پس اس سے بچنا لازم ہے بغوی نے شرح السنہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ وَكَانَ يُحِبُّ الْاِسْمَ الْحَسَنَ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما

کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فال لیتے اور شگون بد نہ لیتے اور دوست رکھتے نام نیک کو یعنی اوس کے ساتھ فال لیتے اور ابو داؤد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ قَالَہٗ ثَلٰثًا وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُذْھِبُہٗ بِالتَّوَکُّلِ یعنی شگون بد لینا شرک ہے یہ بات تین بار فرمائی یعنی مبالغۃً تاکہ لوگ اوس سے بہت بچین اور نہین ہم مین سے کوئی مگر یعنی بمقتضاے بشریت ہر ایک کے دلمین کبھی فال بد سے تردد و خلجان راہ پاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ بسبب توکل کے اوس کو لیجاتا ہے یعنی اگر بحکم بشریت کے کچھہ شک وہم دل مین آجاوے تو چاہیئے کہ خدا پر توکل کرے اور اوس کام کو جاوے اوس وہم کا تابع نہ ہو اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ مینے امام بخاری کو سُنا وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن حرب یعنی بخاری کے اوستاد یون کہتے تھے وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُذْھِبُہٗ بِالتَّوَکُّلِ یہ کلام میرے نزدیک ابن مسعود کے قول سے ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد اور بعد غسل کے جب بچے کو کپڑے پہناچکین تو پھر اوسکی آنکھون مین سرمہ لگاوین۔

باب سوم

فصل بچے کے کان مین اذان اور اقامت کہنے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جب بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا چکین تو پھر کسی عالم یا حافظ یا نیک آدمی کو بلاکر بچے کے کانون مین اذان اور اقامت کہلانا لازم ہے یعنی اول بچے کے داہنے کان مین اذان کہلاوین اور پھر بائین کان مین اقامت یعنی بعد حی علی الفلاح کے قد قامت الصلوۃ بھی کہنا چاہیئے اذان اور اقامت کہنا سنت ہے اس واسطے کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ

یعنی ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون کہا مینے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپنے حسن بن علی کے کان مین اذان کہی جبکہ اونکو بی بی فاطمہؓ نے جنا مانند اذان نماز کے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ایک نسخے مین صحیح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان مین اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے اور اقامت کہنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر ابن السنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے جیساکہ آگے مذکور ہوگا پس اذان اور اقامت کہنا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اسکو ضرور ادا کرنا چاہیئے اور یہ بھی ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے یہان بچہ پیدا ہو تو اوسکا کوئی بزرگ اوسکے

کانون مین اذان اور اقامت کہے کہ یہ اولی ہے اور اگر سنت ادا ہونے کے لئے
کوئی غیر شخص بھی بچے کے کانون مین اذان اور اقامت کہے تو بھی درست ہے
اذان اور اقامت کا کہنا وقت ولادت کے اس واسطے چاہیئے کہ سب سے پہلے نام
اللہ تعالیٰ کا اور کلمہ دین اسلام کا بچے کے کان مین پہونچ جاوے اور وہ اپنے خالق
کا نام سب کلام سے پہلے سُنے اور تخصیص اذان و اقامت کی اس واسطے ہے کہ
شیطان اسکی آواز سے بھاگتا ہے اور اذان اور اقامت کی برکت سے انشاء اللہ
تعالیٰ بچے کو اُمّ الصبیان کا مرض بھی نہین ہوتا اور بچہ اس مرض سے پناہ مین رہتا
ہے جیسا کہ ابو یعلی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُسْرٰی لَمْ
تَضُرَّهٗ اُمُّ الصِّبْیَانِ یعنی جسکے ہان بچہ پیدا ہو پھر وہ اوس کے دہنے کان مین اذان کہے
اور بائین کان مین اقامت تو ام الصبیان اوسکو ایذا نہ پہونچائیگی - جامع صغیر
کی شرح یعنی عزیزی مین لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن السنی نے اس
حدیث کو اسی لفظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور تلخیص جبیر مین بھی اس حدیث
کو وارد کیا اور کچھ کلام اوسپر نہین کیا پس اذان اور اقامت بچے کے کانون مین
کہنا ضرور ہے اور شرعۃ الاسلام مین منقول ہے کہ جب بچے کے کانون مین اذان
اور اقامت کہہ چکے تو پھر اوسکے بائین کان مین یہ دعا بھی پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ
بَرًّا تَقِیًّا وَّاَنْبِتْهُ فِی الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کو بھی دو تین بار

لہ یعنی اے اللہ تو اوسکو نیک پاک کر اور اوگا تو اوس کو اسلام مین اچھا اوگانا ۱۲ -

پڑھے[1] اُعِیْذُہٗ بِاللّٰہِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور روضہ مین شرح مشکوۃ اور شرح سفر السعادت سے لکھا ہے کہ فرزند نو تولد کے کان مین یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ[2] بعد اسکے کھجور یا چھوہارا یا شہد یا کوئی اور میٹھی چیز اوس کے تالو مین ملنا مستحب ہے اسی کو تحنیک کہتے ہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِّکُ عَلَیْھِمْ وَیُحَنِّکُھُمْ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک لوگ بچون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پر نور مین لاتے تھے آپ اونکے حق مین برکت کی دعا فرماتے تھے اور اون کی تحنیک کرتے تھے اسکو مسلم نے روایت کیا لیکن کھجور افضل ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو موسیٰ کے لڑکے کے تالو مین کھجور ہی چبا کے ملی تھی جیسا کہ مسلم کی دوسری روایت مین وارد ہوا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَسَمَّاہُ اِبْرَاھِیْمَ وَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہتے ہین میرے ہان لڑکا پیدا ہوا پھر مین اوس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیگیا آپ نے اوسکا نام

[1] پناہ دیتا ہون مین اوسکو اللہ کے ساتھہ جو نرا دھارے ہے برائی حسد کرنے والی سے جبکہ وہ حسد کرے ۱۲

[2] یعنی اے اللہ بیشک مین پناہ دیتا ہون اوسکو تیرے ساتھہ اور اوسکی اولاد کو شیطان راندے

ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اوسکے تالو مین ملدی پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اوسی کا کرنا بہتر ہے۔ علمانے لکھا ہے کہ چھوہارا کھجور شہد وغیرہ کے کھلانے سے بچہ حلیم اور خوش خلق ہوتا ہے اور جب بچے کو کھجور یا شہد وغیرہ دیچکین تو اوسوقت ایک آدھے پان مین ذرا سا چونہ کتھہ لگا کر تھوڑی سی زعفران ڈالکر پن کٹی وغیرہ مین کوٹ کے تھوڑا سا عرق اوسکا بچے کے حلق مین ڈالدین تاکہ نہانے وغیرہ کی سردی جاتی رہے بعد اسکے بچے کی حفاظت اور گھٹی اور زچا کی احتیاط کی تجویز کرین اور حال انکا اور فصلون مین لکھا جاویگا۔

فصل بچے کی گھٹی اور احتیاط کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ بچے کے کان مین اذان اور اقامت کہنی اور چھوہارا یا شہد تالو مین لگانے کے بعد کسی حکیم سے پوچھکر دو روز تک اولاً دوا دستون کی جس کو گھٹی کہتے ہین سہتی سہتی نہ بہت گرم نہ ٹھنڈی اس ترکیب سے پلاتے رہین کہ ایک کپڑے کی بتی اُنگلی کی برابر موٹی بنا کر گھٹی مین بھگو کر بچے کے مونہہ مین دین تاکہ اسطرح کی گھٹی پینے سے بچے کو دودھ پینے کی عادت پڑجاوے چمچہ اور پھوئی سے گھٹی پلانے مین بچہ دودھ چوسنا بھول جاتا ہے جب بچے کا پیٹ درست ہوکر خوب صاف ہوجاوے تو[۱] تیسرے روز بچے کو دودھ دین اور پانچ روز تک اس قاعدہ سے دودھ پلاوین کہ دو وقت دودھ دین تو ایک وقت گھٹی تاکہ بچے کا پیٹ خوب

[۱] جدید تجربون سے ثابت ہوا ہے کہ گھٹی واقعی مضر ہے اور مان کا دودھ دینا چاہیئے۔ لیکن اگر ضرورت ہو تو ارنڈی کا تیل اندر تالو مین لگانا کافی ہے۔

صاف ہوتا رہے اور بعد سات روز کے پھر بچے کو دودھ ہی پلاوین لیکن نوین
روز پھر گھٹی وین اس طرح سے کہ تمام دن مین دو تین بار گھٹی وین باقی وقتون مین
دودھ پلاوین اور اسی طرح سے ہر دہائی مین ایک روز پیشتر نہلانے سے بچے کو
گھٹی دیا کرین اور چلے تک گھٹی دینے کا یہی قاعدہ اور دستور رکھین تاکہ بچے کا
پیٹ خوب صاف ہوجاوے - اور بعد چلے کے جب تک دودھ پیتا رہے
دوسرے تیسرے مہینے گھٹی دینا ضرور ہے تاکہ دودھ پینے سے جو مواد بلغمی بہت ہوتا
ہے اور اوس سے بچے کو طرح طرح کے مرض ہوتے رہتے ہین اس گھٹی کے دینے
سے نکلجاے اور جب پیٹ مواد سے صاف ہوجائیگا تو اکثر امراض کا اندیشہ
بھی نرہیگا اس واسطے کہ بہت مرض پیٹ ہی کے فساد سے پیدا ہوتے ہین اور ہر روز
بچے کا ہاتھہ منہہ گلا کان چڈہا وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کردیا کرین اور
کپڑے کی بتی بناکر ناک بھی بچے کی صاف کردیا کرین تاکہ بچہ صاف اور ستھرا رہے
کہ دیکھنے والون کو نفرت نہ آوے اور بچے کی عادت بھی صاف رہنے کی رہے
اور ہاتھہ گلے کان چڈہے وغیرہ مین میل بھی نہ جمنے پاوے کیونکہ اس سے بو آنے
لگتی ہے اور بچے کا گوشت گلکر زخم پڑجاتے ہین اور جب بچہ پیشاب وغیرہ کرے
تو پانی سے طہارت کردیا کرین تاکہ بچہ پاک صاف رہے اور بو وغیرہ بھی نہ آوے
اور سوائے عضائی کے طہارت نہ کرنے سے بچے کے بدن مین خارش اور سوزش بھی
ہونے لگتی ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو وقت حاجت ضروری کے عادت اشارہ

کرنے کی سکھاوین تاکہ بچہ وقت حاجت کے اشارہ کیا کرے اور رکھنے والا اوسکو
گود اور بستر سے علیحدہ کرکے پیشاب وغیرہ کرالیا کرے تاکہ رکھنے والے اور مان
اور بچے کے کپڑے اور بچھونے وغیرہ پاک صاف رہین اور پیشاب وغیرہ کی بدبو
بھی نہ آوے اور رکھنے والون کی نماز مین خلل نہ پڑے اسی واسطے بچے کو غندک
مین رکھنا نہایت اچھا ہے غندک اسے کہتے ہین کہ ایک کپڑا گز ڈیڑھ گز کا لمبا
آدھ گز کا چوڑا اوسپر بچے کو لٹاکر اوسکے ہاتھ پانون سیدھے کرکے گلے کے یہان
سے تختے تک بچے کے لپیٹ دیتے ہین اور اوسپر کوئی ناڑا یا بند وغیرہ بھی باندھ
دیتے ہین غرضکہ اس طرح سے کپڑے مین بچے کو لپیٹتے ہین کہ اوسکا صرف مونہہ کھلا رہتا
ہے باقی سب جسم لپٹ جاتا ہے اور اسمین بچے کو نہایت ہی آرام ملتا ہے اور
اس کپڑے کے لپیٹنے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ بچے کے ہاتھ پانون سیدھے رہتے ہین
اور پیشاب وغیرہ بھی اوسی کپڑے مین جذب ہو جاتا ہے اور کپڑون مین دھبّا نہین
لگتا اس لئے غندک کر دینا بہت بہتر ہے پس چاہیئے کہ چار پانچ کپڑے غندک
کے واسطے بنالین اور تین چار بار دن مین اوس کپڑے کو بدل ڈالین اور دوسرے
کپڑے کی غندک باندھ دین اور وہ کپڑا دھونے کو دیدین - اسی طرح سے غندک کے
کپڑون کو بدلتے رہین کہ اسمین کئی فائدے ہین اور یہ رسم غندک کی عرب مین بہت
جاری ہے اور افغانستان مین بھی اسکا نہایت رواج ہے اور بچے کا مونہہ سوتے مین
کسی کپڑے سے چھپا دیا کرین کہلا رکھین تو اوسے مونہہ کھلے سونے کی عادت نہووے

اسلیے کہ مونہہ کھولکر سونے سے سردی مین ہوا سے بچے کے گال وغیرہ سپٹ جاتے
ہین کہ جس سے بچے کو بہت ایذا ہوتی ہے اور مکھی وغیرہ کی بہی احتیاط نہین ہوسکتی
اور یہ بہی چاہیئے کہ بچے کو کسی کے ساتہہ نہ سُلاوین الگ سونے کی عادت ڈالین الگ
سونے مین بچہ توانا ہوتا ہے اور دوسرے کی بہاپ اور پسینے کے نقصان اور ضرر سے
محفوظ رہتا ہے اور الگ سونے کی وجہ سے کہلائی سے بہی کم ہلتا ہے اور ہاتھہ
پاؤن کے دبنے کا اندیشہ بہی نہین رہتا ہے پس بچے کے الگ سُلانے مین بہت
فائدے اور مصلحتین ہین اوسکو الگ ہی سُلانا بہتر ہے اس طرح پر کہ ایک علیحدہ
کھٹولے پر اوسے سُلاوین اور اوسکے دونون طرف کی پٹیون سے ملاکر دونون پلنگ
اناّ اور کھلائی کے بچہادین تاکہ بچہ الگ سووے اور اوس کے گرنے وغیرہ کی بہی محافظت
رہے اور بہت جہولے اور گود مین بچے کو نہ رکہین کہ اس سے بچہ ناطاقت اور
کمزور رہتا ہے اور اوسکی عادت بہی خراب ہوتی ہے کہ بغیر جہولے اور بے گود کے
کسی وقت نہین رہ سکتا اس طرح کی عادت سے بچہ اور اوس کی مان اور کہلائی
کو نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر جگہہ جہولا نہین مل سکتا اور نہ
ہر وقت بچے کو کوئی گود مین رکہہ سکتا ہے پس ایسی عادت بچے کی نہ ڈالنا چاہیئے کہ
جس سے بچہ ایذا پاوے اور آپ بہی تکلیف اوٹہاوے اور بچے کو ہرگز افیون کہلانا
نہ چاہیئے کیونکہ اول تو افیون کہانا اور کہلانا دونون حرام ہین دوسرے افیون کہانے
سے بچہ کالا اور بدمزاج ہوجاتا ہے سوائے اسکے افیون زہر ہے اگر زیادہ ہوجاوے

تو بچے کی جان کا اندیشہ ہے سو اسمین سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہین ہے۔
طبرانی نے کبیر مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ
شِفَآءَکُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ یعنی بیشک اللہ تعالی نے نہین رکہی تمہاری
شفا اوس چیز مین جسکو تمپر حرام کیا جامع صغیر مین اس حدیث پر صحت کی علامت کی
ہے اور عرف الجادی مین لکہا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کی تخریج کی اور ابن حبان
نے اسکو صحیح کہا اور چہوٹے بچے کی احتیاط زیادہ ہوا سے رکہین اس لئے کہ بچے
کو ہوا بہت جلد اثر کرتی ہے اور اوسکی سردی وغیرہ کی وجہ سے اکثر امراض پیدا
ہوجاتے ہین پس چاہیئے کہ اکثر اوسکو گرم کپڑا پہنائے رہین اور سردی کے وقت بند
اور گرم مکان مین جہان ہوا کم آتی ہو رکہین اور گرمی مین بہت سرد مکان مین بہی
نہ رکہین غرضکہ بچے کو بہت سردی اور گرمی سے بچاتے رہین اور ہر وقت بچے
کی طبیعت کا دہیان رکہین کیونکہ اوسکا مزاج بہت نازک ہوتا ہے سردی گرمی
اوس کو جلد اثر کرتی ہے اسکا بہت ہی خیال رکہنا چاہیئے جس وقت ابر ہو یا مینہ
مہاوٹ کا برستا ہو یا جاڑا زیادہ پڑتا ہو تو اوس وقت بچے کو نہلانا نچاہیئے جب
پانی برس چکے ابر کہل جاوے اور دہوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس وقت
بچے کو نہلانا چاہیئے اس لئے کہ سردی اور ابر وغیرہ مین نہلانے سے بچے کو اکثر
امراض پیدا ہوتے ہین اور بعض اوسمین سے مہلک بہی ہوتے ہین کہ جس سے بچے کی
جان کا زیان ہوتا ہے اور اکثر بچے کے گلے نہ کرادین کہ اس سے بہت ایذا ہوتی ہے

اور اُس کی عادت بگڑ جاتی ہے یعنی ہر وقت گلا کرنے کی ضرورت رہتی ہے اسی لئے
شرع شریف مین اسکی مما لغت آئی ہے پس لازم ہے کہ بچے کی عادت گلا کرنے
کی نہ ڈالین اگر بہت ہی ضرورت ہو تو دو ایک بار مضائقہ نہین ورنہ لیپ وغیرہ کر دیا
کرین اور جب تک بچہ دودھ پیتا رہے چاہیئے کہ اُس کی مان یا اَنّا کو جسکا دودھ پیتا ہو
دوسرے تیسرے دن تھوڑا سا عرق سونف کا پلا دیا کرین اور اسی طرح بچے کو بھی
ایک چمچہ عرق سونف کا دوسرے تیسرے روز دیدینا لازم ہے تاکہ بچے کے پیٹ
مین کسی طرح کی گرانی نہ رہنے پاوے اور دودھ پلانے والی کے کھانے وغیرہ کی کسر بچے
کو کچھ ضرر نکرے اور اوسکا ہضم صحیح ہوتا رہے کہ جس سے وہ ہمیشہ کو تندرست اور توانا رہے

فصل ۳ زچا کی احتیاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب عورت کے بچہ ہو چکے اور آنول بھی نکل چکے اوس وقت زچا
کو بٹھا کر اوسکے پیٹ کو دونون ہاتھون سے چُنکر خوب دبا دین اور نیچے کو سونتین
تاکہ جو کچھ خون فاسد اور خراب ہو نکل جاوے پھر زچا کو کپڑے پہنا کر پلنگ پر آہستہ

لہ بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا
تُعَذِّبُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَۃِ وَعَلَیْکُمْ بِالْقُسْطِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نہ عذاب کرو تم اپنے لڑکون کو ساتھ دبانے کے ہاتھ سے یا کپڑے سے بیماری حلق کو اور لازم ہے تمکو استعمال
کٹ کاف عذرہ ایک بیماری ہے جوش خون سے بچون کے حلق مین پیدا ہوتی ہے اسکے دفع کے لئے
دائیان بچون کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہین اوسمین سے سیاہ خون نکلتا ہے آپنے اس سے منع فرمایا اور
ارشاد کیا کہ اسکا علاج کٹ سے کرو یعنی اوسکو پانی مین حل کر کے خاک مین ٹپکا دین اسکو سعوط کہتے ہین پس وہ

سے چت لٹا کر آٹھہ نو گز سنگین کپڑا بے کلپ مثل ململ یا نین سکھہ وغیرہ کے چارتہ کرکے زچا کے پیٹ کو زیر ناف سے موٹی ران تک خوب کھینچکر باندہین اور اسی طرح سے اگر ممکن ہو تو سات روز تک زچا کے پیٹ کو دونون وقت قابلہ سے بندہوا دیا کرین اگر کسی کے پیٹ پر دانے وغیرہ ہوجاوین اور پٹی باندہنے مین زیادہ ایذا ہوتی ہو تو تین روز اوسی طرح سے زچا کے پیٹ کو باندہنا نہایت ہی ضرور ہے کہ اس سے جوڑ جوڑ اوسکے اپنی جگہہ پر بیٹہہ جاتے ہین اور خون کی آمد بہی زیادہ ہوتی ہے اور زچا کے سر پر کساؤ باندہ دے تاکہ ہوا سر کو نہ لگے پہر رضائی وغیرہ اوڑہا کر ہوا سے بہت احتیاط رکہین اور کم سے کم چار پہر تک اوسکو چت ہی لیٹا رکہین نہ کروٹ لینے دین اور نہ بیٹہنے دین اس لیے کہ اس سے بدن کے نکل آنے کا اندیشہ ہے اور جب پیٹی باندہ چکین تو ایک بیڑا پیلے پان کا بناکر اوسمین زعفران یا مشک ڈالکر زچا کو کہلاوین تاکہ اوسکی گرمی جبڑون تک پہونچے اور آٹھہ پہر تک زچا کو سوائے پان کے اور کچہہ نہ کہلاوین[۱] اور پینے کو سونف کا عرق گرم کرکے دین بعد آٹھہ پہر کے صرف دس پندرہ دانے منقی کے اور پانچ سات دانے بادام کے ورق طلا اور نقرہ لگاکر زچا کو کہلاوین

[۱] لیکن جدید تجربون سے فاقہ دینا مضر ثابت ہوا ہے چار پہر کے بعد بکری کی یخنی یعنی آب جوش - آش جو دودہ - چاول دینا چاہیئے - اگر دودہ پلانا منظور نہین ہے تو ہلکے قسم کے عمدہ بسکٹ جو نہایت زود ہضم ہوتے ہین دئے جائین - لیکن میدہ وغیرہ کے بسکٹ جو معمولی قسم کے ہوتے ہین ہرگز نہ دئے جائین - رقیق غذا سے دودہ زیادہ ہوتا ہے - تیسرے روز تھولی - شربت یا اور کوئی ہلکی غذا دینا چاہیے -

اور دوسرے وقت بھی یہی کھلاوین اسی طرح سے تین روز تک اسی قدر منقی
اور بادام ہی پر اکتفا کرین زیادہ ندین اور پینے کو وہی سونف کا عرق لیکن بعد آٹھ پہر
کے بچہ ہونے سے ٹھنڈے عرق دینے کا مضائقہ نہین بوتل کا نکلا ہوا عرق
پلاوین غرضکہ تین روز تک سوائے منقی اور بادام اور بوتل کے نکلے ہوئے عرق کے
اور کوئی چیز کھانے پینے مین زچا کو ندین بعد تین دن کے نوجوان بکری یا چوزہ مرغ
کی یخنی بنا کر زچا کو پلاوین اور اوس یخنی مین دھنیا کم ڈالین ایک وقت مین ایک
چائے کی پیالی کے اندازسے زیادہ نہ پلاوین تین روز تک دو وقت یہی یخنی پلاتے
رہین اور اگر بیچ مین زچا کو کچھ اشتہا معلوم ہو تو وہی پانچ سات دانے منقی کے دیدین
اور پینے کے واسطے سونف کا عرق کسی مٹی کے آبخورے وغیرہ مین ٹھنڈا کر کے پیاس
کے وقت زچا کو پلاوین اور جس کو پیاس زیادہ اور عرق سونف کا گرمی کرتا ہو تو مکہ
اور گاؤزبان کا عرق ملا کر پلاوین غرضکہ سات روز تک کھانا اور پانی مطلق ندین
اس لئے کہ ابتدا مین رزق کھانے اور پانی پینے سے مادۂ فاسد حیض کا باقی رہجاتا
ہے اور اس سے زچا کو بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے اور طرح طرح کی
بیماریان پیدا ہوتی ہین خصوصًا مرض ریاح کے زیادہ پیدا ہوتے ہین پس جہان تک
ممکن ہو رزق اور پانی کی نہایت احتیاط رکھین اکثر حکیمون سے ایسا سنا ہے کہ اگر
زچا چالیس روز تک پانی نہ پیئے تو اوسکو کوئی مرض ریاح کا نہین ہوتا لیکن اتنا
پرہیز کرنا نہایت ہی مشکل ہے پس کم سے کم سات روز تک بہت احتیاط رکھین جب

آٹھوان روز ہو تو اوسکو اس طرح سے غذا کھلاوین کہ نری بکری یا مرغ کے شوربے مین ایک یا دو پھلکے کا ثرید بنا کر دین اور چانول مطلق ندین پانی کو سونے یا لوہے یا فقط اینٹ سے بجھا کر کنلنا کنکنا پلاوین ٹھنڈا اور کچا پانی ندین بجھا ہوا اور ستھا ستھا پانی پلانا چاہیئے اس لئے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے اکثر زچاؤن کو کوسر[۵۱] ہو جاتی ہے اور سونے کا بجھا ہوا پانی زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اور یہ بھی چاہیئے کہ اول روز زیادہ پانی نہ پلاوین صرف کھانے کے وقت آدھ یا پون آبخورے سے زیادہ ندین غرضکہ ایک دو روز تک اس طرح پانی پلانا چاہیئے کہ کھانے کے وقت تو پانی دیا جاوے پھر اگر بیچ مین زچا کو پیاس معلوم ہو تو پانی ندین عرق پلاوین اور دس روز تک یہ قاعدہ رکھین کہ ایک بار پانی دین تو دوسری بار عرق پھر دو بار پانی دین تو ایک بار عرق غرضکہ پانی زچا کا بتدریج بڑھاوین یکبارگی نرے پانی پر کفایت نکرین اور رات کو اگر زچا پانی مانگے تو عرق ہی پلاوین پانی ندین اور بعد دس روز کے پھر عرق پلانا موقوف کرین تازہ بجھا اور ٹھنڈک دور کیا ہوا پانی پلاوین رات کا بجھا اور ٹھنڈا ندین صبح اور شام دونون وقت بیس روز تک اسی طرح کا پانی پلاوین بعد بیس دن کے پھر ٹھنڈے پانی دینے کا مضائقہ نہین لیکن کچا اور باسی ندین[۵۲] اور غذا مین چانول کم کھلاوین گھی اور مٹھاس بھی زیادہ دینا چاہیئے اور یہ احتیاط کھانے پینے مین ایک مہینے تک ضرور ہے پھر اتنی احتیاط کی حاجت نہین لیکن سرد اور ترش

[۵۱] نام بیماری ۱۲ [۵۲] جوش دیا ہوا پانی تازہ سا دینا چاہیئے۔ عرق سونف بعض زچاؤن کے لئے مضر ہے ۱۲۔

چیزون سے دو چار مہینے تک پرہیز کرنا ضرور ہے کہ اس سے خوف ورم وغیرہ کا ہے
اور زچا کے سر مین تیل خوب ڈالین اسلئے کہ خون کے نکلجانے سے دماغ مین جو خشکی
اور ضعف پیدا ہوا ہے اس تیل کے لگانے سے جاتا رہیگا اور دماغ مین طاقت
آویگی اور یہ بہی چاہیئے کہ زچا کی آنکہون مین ہر روز کورا کاجل لگاوین کہ اس سے
آنکہون کو قوت رہتی ہے اور زچا کے پیٹ پر کسی طرح کی مالش نہ کراوین کیونکہ مالش
کرنے سے سب رگ پٹھے نرم اور ڈہیلے ہوجاتے ہین پہر ہر وقت حاجت پیٹ ملوانے
کی رہتی ہے اور کسی طرح کی دوا کا استعمال بہی مثل مشتری یا جہاڑ یا سمیٹ وغیرہ کے
نکراوین اس واسطے کہ جہاڑ وغیرہ کے استعمال سے رحم خراب ہوجاتا ہے اور سمیٹ کے
لینے سے دوسری بار کے جننے مین عورت کو بہت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے غرضکہ بعد
بچہ ہونے کے پہر کسی طرح کی دوا اور مالش پیٹ کی ہرگز نہ چاہیئے بلکہ قابلہ کو پہر کسی طرح
کی دستکاری وغیرہ نہ کرنے وین اور بے ضرورت قوی کے کوئی کام دائی گری کا قابلہ سے
نہ لین اور بعد بچہ ہونے کے سات روز تک زچا کو نہ نہلاوین ساتوین روز اس طور سے
کہ چڑہتے دن گرم وقت نہار موہنہ نہلاوین اور سر مین اوسکے پہلے خشخش پیسکر ملین اور
ہر جوڑ پر ایک ایک زردی انڈے کی بعد اسکے نرے گرم پانی سے سر اوسکا دہوئین پہر
بادام اور زعفران ملاکر زچا کے تمام بدن پر ملین اور بابونے کو پانی مین جوش دیکر نرے
اوس پانی سے اوس کے تمام بدن کے ہر ہر جوڑ کو خوب دہارین اور بند ہی دہار سے پانی
ڈالین کہ اوس جوڑ پر زور سے پڑے جب سب جوڑ دہار چکین تو اوسی بابونے کے پانی

کے چار یا پانچ لوٹے بھر کر زچا کے زیر ناف اس طرح سے ڈالین کہ اوسکی دہار زور سے
زچا کے پیڑو پر معلوم ہو تاکہ اوس کی گرمی سے آمد خون کی زیادہ ہو جاوے اور پانی بابو نے
کا اسقدر زیادہ رکھین کہ دہارنے وغیرہ مین کم نہ پڑے جتنا زیادہ دہارا جاویگا اوتنا ہی
زچا کے جوڑون کو مفید ہوگا لیکن جہان تک ہو سکے نہلانے مین جلدی کرین مگر پہلے
سے نہانے کی جگہہ کو کہ ہوا وہان کی بند ہو آگ سے خوب گرم کرلین اور بعد نہلانے
کے بہی کسی بند مکان مین ہوا سے بچا کر بٹھا دین اور انگیٹھی وغیرہ بہی آگ سے بھر کر
اوسکے پاس رکھدین اور سر کے بالون کو بہی جلدی سے خشک کرلین اور گرم کپڑے
پہنا وین بعد اس کے وہی غذا جو اول لکھی گئی یعنی شوربے مین پہلکا پکوکر کہلا وین
اور وہی آدہا آبخورہ بجے ہوئے پانی کا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے پلا وین بعد اسکے
پیلے پکے پان کے بیڑے مین زعفران یا مشک ڈالکر کہلا وین اور اسی طرح کا
بیڑا نہانے مین بہی دیوین اور اسی قاعدے سے ہر چلّے یعنی دسوین اور بیسوین اور
مہینے پر نہلا وین جب چالیسوین روز بڑا چلّا ہو تو اوس دن اپنی عادت قدیم کے
موافق نہلا وین یعنی پہر حاجت ان دواؤن کی نہین ہے لیکن سردی اور ہوا وغیرہ
کی احتیاط رکھنا ضرور ہے اس واسطے کہ جنپنے سے عورت ضعیف اور ناتوان بہت
ہو جاتی ہے اور ضعف کے سبب سے سردی وغیرہ جلد اثر کرتی ہے بعد بڑا چلّا نہانے
کے چاہیئے کہ دو رکعت نماز شکرانے کی پڑہے اسلئے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایسے
صدمۂ عظیم سے بچا کر اپنے فضل وکرم سے صحت اور تندرستی عنایت کی کہ گویا دوبارہ

زندگی عطا فرمائی اوس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اوس کی بندگی اور سنت کرنا اور اوس سے عاجزی ظاہر کرنا اور اپنی اور اپنی اولاد کی صحت اور زندگی کی دعا کرنا بہت ضرور ہے تاکہ ارحم الراحمین اسپر اور اسکی اولاد پر اپنی مہربانی فرماکر دونونکی عمر دراز کرے اور دنیا اور آخرت کا چین اور آرام نصیب فرماوے اور یہ بھی زچا کو چاہیئے کہ ولادت کے بعد سے بڑے چلّے تک خاوند کے پاس نجاوے اگرچہ درمیان چلے کے پاک بھی ہوجاوے چلے کے اندر جب پاک ہوجاوے یا یہ مدت پوری گذر جاوے حکم نفاس کا جاتا رہتا ہے پھر نماز روزہ منع نہین بلکہ اوسی وقت سے بعد غسل کے نماز شروع کرنا ضرور ہے چالیس روز کے پورے ہونے کا انتظار نکرنا چاہیئے۔

فصل بچے کے دودھ پلانے کے بیان مین

جاننا[1] چاہیئے کہ اگر بچے کو ماں کا دودھ پلانا منظور ہو تو ولادت سے چوتھے روز کہ وہی دن زچا کے شور بالملنے اور دودھ کے اوترنے کا ہے اوّلاً کسی بڑی عمر کے دودھ پیتے بچے کو اوس کا دودھ پلواوین تاکہ وہ بچہ اوس جمے ہوئے دودھ کو خوب چوس لے اگر کوئی ایسا دودھ پیتا بچہ نہ ملے تو دودھ کینچنے کے شیشے سے جمے ہوئے دودھ کو نکال ڈالین یا گرم پانی بوتل مین بھرین جب وہ گرم ہوجاوے خالی کرکے اوسے

[1] - جدید تحقیقات یہ ہے کہ پہلے ہی روز بچہ کو ماں کے دودھ لگانا چاہیئے - کیونکہ چیچکے سے بچہ کو دست ہوجاتے ہین اور یہی چیکہ گھٹی کا کام دیتا ہے۔

گرم بوتل کو جس کی بھاپ نہ نکلی ہو زچا کی چھاتیون مین لگاوین تاکہ اوسمین سب جما ہوا
دودہ جسکو ہندی مین چپکا کہتے ہین کھچ آوے پھر اس دودہ کے خوب صاف ہوجانے
کے بعد اپنے بچے کو پلاوین غرضکہ جما ہوا دودہ یعنی چپکا ہرگز بچے کو نہ پلاوین اس لئے
کہ یہ دودہ اوسکو نہایت نقصان اور ضرر کرے گا اگر مان کو اپنا دودہ پلانا منظور نہ ہو
تو چاہیئے کہ اپنی چھاتی ہرگز بچے کے مونہہ مین نہ دے کیونکہ اوسکا مونہہ لگنے سے
دودہ زیادہ اوترتا ہے پھر نہ پلانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے پس چاہیئے کہ بوتل
وغیرہ سے اوس جمے ہوئے دودہ کو کھینچ ڈالین اس واسطے کہ اوس کے رہنے
سے چھاتیان پک جاتی ہین اور اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور دوبارہ
جمنے مین اونمین دودہ بھی کم ہوتا ہے پس بعد نکالڈالنے چپکے کے لیپ دودہ کے
خشک کرنے کا لگائین اور اس کے لئے سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرنا بہت مفید
ہے اولٹی انگیا کا پہننا اور مسور کا لیپ بھی دودہ خشک کرتا ہے مگر اس کے لیپ
مین یہ نقصان ہے کہ دوسرے وقت کے جمنے مین دودہ کم ہوجاتا ہے اس واسطے
سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرین کہ اوسمین کوئی نقصان نہین جب انّا کا دودہ پلوانا
منظور ہو تو اس امر کا خیال رکھنا ضرور ہے کہ جس عورت کو واسطے دودہ پلانے کے
مقرر کرین اول اوسکا دودہ دیکھ لین اگر اچھا ہو تو اوسی عورت سے پلواوین ورنہ بعد
شناخت کے جسکا دودہ بہتر ہو اوس سے پلواوین پہچان عمدگی کی یہ ہے کہ نیلا اور
پتلا خوب صاف ہو زرد اور گاڑھا اور اوسمین کسی طرح کی چکنائی خواہ پپڑی یا جالا وغیرہ نہو

اور یہ بھی دودہ کے اچھے ہونے کی پہچان ہے کہ اوسمین ایک جون ڈالدین اگر
زندہ رہے اور تیر جاوے تو جانین کہ یہ دودہ اچھا ہے پس وہ بچے کو پلانا چاہیئے
اگر وہ جون مرجاوے تو اچھا نہین پس ایسا دودہ ہرگز نہ پلاوین کہ بہت نقصان کرتا ہے[۵]
اور لڑکے کو لڑکی والی کا اور لڑکی کو لڑکے والی کا دودہ پلانا مفید ہے اور اس کا لحاظ
بھی چاہیئے کہ انّا جوان ہو بیس پچیس برس کی عمر سے زائد نہو اس واسطے کہ جوان عورت
کا دودہ بوڑہی عورت کے دودہ سے زیادہ قوت اور طاقت رکہتا ہے اور بچے
کے لئے نہایت مفید ہے اور دودہ بہی اوسکا تازہ ہو یعنی بچہ اوسکا چہہ سات
مہینے سے زیادہ کا نہو اسلئے کہ بڑے بچے کی مان کے دودہ کم ہوتا ہے اور اوس سے
دو بچون کا پیٹ بہرنا مشکل ہے اور یہ بہی ضرور ہے کہ بچے کو رذیل اور بدخلق اور
احمق اور فاحشہ اور بیحیا عورتون کا دودہ نہ پلاوین کیونکہ دودہ بدن مین تاثیر کرتا
ہے اور اوسکا اثر بہت ہوتا ہے چنانچہ یہی مضمون تفسیر زاہدی مین لکہا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو احمق اور فاحشہ عورتون
کے حوالے نہ کیا کرو اور نہ اونکا دودہ پلوایا کرو اس واسطے کہ دودہ بدن مین تاثیر
کرتا ہے اور بچے کو اوسکا اثر بہت ہوتا ہے حاصل یہ کہ جب کوئی عورت
دودہ پلانے کے لئے مقرر کرین تو ان شروط مذکورہ کا ضرور خیال رکہین یعنی وہ
عورت اچھے اور تازے دودہ کی جوان اور شریف پرہیزگار خوش خلق اور حیادار ہو

[۵] نیل گون دودہ کم زور بتایا جاتا ہے۔ زرد خراب ہوتا ہے۔ سفید قوی اور مفید ہوتا ہے۔

پھر جب ایسی انّا سے دودھ پلوانے کا قصد ہو تو دو ایک روز پیشتر دودھ پلانے سے غذاے لطیف اور زود ہضم مثل تھولی یا ثرید یا کھچڑی کے کھلا دین لیکن کھچڑی اور تھولی شوربے کے ساتھ دینا چاہیے مگر یہ شوربا بوڑھی بکری گائے بھیڑ وغیرہ کا نہو کیونکہ یہ سب دیر ہضم اور بادی ہوتے ہین اور اسی طرح ہمیشہ انّا کو ثقیل اور بادی چیزین مثل گائے کے گوشت اور بیگن وغیرہ کے نہ کھلا دین اور سرد اور ترش چیزین بھی نہ دین اس لئے کہ یہ سب چیزین بچے کو ضرر کرتی ہین مرچ اور گھی بھی کم دینا چاہیئے مٹھاس اور دودھ چوتھے پانچوین دن انّا کے کھانے مین اگر دیا جاوے تو کچھ قباحت نہین مگر یہ چیزین انّا کو کثرت سے دینا نہ چاہئین کیونکہ بہت شیرینی کھانے سے بچے کے پائخانے کی جگہہ ایک قسم کے کیڑے باریک باریک پیدا ہو جاتے ہین جسکو ہندی مین چنچنے کہتے ہین اور اس سے بچے کو ایذا اور تکلیف بہت ہوتی ہے کہ پائخانے کا مقام سرخ ہو جاتا ہے اور اُس جگہہ خارش بہت ہوتی ہے اور دودھ کے بہت استعمال کرنے سے کھانسی اور زکام اور آنکھین دکھنے کا اندیشہ ہے غرض کہ دودھ پلانے والیون کو سب چیزون سے جو اوپر مذکور ہوئین پرہیز کرنا ضرور ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ نہ پئین اور بہت گرم کھانا بھی نہ کھا دین اور قابض چیز کے کھانے سے پرہیز کرین سرد ہوا اور سردی سے خصوصًا بارش اور سردی کے موسم مین نہایت احتیاط رکھین اسواسطے کہ ابر اور بارش کی فصل مین ایسی چیزون کے کھانے سے بچے کو اندیشہ مہلک

بیماری کا ہوتا ہے یعنی اکثر بچون کو پسلی کا مرض جس کو عورتین بادلون کی بیماری
کہتے ہین ہوجاتا ہے اور اس سے بچہ بہت کم بچتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ سردی اور
بارش مین نہانے سے بہت بچین یعنی جس دن سردی زیادہ یا مینہہ برستا ہو اوس
دن ہرگز نہاوین جب پانی تہم جاوے دہوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس
وقت نہاوین اور گیلے بال بچے کو دودہ نہ پلاوین جب بال خشک ہوجاوین
تو پہلے تہوڑی سی روٹی کھالین پہر دودہ پلاوین اور جب خوب بہوک لگے
اوس وقت کہانا کہاوین کیونکہ بے بہوک کہانے سے اندیشہ سوءہضمی کا ہوتا ہے
اور دودہ پلانے والی کی سوءہضمی سے بچے کو بہی نقصان ہوتا ہے اس واسطے اوس
کو زود ہضم اور ہلکی اور نرم چیزین مثل تہولی اور کہچڑی اور روٹی بکری کے شوربے کے
ساتھ کہلاتے ہین تاکہ سوءہضمی کے ضرر سے وہ اور بچہ دونون محفوظ رہین دودہ پلانے
کے زمانے مین اگر کوئی دودہ پلانے والی حاملہ ہوجاوے تو اوس کا دودہ ہرگز ہرگز بچے
کو نہ پلاوین کیونکہ یہ دودہ جیکا ہوجاتا ہے اور ایسا دودہ بچے کو نہایت نقصان کرتا
ہے اور اسی طرح بیماری کی حالت کا دودہ بہی نہایت مضر ہے پس جبتک بچہ
دودہ پیئے دودہ پلانے والی اور بچے کے مان باپ کو ان سب باتون کا جو اوپر
گذر چکین خیال رکہنا ضرور ہے اور مدت دودہ پلانے کی اکثر علما کے نزدیک دو سال
مقرر ہین اس لئے کہ دوسرے پارے مین قرآن شریف کے اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

یعنی لڑکے والیان دودہ پلاوین اپنی اولاد کو دو برس پورے اور یہ مدت اکثر ہے
اس لئے کہ آگے فرمایا ہے لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ یعنی دو سال
تک دودہ پلانا اوس کے واسطے ہے جو پوری مدت تک پلانا چاہے اس سے
معلوم ہوا کہ دو برس سے کم بھی پلانا درست ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت ہے کہ جب عورت نو مہینے مین جنے تو اکیس مہینے دودہ پلانا کافی ہے
اور جب سات مہینے مین جنے تو تیئیس مہینے اور چھ مہینے مین جنے تو پورے دو برس
دودہ پلاوے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا یعنی
حمل اور دودہ پلانے کی مدت تیس مہینے ہین پس اکثر مدت اسکی دو سال ہے
اور کم موافق اوپر کی تفصیل کے اکیس اور تیئیس مہینے ہین اور امام اعظم رحمہ اللہ کے
مذہب کے مطابق مدت رضاعت کی اڑہائی برس ہین اس لئے کہ قرآن مجید مین
اللہ جل شانہ نے حَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا فرمایا ہے پس حمل وفصال
دو چیزین ذکر فرمائین اور ان دونون کے واسطے ایک مدت مقرر کی تو ہر ایک
کے لئے پوری مدت چاہیئے اور وہ نہین مگر اڑہائی برس لیکن کم ہونا حمل کی مدت
کا اڑہائی برس سے اون کے نزدیک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث[۱] سے

[۱] لفظ اوسکے یہ ہین قَالَتْ عَائِشَۃُ اَلْوَلَدُ لَا یَبْقٰی فِی الْبَطْنِ اَکْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ وَلَوْ بِظِلِّ مِغْزَلٍ اَلْدَارَقُطْنِیُّ
مِنْ طَرِیْقِ جَمِیْلَۃَ بِنْتِ سَعِیْدٍ عَنْھَا مَا تَزْدَادُ الْمَرْاَۃُ فِی الْحَمْلِ عَلٰی سَنَتَیْنِ قَدْرَ مَا یَتَحَوَّلُ ظِلُّ عَمُوْدٍ اَلْمِغْزَلِ اَخْرَجَہٗ
مِنْ طَرِیْقِ الْوَلِیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَاَلْتُ مَالِکًا عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ مَنْ یَّقُوْلُ ھٰذَا ھٰذِہٖ جَارَتُنَا اِمْرَاَۃُ مُحَمَّدِ بْنِ
عَجْلَانَ حَمَلَتْ کُلَّ بَطْنٍ اَرْبَعَ سِنِیْنَ قَالَ الْبَیْھَقِیُّ وَیُؤَیِّدُہٗ قَوْلُ عُمَرَ نَتَرَبَّصُ اِمْرَاَۃَ الْمَفْقُوْدِ اَرْبَعَ اَعْوَامٍ یعنی حضرت

ثابت ہے غرضکہ انہین مدتون کے اندر دودہ چھوڑانا چاہیئے یعنی اگر بچہ قوی ہو تو پونے دو برس تک پلاوین اور اگر ضعیف ہو تو دو برس پورے کرلین اور اگر ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو مجبوری سے امام اعظم صاحب کے قول کے موافق اڑھائی برس تک دودہ پلاوین زیادہ اس سے نہ بڑھاوین اگرچہ بعض عالمون کے نزدیک رضاع کی مدت تین برس اور سات برس بھی ہے۔

باب چہارم
فصل عقیقے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ عقیقہ لیا گیا ہے عق سے عق کے معنی عربی زبان مین چیرنے کاٹنے کے ہین اسی لیے شرع کی بول چال مین عقیقہ اوس قربانی کو کہتے ہین جو کہ ساتوین دن بچے کی پیدایش سے ذبح کی جاتی ہے اور کبھی عقیقہ بچے کے بالون کو بھی کہتے ہین آئمین علما کا اختلاف ہے کہ عقیقہ واجب ہے یا سنت یا مستحب علماے ظاہریہ یعنی جو لوگ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور حسن بصری رضی اللہ عنہ عقیقے کو واجب کہتے ہین ایسے ہی امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت مین واجب ہے اور جمہور اہل بیت اور ان کے سوا اور اکثر علما کے نزدیک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲ - عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچہ دو برس سے زیادہ پیٹ مین نہین رہتا اگرچہ بقدر تکلے کے سایے کے ہو دارقطنی نے جمیلہ بنت سعد کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ نہین زیادہ کرتی عورت حمل مین دو برس پر بقدر اوس چیز کے کہ ڈھلے تکلے کے عمود کا سایہ اور روایت کی دارقطنی نے ولید بن مسلم کے طریق سے انہون نے کہا مینے اس حدیث کا حال امام مالک رحمہ اللہ سے

سنت ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ فرض ہے نہ سنت بعض کہتے ہین کہ ان کے نزدیک نفل ہے امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہین کہ عقیقہ مستحب ہے اس لئے کہ امام احمد اور ابو داؤد نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہون نے اپنے باپ شعیب سے اُنہون نے اپنے باپ سے روایت کیا قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِیْقَۃِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَکَاَنَّہٗ کَرِہَ الْاِسْمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا نَسْاَلُکَ عَنْ اَحَدِنَا یُوْلَدُ قَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْسُکَ عَنْ وَّلَدِہٖ فَلْیَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُکَافَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ یعنی عمرو کے دادا کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیقے سے پوچھے گئے آپ نے فرمایا مین عقوق کو دوست نہین رکھتا گویا اس نام کو مکروہ رکھا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے یہ پوچھتے ہین کہ ہم مین سے کسی کے یہان بچہ پیدا ہوا فرمایا جو شخص تم مین سے دوست رکھے کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو اوسے چاہیئے کہ کرے لڑکے سے دو بکریان برابر اور لڑکی سے ایک بکری اس حدیث شریف سے عقیقے کا مستحب ہونا صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو آپ یہ لفظ نہ فرماتے کہ جو شخص تم مین سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳ - پوچھا اونہون نے فرمایا یہ کون کہتا ہے یہ ہماری پڑوسن محمد بن عجلان کی بی بی ہر حمل اسکا چار برس کا ہوتا ہے بیہقی نے کہا تائید کرتا ہے اس قول کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول کہ انتظار کرے مفقود کی عورت چار برس کا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے اس حدیث کو نصب الرایہ تخریج

دوست رکھے کرے بلکہ صاف صریح امر فرماتے رہن وہ حدیثین جنمین لفظ رہن یا
امر ہے سو رہن سے وجوب نہین نکلتا اوس کے اور معنی ہین اور بدلیل حدیث مذکور
کے امر وجوب کے واسطے نہین ہے بلکہ امر استحبابی ہے جیسا کہ بخاری نے
سلمان بن عامر ضبی سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَتُہٗ فَاَھْرِیْقُوْا عَنْہُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْہُ اَذًی
یعنی سلمان نے کہا سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
ساتھ پیدا ہونے لڑکے کے عقیقہ ہے پس ذبح کرو اوسکی طرف سے جانور اور دور کرو اوس
سے ایذا یعنی بال سر کے اور میل وغیرہ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَھَنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ یُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ السَّابِعِ
وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ رَاْسُہٗ یعنی حسن بصری سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا گرو ہے بسبب یا بدلے
اپنے عقیقے کے ذبح کیا جاوے اوس سے ساتوین دن اور نام رکھا جاوے یعنی
ساتوین دن اور مونڈا جاوے سر اوسکا اس حدیث کو احمد و ترمذی و ابو داؤد
و نسائی نے روایت کیا مگر روایت ابو داؤد و نسائی مین مُرْتَھَنٌ کی جگہہ رہینۃ
ہے اور ایک روایت احمد و ابو داؤد مین بجاے ویسمی کے لفظ یاما می ہے ابو وائل
نے کہا لفظ ویسمی صحیح تر ہے رہن کے معنی مین علما کا اختلاف ہے اکثر نے یہ کہا کہ
بچہ منع کیا گیا ہے شفاعت کرنے سے والدین کے حق مین یعنی جس بچے کا عقیقہ

ہوا اگر چھٹپنے مین مرجاویگا تو وہ قیامت کے دن ماں باپ کی شفاعت نکریگا
امام احمد رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے بعض نے یہ کہا کہ بلا یون اور سلامتی
آفات اور زیادتی نشوونما سے روکا گیا ہے یعنی جب تک اوسکا عقیقہ نہوگا
اکثر علیل و بیمار رہیگا بعض نے یہ کہا کہ اذی و پلیدی کے ساتھ گرو ہے جیسا کہ
پہلی حدیث مین گذرا اَمِیْطُوْا عَنْہُ اَذًی یعنی بال اور میل کچیل وغیرہ اوس سے
دور کرو پچھلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ولادت سے ساتوین دن عقیقہ
کرنا چاہیے اگرچہ علمانے اسکی مدت بھی زیادہ کردی ہے یعنی یون لکھا ہے کہ اگر
کسی ضرورت سے بچے کا عقیقہ ساتوین روز نہ ہوسکے تو چودھوین یا اکیسوین دن
کرے اگر ان دنون مین بھی نہ ہوسکے تو جب ممکن ہو اوس وقت کردے مگر
اس قول پر کوئی دلیل صریح حدیث سے معلوم نہین ہوتی پس ساتوین دن عقیقہ
کرنا اولیٰ افضل ہے گو کسی ضرورت قوی سے تاخیر بھی جائز ہو مثلاً بچہ کچھ ایسا
بیمار و علیل ہوگیا کہ اوس کے سر کو پانی لگانا ضرر کرتا ہے تو چودھوین یا اکیسوین
روز اوسکا عقیقہ کرنا مضائقہ نہین لیکن جہان تک ہوسکے چلے کے اندر ہی عقیقہ
کردے زیادہ دیر نکرے اور بغیر ضرورت قوی کے ساتوان روز عقیقے کا نہ ٹالے
یعنی جب ولادت کو چھ روز گذر جاوین تو ساتوین روز بچے کو نہلا کر مسلمان
نائی سے اوسکا سر منڈوادے نہ ہندو سے اور اوسی دن عقیقے کا جانور
بھی ذبح کردے کیونکہ حدیث مذکورہ مین مراد ذبح سے یہی عقیقے کا جانور ہے اور اوسی

دن بچے کا نام رکھنا بھی سنت ہے اس لئے کہ یہ بھی اوسی حدیث سے ثابت ہے
غرضکہ ان سب امور کے ادا کرنے کا حکم ساتوین ہی دن آیا ہے بغیر ضرورت کے
اوسی روز کرنے چاہیین تاکہ خلاف سنت کے نہو مگر ذبح کرنا جانور کا بچے کے
سر منڈاتے وقت چاہیئے اگر لڑکا ہو تو دو بکریان ذبح کرے اور جو لڑکی ہو تو
ایک نر ہو یا مادہ یعنی یہ خیال کرنا ضرور نہین کہ بیٹی کی طرف سے بکری ہو
اور بیٹے کی طرف سے بکرا چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف مین آیا ہے جس کو
ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے عَنْ اُمِّ کُرْزٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ
شَاۃٌ وَلَا یَضُرُّکُمْ ذُکْرَانًا کُنَّ اَمْ اِنَاثًا یعنی ام کرز سے روایت ہے
انہون نے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
لڑکے کی طرف سے دو بکریان اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے یعنی عقیقے
مین اور ضرر نہین کرتا تم کو یہ کہ وہ نر ہون یا مادہ یعنی یہ دہیان نہ کرو کہ لڑکے کی
طرف سے نر چاہیئن اور لڑکی کی طرف سے مادہ پس اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ عقیقے مین جانور کے نر مادہ ہونے کی کچھہ قید نہین صرف لڑکے کی طرف سے
دو جانور کا ذبح کرنا سنت معلوم ہوتا ہے مگر بعض علمانے یہ بھی لکھا ہے کہ لڑکے
کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا افضل ہے اگر کوئی
شخص لڑکے کی طرف سے عقیقے مین ایک ہی بکری ذبح کرے تو بھی درست ہے

جیساکہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ کَبْشًا کَبْشًا وَعِنْدَ النَّسَائِیِّ کَبْشَیْنِ کَبْشَیْنِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقے مین ایک ایک دنبا اور نسائی کے نزدیک دو دنبے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقے مین بکری کی تخصیص نہین ہے چاہے بکری ذبح کرے چاہے دنبہ اور عقیقے مین بھیڑ ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بکری اور بھیڑ ایک سال سے اور دنبا چھ مہینے سے کم کا نہو اور کچھ عیب دار بھی نہ ہو یعنی لنگڑا لولا اندھا بہت دُبلا بھی نہ ہو بلکہ جو شرطین اور صفتین قربانی کے جانور مین چاہئین اون سب کا عقیقے کے جانور مین ہونا بھی ضرور ہے۔ جب بچے کا سر منڈا چکے تو اوس کے بالون کے ہموزن چاندی خیرات کرے علما نے سونا دینا بھی جائز لکھا ہے یعنی اگر کسی کو مقدور ہو اور وہ بچے کے بالون کی برابر سونا خیرات کرے تو کچھ مضائقہ نہین مگر امام حسن رضی اللہ عنہ کے بالون کے ہموزن چاندی ہی دیگئی تھی جیساکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاۃٍ وَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ اَحْلِقِیْ رَاْسَہٗ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَۃِ شَعْرِہٖ فِضَّۃً فَکَانَ وَزْنُہٗ دِرْہَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْہَمٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِمُتَّصِلٍ

لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْطَالِبٍ یعنی روایت ہے محمد بن علی حسین سے
یعنی امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید علیہم السلام سے کہ نقل کی
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے کہ کہا عقیقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت امام حسن کی طرف سے ساتھ ایک بکری کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اے فاطمہ مونڈ تو سر اوسکا اور تصدق دے ہموزن اوسکے بالون کے چاندی
پس وزن کیا ہمنے بالون کو تو اونکا وزن ایک درہم یا درہم سے کم تہا روایت کیا اسکو
ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی متصل نہین ہے اس لیئے کہ
محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہین پایا پس اس حدیث سے چاندی
دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک یہی اولی ہے اس لئے کہ سونا دینے
مین ایک طرح کا فخر اور تکبر معلوم ہوتا ہے اور اہل بیت سے بڑہکر مرتبے مین کسی کی
اولاد نہین ہے پس جو اون کے واسطے ہوا ہے وہی کرنا افضل اور اعلی ہے پھر
اوس کے بالون کو زمین مین دفن کردے یا دریا مین ڈالدے اور سر منڈانے کے بعد
کوئی خوشبودار چیز مثل زعفران وغیرہ کے بچے کے سر پر ملدے کہ یہ سنت ہے جاہلیت
کا خون نہ ملے کیونکہ یہ رسم جاہلیت کی ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ بُرَيْدَةَ
قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ
رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ
رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَنُسَمِّيْهِ یعنی کہا

بریدہ نے جاہلیت مین ہماری یہ عادت تہی کہ جب پیدا ہوتا کسی کے یہان ہم مین
سے لڑکا تو وہ بکری کو ذبح کرتا اور اوس کا خون بچے کے سر سے لگاتا پہر جب اسلام
آیا تو ہم ساتوین دن بکری ذبح کرتے ہین اور بچے کا سر مونڈتے ہین اور اوس کے
سر کو زعفران لگاتے ہین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور رزین نے وتسمیتہ
کا لفظ زیادہ کیا یعنی ساتوین ہی دن اوسکا نام رکہتے ہین زعفران ملنے سے یہ بہی
فائدہ ہے کہ بچے پر خوف سردی کا نہین ہوتا ہے عقیقے کے جانور کو اگر بچے کا باپ
خود ہی ذبح کرے تو بہت بہتر ہے اگر باپ نہ ہو تو اور کنبے کے لوگ مثل دادا
یا چچا وغیرہ کے اوس جانور کو ذبح کردین اور غیر شخص کا ذبح کرنا بہی درست ہے
لیکن کنبے والے افضل ہین اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقے کے جانور کا گوشت بچے
کے ماں باپ دادی دادا نانی نانا نہ کہاوین سو غلط ہے اس لئے کہ شرع
شریف مین اس گوشت کے کہانے سے گہر والون یعنی ماں باپ اور رشتے دارون
اور برادری والون اور دوستون وغیرہ کسی کو ممانعت نہین آئی ہے ان سب
لوگون کو اسکا کہانا درست ہے لیکن اس گوشت مین سے ایک تہائی حصہ خیرات
کردے اور دو حصے گہر اور برادری اور دوستون وغیرہ مین تقسیم کرے کچا بانٹے
یا کہانا پکا کر کہلاوے دونون طرح درست ہے دائی اور نائی کا اس گوشت مین کچہہ
حق اور حصہ شرع سے مقرر نہین اپنی طرف سے اگر ان کو بہی تہوڑا سا دیدے تو
کچہہ مضائقہ نہین مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ سر اور ران حق نائی اور دائی کا ہے سو

حدیث صحیح سے اس کی کچھہ اصل نہین اسی طرح عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا
کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہین ہان مراسیل ابوداؤد مین جعفر بن محمدؒ
کی روایت سے قابلہ کو عقیقے کی بکری کے پائے دینا اور اوسکی ہڈی نہ توڑنا
معلوم ہوتا ہے اسی لئے امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہین کہ عقیقے کے
جانور کی ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے اور انکے سوا اور لوگ اس طرف گئے ہین کہ
ہڈیونکا توڑنا مستحب ہے۔

فصل ۲ بچے کے نام رکھنے کے بیان مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچے کا نام رکھنا منظور ہو تو اچھا نام تجویز کرین
بلکہ اگر نبیون کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھین جیسے ابراہیم ایوب موسیٰ اسحق
اور اون کی عورتون کے نام پر جیسے سارا ہاجرہ بلقیس وغیرہ جو نبیون کی
بیبیون اور بیٹیون کے نام تھے اپنی لڑکیون کے نام رکھین تو بہتر ہے صحابہ اور
صحابیات کے نام پر بھی نام رکھنا بہت اچھا ہے جیسے ابوبکر صدیق عتیق
عمر عثمان طلحہ سعد انس جابر سہل وغیرہ لڑکون کے واسطے اور اسماء سلمہ
وغیرہ جو صحابیات کے نام ہین عورتون کے لئے اور اہل بیت کے نام پر بھی
جیسے حسن حسین جعفر باقر حمزہ عباس وغیرہ لڑکون کے نام رکھنا اولیٰ ہے
اور لڑکیون کے واسطے زینب رقیہ کلثوم فاطمہ عائشہ صفیہ جویریہ خدیجہ
وغیرہ نام رکھنا انسب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامون پر

کہ علمائے قریب چارسو کے لکھے ہین اپنی اولاد کے نام رکھنا نہایت بہتر اور
مبارک ہے جیسے محمد احمد محمود حامد وغیرہ حضرت کے نام کی ایک ادنی
برکت یہ بھی ہے کہ جس کے گھر بیٹا نہ ہوتا ہو وہ ابتدائے حمل سے چار مہینے کے اندر
اپنی بی بی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے یہ کہے کہ جو بچہ اس پیٹ مین ہے اوس کا نام
مینے محمد رکھا تو انشاء اللہ تعالی وہ بچہ نر پیدا ہوگا اور زندہ رہے گا اس عمل کا
تجربہ اکثر بزرگون نے کیا ہے[۵۱] اور جس نام مین لفظ عبد کا اللہ تعالی کے نام کے
ساتھ جمع ہو وہ نام سب سے زیادہ افضل ہے۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآئِکُمْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے کہ تحقیق دوست ترتمہارے نامون مین اللہ کے نزدیک عبداللہ اور
عبدالرحمن ہین روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو
ایسے نام بہت پسند ہین پس چاہیئے کہ اپنی اولاد کے نام اسی طرح کے رکھین
یعنی اگر لڑکا ہو تو عبداللہ عبدالرحمن عبدالرحیم عبدالعزیز عبدالقیوم وغیرہ
جتنے نام اللہ عزوجل کے ہین اونپر لفظ عبد کا بڑہاوین اور اگر لڑکی ہو تو اللہ پاک کے
نام سے پہلے لفظ آمنہ کا زیادہ کردین جیسے امۃ اللہ امۃ الرحیم آمنہ السلام

---

[۵۱] سخاوی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوے مین ایسا ہی لکھا ہے ۱۲۔

امۃ الرحمن اس لئے کہ عبد کے معنی غلام کے ہین اور امۃ کے معنی لونڈی کے
اور اللہ ہی کے سب لونڈی غلام ہین پس اپنے مالک ہی کی طرف نسبت کرنا
زیبا ہے غیر کی طرف منسوب کرنا اور اوسکی لونڈی غلام بننا بنانا جائز نہین یعنی ایسے
نام نہ رکھین کہ جن مین لفظ بندہ یا عبد کا مخلوق کی طرف منسوب ہو جیسے اکثر
نادان لوگ مثل بندہ علی عبد الحسین عبد النبی غلام محی الدین غلام چشتی
غلام جیلانی وغیرہ کے نام رکھتے ہین اور جو لوگ ایسے نام رکھتے ہین کہ
اونمین بندے کی بخشش کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے سالار بخش
مدار بخش نبی بخش سو یہ خالی شرک سے نہین اس لئے کہ اللہ تعالی کے سوا کسی
کو طاقت بخشنے کی نہین پس قادر بخش خدا بخش آلہ بخش مولی بخش نام رکھنے
مین کیا قباحت و نقصان ہے پیغمبرون علیہم السلام اور اونکے آل و اصحاب و صحابیات
و اولیا و صالحین رضی اللہ عنہم کے اسما کیا کم ہین جو مدار بخش سالار بخش وغیرہ
مشرکون کے سے نام رکھنے لگے غرضکہ ایسے نام رکھنا کہ جنکے معانی مین شرک
نکلتا ہو شرعًا منع ہے اور اسکے سوا جن نامون کے معنون مین بُرائی ہو انکا رکھنا
بھی جائز نہین جیسے اجدع کہ اصل لغت مین کان اور ناک ہاتھہ اور ہونٹ
کٹے ہوے کو کہتے ہین اور ایک شیطان کا بھی نام ہے جیسا کہ ابو داؤد و ابن ماجہ
نے روایت کیا ہے عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ
مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

يَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ یعنی مسروق سے روایت ہے کہ کہا ملاقات کی مینے
حضرت عمرؓ سے اونہون نے فرمایا تو کون ہے مینے کہا مین مسروق اجدع کا
بیٹا ہون حضرت عمرؓ نے فرمایا مینے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ
اجدع شیطان ہے اسی طرح حزن نام رکھنا نچاہیے کیونکہ حزن اصل مین زمین
سخت کو کہتے ہین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو تغیر فرمایا
جیساکہ بخاری نے روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ
اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اِسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا
بِمُغَيِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا
الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ یعنی روایت ہے عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ سے کہ کہا مین
بیٹھا تھا سعید بن مسیب کے پاس پس سعید نے میرے روبرو حدیث بیان کی کہ
میرے دادا کا نام حزن تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے
فرمایا تیرا کیا نام ہے اُنہون نے کہا میرا نام حزن ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے
اُنہون نے کہا مین اوس نام کو نہین بدلتا جسکو میرے باپ نے رکھا سعید بن مسیب
کہتے ہین ہمارے خاندان مین ابتک سختی رہی یعنی اوس نام کی شومی باقی رہی اگر
حسب فرمودہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس نام کو بدلکر سہل رکھ لیتے تو ہمیشہ ہمیشہ
کو برکت و خوبی حاصل ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ عادت شریف

تھی کہ جب کوئی برا نام سنتے تو فوراً اوسکو بدل دیتے تھے جیسا کہ اس حدیث
مین آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی کہا حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدل دیتے
تھے برے نام کو روایت کیا اسکو ترمذی نے عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ
يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
یعنی روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ مقرر ایک بیٹی تھی حضرت عمرؓ کی کہ کہا جاتا تھا اوس
کو عاصیہ یعنی گنہگار پس نام رکھا اوس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
جمیلہ روایت کیا اسکو مسلم نے اسی طرح اور کئی حدیثون سے تغیر کر دینا برے
نامون کا ثابت ہے جیسا کہ اس حدیث مین وارد ہوا ہے عَنْ بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ
عَمِّهٖ اُسَامَةَ بْنِ اَخْدَرِيٍّ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْنَ اَتَوْا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ
وَقَالَ غَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَ
عَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ اَسَانِيْدَهَا
لِلْاِخْتِصَارِ یعنی روایت ہے بشیر بن میمون تابعی سے اُنہون نے اسامہ
ابن اخدری اپنے چچا سے جو صحابی ہین یہ نقل کیا کہ ایک شخص تھا اوسکو اصرم کہتے

تھے اوس جماعت مین تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اوس
سے فرمایا تیرا کیا نام ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا نام اصرم ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا
نام زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے ہے جس کے معنے قطع اور درخت
کاٹنے کے ہین اس لئے اسکو آپ نے ناپسند فرمایا اس کے بدل مین زرعہ نام رکھا
جو زراعت سے مشتق ہے اور زراعت مشعر جود و خیر و برکت کی ہے روایت
کیا اسکو ابو داؤد نے یعنی بطریق تعلیق کے اور کہا کہ بدل دیا آپ نے عاص و عزیز
و عتلہ و شیطان و حکم و غراب و حباب و شہاب کے نامون کو اور کہا ابو داؤد نے
کہ اختصار کے لئے مینے اِن حدیثون کی اسناد کا ذکر نہین کیا جنہین اِن نامون کا
تغیر واقع ہوا ہے پس بدل دیا آپ نے عاص کو جو مخفف ہے عاصی کا کیونکہ
معنی عاصی کے نافرمان اور گنہگار کے ہین اور عزیز کو اس لئے بدلا کہ ایک تو یہ
اسم آلہی ہے سو بندے کو چاہیئے کہ عبد العزیز نام رکھے خود عزیز نہ بنے دوسرے
اس کے معنی مین عزت و غلبہ ہے سو بندے کو خشوع خضوع چاہیئے نہ عزت و
کبر اور تغیر کیا عتلہ کو اس واسطے کہ اوسکے معنی غلظت اور شدت کے ہین اور
حکم کو اس لئے بدلا کہ حکم مبالغہ حاکم کا ہے اور حاکم حقیقی سوائے اللہ تعالی کے
کوئی نہین ہے اوسی کی خلق اوسی کا امر ہے اور غراب کو بھی اس لئے بدل دیا
کہ کوّے کو کہتے ہین اور کوّا جانورون مین پلید ہے مردار اور نجاست کھاتا ہے
اور حل و حرم مین مارا جاتا ہے اور اوس کے معنی دور ہونے کے بھی ہین اور بدل دیا

حباب اور شہاب کو بھی اسلئے کہ اول نام شیطان کا ہے اور سانپ کو بھی کہتے
ہین اور دوسرا یعنی شہاب آگ کے بھڑکتے شعلے کو کہتے ہین غرضکہ ایسے نام کہ
جن کے معنون مین بُرائی ہو نہ رکھنا چاہئین بلکہ اون کا تغیر کرنا مستحب ہے
اور ایسے نام رکھنا بھی درست نہین کہ جن مین ایک طرح کی عظمت اور شان نکلتی
ہو کہ اسکی بھی حدیثون سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ایسے نام کو متغیر فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ
سے قَالَتْ سُمِّيْتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا
اَنْفُسَكُمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

یعنی کہا زینب بنت ابی سلمہ نے کہ نام رکھا گیا میرا برّہ یعنی نیکوکار پس فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اچھا نہ جانو اپنی جانون کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کون
تم مین نیک اور اچھا ہے نام رکھو اسکا زینب روایت کیا اسکو مسلم نے پس اس
حدیث سے ممانعت بڑائی والے نام رکھنے کی اور بدل دینا اوس کا یہ دونون باتین
صاف معلوم ہوتی ہین اور اوپر کی حدیثون سے فقط بدل دینا بُرائی والے نامون
کا تصریح سے نکلتا ہے پس جن لفظون مین تعریف اور بزرگی یا بُرائی نکلتی ہو ایسے
نام رکھنا درست نہین ہان جن اسمون کے معنی اچھے ہون اور عبدیت اس
شخص کی بہ نسبت معبود برحق کے سمجھی جاوے ایسے نامون کا رکھنا شرعًا نہایت
بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے اگر اسکے ساتھہ عوام کی زبان پر بولنے مین سہل بھی

ہون تو نہایت ہی خوب ہے۔

فصل چھٹی کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جاہل لوگ اور امور شرعیہ سے ناواقف عورتین جو بچے کو چھٹے روز نہلاتی ہین اور اوس دن اوسکا سر نہین منڈواتین صرف نہلاکر بچے اور زچا دونون کو زرد جوڑا پہنا دیتی ہین اور دونون کے سر پر گوٹے یا بنت کی پٹی بناکر مثل گوشوارے کے باندہ دیتی ہین سو یہ سب بدعت ہے بلکہ مشرکون کی رسمون سے ہے چنانچہ ہندؤون کے یہان بہی ایسا ہی ہوتا ہے کہ زچا اور بچے کو پیدا ہونے سے چھٹے روز نہلاکر زرد کپڑے پہناتے ہین اور زچا کو دلہن کی طرح بناکر اوس کے اور بچے کے سر پر گوشوارے کی طرح گوٹے یا بنت کی پٹی سیکر باندہ دیتے ہین اور یہ بہی کافرون کی رسمون سے ہے جو بعضی عورتین قریب سورج ڈوبنے کے بچے کو زچا کی گود مین دیکر باہر صحن مین نکالتی ہین اور اوس کے سر پر اس طرح سے قرآن شریف کا سایہ کرتی ہین کہ ایک عورت کے ہاتہہ مین کلام مجید دیتی ہین کہ وہ زچا کے سر پر اوسکا سایہ کئے رہتی ہے اور اوس کے دیور کو ننگی تلوار دیتی ہین کہ وہ زچا کے سر پر رکہے ہوئے اوس کے ساتہہ ہوتا ہے اور ایک آٹے کی چومک مین گہی بہر کر چار بتیان تارے کی روشن کرتی ہین اور اوس چومک کو ایک تہالی مین رکہکے ایک عورت کو دیتی ہین کہ وہ زچا کے آگے آگے لئے چلتی ہے اور ایک روغنی روٹی اور ٹکیا پکی ہوئی دائی کو دیدیتے ہین جب زچا ان رسمون کے بعد صحن مین ٹہیر کر سورج

کو دیکھتی ہے تو وہ دائی زچا کے سر کے پاس لیجا کر اوس روٹی کے چار ٹکڑے
کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج سورج روٹی تیری اور زچا میری اسی طرح
اوس روغنی ٹکیا کو بچے کے سر کے پاس لیجا کر توڑتی ہے اور وہی الفاظ جو
زچا کے واسطے کہے تھے بچے کے لئے بھی کہتی ہے اور بعض عورتین غروب کے
بعد سورج کے بدلے تارے دکھاتی ہین اسمین بھی وہی سب باتین جو پہلے بیان
ہوچکین کرتی ہین پھر زچا سورج یا تارے دیکھکر جب اپنے زچاخانے مین آتی ہے
اوس وقت دیور اوسی ننگی تلوار کو جو اوسکے ہاتھ مین ہوتی ہے زچاخانے
کی چوکھٹ سے چھوا دیتا ہے اور اس کا نیگ بھی یہی لیتا ہے اس رسم کو جاہلون
کی بول چال مین مرگ مارنا کہتے ہین بعد اس رسم کے جب زچا اپنے پلنگ
پر آتی ہے تو عورتین اوسکے سامنے چوکی بچھا کر ایک تھال بھر چانول پکے ہوئے
اوسمین دودھ شکر میوہ پڑا ہوا اوس چوکی پر رکھتے ہین اور سات یا نو خواہ گیارہ
سہاگنون کو جمع کر کے زچا کے ساتھ اوس تھال مین کھانا کھلاتے ہین پھر اوس
تھال مین سب برادری کی بیبیان اپنے اپنے مقدور کے موافق روپے اٹھنیان
وغیرہ ڈالتی ہین اور یہ سب دائی کو دیا جاتا ہے اور اس چھٹی ہی کے دن بچے کی
پھوپی نیل کی ڈلی سے گھر کے چارون کونون پر دودو چار چار لکیرین لمبردار بنا دیتی ہے
اسکو ہندوستھیا رکھنا کہتے ہین اسکا نیگ بھی نند کو اوسی دن ملتا ہے حاصل
یہ کہ اس طرح کی بیہودہ خرافات رسمین جو جاہلون نے کفار سے سیکھی ہین اور بہت

ان مین سے انکے شادی نکتون مین رائج ہین مسلمان ایماندار عورتون کو چاہیئے
کہ ایسی رسمون سے بچتی رہین اس لئے کہ یہ رسمین کافرون اور مشرکون کی ہین ان پر
اعتقاد رکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کافر و مشرک ہوجاتا ہے جس کی
بخشش کی کبھی اُمید نہین جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ
اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی بیشک اللہ نہین بخشتا
شرک کو اور بخشدیتا ہے باقی گناہون کو جس کے لئے چاہے پس سب مسلمانون
کو لازم ہے کہ چٹی کے بدلے عقیقہ کیا کرین کہ مشروع و مستحب بلکہ بعض کے نزدیک
سنت بعض کے نزدیک واجب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے خود بھی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور لوگون کو
بھی اوسکے کرنے کا حکم فرمایا پس جہان تک ممکن ہو ہر امر مین آپ کے فعل کی پیروی
اور حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے تاکہ نجات دارین کی حاصل ہو۔

فصل ختنے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ ختنے کے واجب ہونے مین علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ
اور بہت سے علما فرماتے ہین کہ ختنہ کرنا مرد و عورت دونون کے حق مین واجب ہے
امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر علما کے نزدیک دونون کے حق مین
سنت ہے اور بعض علما کے نزدیک مردون کے لئے واجب ہے نہ عورتون کے
واسطے جو لوگ واجب کہتے ہین اونکی دلیل یہ حدیث ہے عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ

اُخْبِرْتُ عَنْ عَثِيمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ اَسْلَمْتُ قَالَ اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ يَقُوْلُ اِحْلِقْ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ اٰخَرُ مَعَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاٰخَرَ اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ یعنی ابن جریج سے روایت ہے کہا مجھے عثیم سے خبر دیگئی عثیم اپنے باپ سے انکے باپ انکے دادا سے روایت کرتے ہین کہ انکے دادا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مقرر مین اسلام لایا آپ نے فرمایا گرا اپنے سر سے کفر کے بال یعنی سر منڈوا راوی کہتا ہے اور خبر دی مجھے دوسرے شخص نے جو عثیم کے دادا کے ساتھہ تہا اس بات کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسی کو کہ گرا اپنے سر سے بال کفر کے اور ختنہ کر لیکن اس حدیث مین علما نے کئی طرح سے کلام کیا ہے اسی طرح اس باب کی اور حدیثون مین بہی کلام ہے جسکی وجہ سے وجوب کا ثبوت نہین ہوسکتا اور جو لوگ سنت کہتے ہین اونکی دلیل یہ حدیث ہے اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ فِي الرِّجَالِ مَكْرُمَةٌ فِي النِّسَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيْثِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ یعنی ختنہ سنت ہے مردون مین اچہی بات ہے عورتون مین روایت کیا اسکو احمد و بیہقی نے حجاج بن ارطاۃ کی حدیث سے مگر اس حدیث مین بہی چند وجہ سے کلام ہے جس کے سبب سے قابل حجت نہین ہے اور جو لوگ مردون پر واجب کہتے ہین اونکی دلیل بعینہ قول اول کی دلیل ہے اور عورتون پر واجب

نہونے کی یہی دوسری حدیث دلیل ہے یعنی مکرمۃ کے لفظ سے وجوب نہین نکلتا
حق بات یہ ہے کہ ختنے کے وجوب پر کوئی دلیل صحیح قایم نہین ہے رہا سنت ہونا سو
یہ یقینی ہے اس لئے کہ اگرچہ حدیث مذکور قابل حجت نہین مگر حدیث فطرت تو دلیل
ظاہر ہے سنت ہونے پر جسکو جماعت نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَۃِ
اَلْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَتْفُ الْاِبِطِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزین فطرت سے ہین
جسپر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو پیدا کیا ایک تو پاکی لینا دوسرے ختنہ
کرنا تیسرے مونچھین کتروانا چوتھے بغل کے بالون کا اوکھیڑنا پانچوین ناخنون کو
ترشوانا فائدہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ختنہ کے لئے خاص نہین ہے
دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی برس کے بعد اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے
کیا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَیْہِ ثَمَانُوْنَ
سَنَۃً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرِ السِّنِیْنَ۔
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم خلیل الرحمن نے
بعد اسکے کہ اسّی برس کے ہو گئے تھے اور ختنہ کیا لسبولے سے روایت کیا
اسکو بخاری و مسلم نے مگر مسلم نے برسون کا ذکر نہین کیا مگر مستحب یہ ہے کہ عقیقے کے

اون ولادت سے ساتوین روز ختنہ کردے جیساکہ حاکم اور بیہقی نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ یَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِّلَادَتِھِمَا یعنی بیشک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختنہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ
عنہما کا ساتوین دن اون دونون کی پیدائش سے اور حاکم نے یہ بھی کہا کہ صحیح الاسناد
ہے اور اگر عقیقے کے روز ختنہ نہو سکے تو چالیس دن کے درمیان مین کردے اگر
اس زمانے مین بھی نہ ہو سکے تو چوتھے پانچوین برس ضرور ہی ختنہ کردے زیادہ
دیر نکرے جتنا جلد ختنہ کیا جاوے اوتنا ہی افضل اور بہتر ہے کیونکہ جلدی ختنہ
کرنے مین کئی فائدے ہین ایک یہ کہ کم عمری کے ختنے کا زخم جلد اچھا ہوجاتا ہے
اور بچے کو ایذا کم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت صلعم نے اپنے نواسون کا
ختنہ ساتوین ہی روز کیا تھا پس اوسی روز ختنہ کرنا بہتر ہے - اکثر علما کے نزدیک
عورتون کا ختنہ اسلئے سنت[۱] ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ
رضی اللہ عنہا کا ختنہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے لئے کردیا تھا اور اونکے

[۱] سید مرتضی صاحب تاج العروس نے لسان العرب سے نقل کیا ہے کہ پہلے پہل جس عورت نے دامن
لٹکایا اور اپنے دونون کانون کو چھیدا اور ختنہ کیا وہ بی بی ہاجرہ ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ بی بی سارہ بی بی ہاجرہ پر
خفا ہوگئین اور قسم کھائی کہ تین عضو اونکے اعضا سے کاٹ ڈالین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو
حکم دیا کہ وہ اپنی قسم کو پورا کرین اسطرح سے کہ اونکی دونون کان چھید دین اور اونکے ختنہ کردین پر یہ عورتونمین

اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے سبب سے
جائز رکھا اور وحی سے اسکا حکم بھی ثابت نہین ہوا سو اگر عورتون کا ختنہ کیا
جاوے تو بہتر ہے اور اگر نہو تو کچھ گناہ نہین جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو تو اوسکا
پھر ختنہ کرنا ضرور نہین چنانچہ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ختنہ نہین کیا گیا اور سوائے آپکے اور تیرہ[۵۱] پیغمبرون علیہم السلام کا بھی ختنہ نہین
کیا گیا اس لئے کہ وہ سب انبیا علی نبینا وعلیہم السلام اسی طرح ختنہ کئے ہوئے
پیدا ہوئے تھے پس دوبارا ختنے کی ضرورت نہین ہوئی لیکن ایک جماعت علما
نے یہ کہا ہے کہ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا وسکے لئے مستحب ہے کہ اوسکے ختنے
کے مقام پر خالی اُسترہ پھیر دیا جاوے اور سوائے ایسے بچون کے سب بچون
کا ختنہ کرنا مسلمانون کو ضرور ہے یہ بہت بڑی سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی ہے جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہین غرضکہ ہمارے
دین مین مرد کا ختنہ کرنا ضروری ٹھیرا ہے جو اوسکو نکرے گا وہ گنہگار رہے ۔
فائدہ ختنے کی دعوت قبول کرنے مین علما کا اختلاف ہے محققین علما کہتے ہین
اس دعوت مین جانا ورست نہین ہے اس لئے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے

---

۵۱ - یعنی حضرت[۱] آدم حضرت شیثؑ[۲] حضرت نوحؑ[۳] حضرت ہودؑ[۴] حضرت صالحؑ[۵] حضرت
لوطؑ[۶] حضرت شعیبؑ[۷] حضرت یوسفؑ[۸] حضرت موسیٰؑ[۹] حضرت سلیمانؑ[۱۰] حضرت زکریاؑ[۱۱] حضرت عیسیٰؑ[۱۲]
حضرت حنظلہ[۱۳] بن صفوان جو اصحاب الرس کے نبی تھے ۱۲+۱۲

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ دُعِیَ عُثْمَانُ ابْنُ اَبِی الْعَاصِ اِلٰی خِتَانٍ فَاَبٰی اَنْ یُّجِیْبَ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّا کُنَّا لَا نَاْتِی الْخِتَانَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعٰی لَہٗ

یعنی حسن نے کہا عثمان بن ابی العاص ختنے کی دعوت مین بلائے گئے اُنھون نے دعوت قبول نہین کی کسی نے اس باب مین اِن سے کہا انھون نے جواب دیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین ختنے کی دعوت مین نہین جاتے اور نہ اوسکے لیئے بلائے جاتے تھے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے وصیت نامہ مین لکھا ہے۔ دیگر از عادات نامردم اسراف ست در افراح و رسوم بسیاری در آن مقرر کردن انچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شادیہا مقرر فرمودہ اند دو شادی ست ولیمہ و عقیقہ این ہر دو را باید گرفت و غیر آنرا باید گذاشت یا باہتمام و التزام آن نباید کرد۔ یعنی ہم لوگون کی عادات سے ہے جو چوتھی مین صرف بیجا کرتے ہین اور بہت سی رسمین اوسمین مقرر کرتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادیون مین سے جنکو ثابت رکھا ہے وہ دو شادیان ہین ایک ولیمہ دوسرا عقیقہ سو ان دونو کو ادا کرین انکے سوا اور شادیون کو چھوڑین یا اہتمام و التزام اون کا نکرین۔

باب پنجم

فصل غذا کھلانیکے طریقے مین

مان باپ کو لازم ہے کہ اولاد کی پرورش کا آپ بہی دہیان اور خیال رکھا کرین
اناّ اور کہلائی پر بچے کو نہ چہوڑ دین اپنے یا کسی اپنے معتبر آدمی کے
سامنے بچے کا کہانا پینا مقرر کہین اسلیئے کہ ہر کس وناکس کو سلیقہ بچے کے
کہلانے پلانے کا نہین ہوتا چنانچہ اکثر کم سمجھہ عورتون کو زیادہ کہلا دینے کا
ذوق وشوق ہوتا ہے کہ اوس سے بچہ اکثر بیمار رہتا ہے پس ضرور ہے کہ جب
اوسکو غذا کہلانا شروع کرین تو کہلانا پلانا اوس کا اپنے روبرو یا کسی اپنے
بزرگ اور معتبر آدمی کے سامنے مقرر کرین کہ وہ انداز اور قاعدے سے رزق
کہلانے کی عادت ڈالے طریقہ شروع مین غذا کہلانے کا یہ ہے کہ جب بچہ
پانچ چہہ مہینے کا ہو تو تہوڑی تہوڑی سی نرم اور لطیف سریع الہضم غذا مثل
سالبو[۵] دانے اور ارارروٹ کے سلونی کھیر یا تہولی وغیرہ کے اوسکو چٹانا شروع
کرین اگر بچہ شیرینی اور دودہ کی طرف رغبت کرے تو تہوڑا سا گائے کا دودہ جوش
کرکے اوس کی بالائی الگ کرڈالین پہر اوسمین تہوڑا سا سالبو دانہ یا ارارروٹ
پکا کر شکر بقدر مناسب ڈال کے یا میٹھی تہولی پکا کر کہلاوین اور مٹہائی کی

---

[۵] بعض کہتے ہین کہ صحیح ساگو دانہ ہے ۱۲

قسمون مین سے فقط تھوڑی سی جلیبی یا بتاسے کھلانیکا مضائقہ نہین اور طرح
کی مٹھائی مثل لڈو یا پیڑے وغیرہ کے نہ کھلاوین اور میوجات مین سے انجیر اور
انگور انار اور سیب وغیرہ کھلاوین غرضکہ جو چیزین دیر ہضم اور قابض یا بارد ہون
وہ ہرگز نہ کھلاوین اگر کبھی کوئی چیز خلاف اوس کے مزاج کے دیوین تو بہت
ہی کم کھلاوین کیونکہ مثل مشہور ہے کہ اگر زہر بھی اندازسے کم کھاوے تو ضرر نہین
کرتا چنانچہ افیون بھی ایک طرح کا زہر ہے پس اسکے کم کھانے مین ضرر نہین
اور جو بہت کھا لیتا ہے مرجاتا ہے اور سنکھیا کہ کیسا قاتل زہر ہے مگر کم کھانے
مین اوسکا وہ اثر نہین رہتا پس چاہیئے کہ بچے کو جو چیز کھلاوین کم کھلاوین اسلیئے
کہ بہت کھانا تو بوجھ ہے کو بھی نقصان کرتا ہے غرضکہ جتنا بچہ بڑھتا جاوے اوتنا ہی
اوسکی غذا کو بھی بڑھاتے جاوین اور عادت گوشت کھانے کی زیادہ ڈالین اسلیئے کہ
یہ سب غذاؤن مین بہتر اور مقوی اور زود ہضم ہوتا ہے - اسی لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسکو بہت پسند فرما کے سید الطعام کا خطاب
دیا ہے جیساکہ ابن ماجہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے -
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا
وَاَھْلِ الْجَنَّۃِ اللَّحْمُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید طعام
اہل دنیا اور اہل جنت کا گوشت ہے پس گوشت روٹی سے بہتر کوئی غذا نہین
یہی زیادہ کھلانا چاہیئے مگر کبھی کبھی صحت کے زمانے مین اور چیزین بھی تھوڑی تھوڑی

بچے کو کھلاتے رہین تاکہ اوسکو عادت سب چیزون کے کھانے کی رہے
اس واسطے کہ حکیمون کا قول ہے صحت مین پرہیز کرنا ایسا مضر ہوتا ہے جیسے بیماری
مین بدپرہیزی کرنا اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کے ہاتھہ دھلاکر اوسی کے دہنے ہاتھہ
سے کھانا کھانے کی عادت ڈالین کیونکہ اپنے ہاتھ سے کھانے مین سیر اور آسودہ
رہتا ہے اور کھانا بھی زیادہ کھانے مین نہین آتا - اور جب بچے کی زبان کھلے تو
کھاتے وقت بسم اللہ کہنا بھی سکھاوین اور یہ بھی تعلیم کرین کہ اپنے آگے سے
کھاوے ہر طرف سے برتن کے نہ کھانے دین کیونکہ اس طرح سے کھانا شرع
مین منع ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ
کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ
یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ
یعنی کہا عمر بن ابی سلمہ نے کہ تھا مین لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش
مین اور ہاتھہ میرا بچون کی عادت کے موافق رکابی مین ہر طرف پڑتا تھا پس
فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بسم اللہ کہہ اور کھا اپنے دہنے ہاتھہ
سے اور کھا اوس جانب سے جو تیرے متصل ہے یعنی اپنے آگے سے کھا نقل کی
یہ بخاری و مسلم نے پس اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے اول کھاتے وقت
بسم اللہ کہنا دوسرے دہنے ہاتھ سے کھانا تیسرے اپنے آگے سے ابن ماجہ نے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ لِیَاْکُلْ اَحَدُکُمْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیَاْخُذْ بِیَمِیْنِہٖ
وَلْیُعْطِ بِیَمِیْنِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِشِمَالِہٖ وَیُعْطِیْ بِشِمَالِہٖ
وَیَاْخُذُ بِشِمَالِہٖ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہیئے
کہ کھاوے ایک تم مین کا اپنے دہنے ہاتھہ سے اور چاہیئے پیے دہنے ہاتھہ
سے اور چاہیئے لیوے دہنے ہاتھہ سے اور چاہیے دیوے دہنے ہاتھہ سے
اس لئے کہ شیطان کہاتا ہے اپنے بائین ہاتھہ سے اور پیتا ہے بائین ہاتھہ سے
اور دیتا ہے بائین ہاتھہ سے اور لیتا ہے بائین سے اسی کے مثل حسن بن سفیان
نے اپنی مسند مین بسند حسن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس سے
معلوم ہوا کہ شیطان ہر کام کو بائین ہاتھہ سے شروع کرتا ہے اسی طرح سے
جس کہانے پینے مین بسم اللہ نہین کہی جاتی ہے اوسمین بھی شیطان کا دخل ہوجاتا ہے
جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ
اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی کہا حذیفہ رضی اللہ
عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک شیطان حلال
جانتا ہے کہانے کو اس سبب سے کہ نہ لیا جاوے نام اللہ کا اوسپر نقل کی یہ مسلم
نے مراد حلال جاننے سے قادر ہونا ہے اوس کا کہانے پر اور بعضون نے

یہ کہا ہے کہ اوس کھانے کی برکت لیجاتا ہے گویا شیطان اوسکو کھا گیا یا اوس کھانے
کو اللہ تعالیٰ کی غیر مرضی کی جگہہ صرف کرتا ہے اسلئے مسلمانون کو لازم ہے کہ اپنے
بچون کو دہنے ہاتہہ سے کھانے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنے کی عادت ڈالین
اور اس کی تعلیم کرتے رہین تاکہ شیطان کا دخل نہونے پاوے اسی طرح یہ بہی سکھاوین
کہ کھانے سے پہلے اور بعد کو ہاتہہ دہویا کرے اس لئے کہ یہ موجب برکت ہے
جیساکہ ترمذی اور ابوداؤد نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قَالَ
قَرَأْتُ فِی التَّوْرٰیۃِ اَنَّ بَرَکَۃَ الطَّعَامِ اَلْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ اَلْوُضُوْءُ
قَبْلَہٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ یعنی سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا مینے توراۃ مین پڑہا
یعنی قبل اسلام کے کہ برکت طعام کی ہاتہہ دہونا ہے بعد اوس کے پہر مینے اسکا
ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا برکت طعام کی ہاتہہ دہونا ہے
پہلے اوس کے اور بعد اوس کے کہانے سے پہلے دونون ہاتہہ دہوے اور بعد
اوسکے دونو ہاتہہ اور موںہہ دہوے پہلے دہونے سے کہانے مین برکت و زیادتی
ہوتی ہے اور بعد دہونے سے نفس کو سکون ہوتا ہے عبادات مین تقویت
ہوتی ہے اخلاق حسنہ کو قوت ہوتی ہے ایسے ہی رکابی وغیرہ چاٹنے کی عادت
ڈالین کیونکہ یہ بہی موجب برکت ہے جیساکہ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ

وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّةِ الْبَرَكَةُ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا انگلیون اور رکابی کے چاٹنے کا اور فرمایا مقرر تم نہین جانتے کہ کس انگلی یا کس نوالے مین برکت ہے اور کھانے کے بعد کی دعا بھی سکھا دین جسکو بخاری نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَكًا فِیْهِ غَیْرَ مَكْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا یعنی جب دسترخوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوٹھایا جاتا تو آپ فرماتے حمد ہے واسطے اللہ کے حمد بہت پاکیزہ یعنی ریا وسمعہ سے خالی برکت کے گئے اوسمین یعنی کبھی منقطع نہ ہو نہ کفایت کی گئی اور نہ متروک اور نہ بے پروائی ہو اوس سے اے رب ہمارے کھانے کے۔ آداب مین سے یہ بھی ہے کہ جوتا پہنے نہ کھاوین جیسا کہ دارمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کھانا رکھا جاوے تو پاپوشون کو اوتار ڈالو اس لئے کہ یہ بہت راحت بخشنے والا ہے واسطے تمہارے قدمون کے اور یہ بھی تاکید کرکے مین کہ ہاتھ مین چکنائی ہو تو اوسکو دھو ڈالے بعد اس کے سووے چکنائی بھرے ہوئے ہاتھون کے ساتھ سونا منع ہے جیسا کہ ابوداود اور ترمذی وابن ماجہ نے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِہٖ غَمَرٌ لَمْ یَغْسِلْہُ فَاَصَابَہٗ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص رات کو سووے اور اوس کے ہاتھ مین چکنائی ہو کہ اوسکو نہین دھویا پھر اوسکو کچھہ ایذا پہونچی تو وہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو ہر وقت بازار کی چیزین منگا کر نہ کھلایا کرین جو کچھہ گھر مین میسر ہو وہی کھلاوین اسلئے کہ اس سے چٹورپن کی عادت پڑ جاتی ہے پھر کل مال و متاع کھانے پینے ہی مین صرف کر کے سب ضروریات سے محتاج رہتا ہے اور اوسکے گھر مین آسودگی اور برکت نہین معلوم ہوتی بلکہ اوسکا گزارا مشکل ہو جاتا ہے اور سوائے اسکے چٹورا آدمی اکثر مریض اور بیمار ہی رہتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو زیادہ کھانے کا خوگر نکرین کیونکہ اس سے پانی زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی کی زیادتی سے کھانا دیر مین ہضم ہوتا ہے اور دیر ہضمی کی وجہ سے نفخ وغیرہ بھی رہتا ہے اور نفخ ہونے سے سچی بھوک نہین معلوم ہوتی پھر دوسری بار بے بھوک کھایا جاتا ہے جو جزو بدن نہین ہوتا اسی وجہ اکثر بدہضمی ہو جاتی ہے علاوہ اسکے بہت کھانے مین یہ بھی نقصان ہے کہ پیٹ پھول جاتا ہے سانس لینا مشکل ہوتا ہے پھر کوئی کام دین و دنیا کا نہین ہو سکتا آدمی بالکل بیکار اور سست ہو جاتا ہے نیند بھی بہت آتی ہے حافظہ کم ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین غرضکہ زیادہ

کھانے مین بہت ضرر اور نقصان ہین اسی لئے بزرگون نے کہا ہے ع کہ بسیار خوار ست بسیار خوار ؛ اسی واسطے لازم ہے کہ بچے کو اول ہی سے کم کھانے کی عادت ڈالین اور کھلانے کے وقت کا بھی انتظام رکھین یعنی ہر وقت نہ کھلاوین آٹھ پہر مین دو تین وقت کھلانا کافی ہے اور یہ بھی جب ہے کہ اوسکو بھوک معلوم ہو اور کھانا طلب کرے ورنہ زبردستی نہ کھلاوین اور کھلاتے وقت یہ بھی خیال رکھنا ضرور ہے کہ اندازسے ایک دو نوالے کم ہی کھلاوین کہ جس سے طاقت بنی رہے اور کسی طرح کا نقصان نہو کیونکہ اکثر امراض پیٹ ہی کے فساد سے ہوتے ہین اور ہر شخص کے لئے اندازکھانے کا یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کھاوے اور دو حصے پانی اور سانس کے لئے خالی رکھے جیسا کہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمِّیْ عَنْ اُمِّهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِیْکَرِبَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مَلَأَ اٰدَمِیٌّ وِعَآءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ حَسْبُ الْاٰدَمِیِّ لُقَیْمَاتٌ یُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ غَلَبَتِ الْاٰدَمِیَّ نَفْسُهٗ فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ وَ ثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَ ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ یعنی محمد بن حرب سے روایت ہے کہا مجھسے میری ماں نے حدیث کی وہ میری نانی سے روایت کرتی ہین اُنہون نے مقدام بن معدی کرب کو کہتے سنا وہ کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہین بھرا کسی آدمی نے کسی برتن کو کہ وہ شر ہو پیٹ سے آدمی کو چند لقمے کفایت کرتے ہین

کہ اوس کی پیٹ کو سیدہا کردین پھر اگر آدمی پر اوسکا نفس غالب ہو تو ایک
حصہ کھانے کے لئے اور ایک پینے کے واسطے اور ایک سانس لینے کے
لئے اور یہی مضمون ابونعیم کی کتاب الطب مین آیا ہے پس اسی انداز سے
بچے کو بھی کھلا دین تاکہ ہمیشہ اوس کو کم کھانیکی عادت رہے کیونکہ بہت کھانیکی نہایت ہی مذمت طب مین
اور حدیث شریف مین آئی ہے یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ کافر بہت کھاتا ہے اور مسلمان کم جیسا کہ ان حدیثون سے ثابت ہے
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَاْکُلُ اَکْلًا کَثِیْرًا فَاَسْلَمَ
فَکَانَ یَاْکُلُ اَکْلًا قَلِیْلًا فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَاْکُلُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ
رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عُمَرَ الْمُسْنَدَ مِنْهُ
فَقَطْ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ضَافَهٗ ضَیْفٌ وَهُوَ کَافِرٌ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ ثُمَّ
اُخْرٰی فَشَرِبَهٗ حَتّٰی شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِیَاهٍ ثُمَّ اِنَّهٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ
فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ
حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰی فَلَمْ یَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ یَشْرَبُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَشْرَبُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ

یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص کھاتا بہت کھاتا تھا
پھر وہ مسلمان ہوا تو کم کھانے لگا پس ذکر کیا اسکا سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے فرمایا آپ نے تحقیق مومن کھاتا ہے ایک آنت مین اور کافر کھاتا
ہے سات آنتون مین نقل کی یہ بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابوموسیٰ
اور ابن عمر سے فقط مسند کو اس حدیث سے یعنی جو کچھ کہ اسناد کیا گیا ہے اس حدیث
سے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ الخ یعنی مسلم کی روایت مین یہ قصہ مذکور نہین ہوا
کہ ایک شخص کھاتا تھا بلکہ فقط قول مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا
ذکر کیا گیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان ایک مہمان آیا اور وہ
کافر تھا پس حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے لئے ایک
بکری کے دودہ دوہنے کا پس وہ دوہی گئی اور پیا اوس شخص نے دودہ اوسکا پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بکری کے دودہ دوہنے کو فرمایا سو
اوسکا دودہ بھی اوسنے پی لیا پھر اور ایک بکری کے دودہ کے ساتھ ایسا ہی
معاملہ ہوا یہان تک کہ اوس شخص نے اسی طرح سات بکریون کا دودہ پیا پھر
مقرر صبح کو وہ شخص اسلام لایا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا
اوسکے لئے ایک بکری کے دودہ دوہنے کا پھر وہ دوہی گئی پس پیا اوس شخص نے

دودہ اوسکا پھر دوسری بکری کے دوہنے کا حکم دیا تب وہ شخص سارا دودہ اوسکا نہ پی سکا پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن پیتا ہے ایک آنت مین اور کافر پیتا ہے سات آنتون مین وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَۃَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَۃِ یَکْفِی الثَّمَانِیَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے سنا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ کھانا ایک شخص کا کفایت کرتا ہے دو کو اور دو کا کفایت کرتا ہے چار کو اور چار کا کفایت کرتا ہے آٹھ کو نقل کی یہ مسلم نے ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ مسلمان بہ نسبت کافر کے کھانا کم کھاتا ہے پس کم کھانا گویا نشانی اسلام کی ہے اسی وجہ سے طبیبون اور بزرگون نے بھی کم کھانے کو پسند کیا اور بہتر جانا ہے اور بہت کھانے والون کی مذمت وہجو کی ہے پس مناسب ہے کہ ابتدا ہی سے بچے کو عادت کم کھانے کی ڈالین تاکہ وہ ہمیشہ کم خوراک رہے۔

فصل ۲ اس امر کے بیان مین کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکھے

ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنے مقدور کے موافق ایک دو عورتین ایسی ہوشیار سلیقہ شعار بچے پر مقرر کرین کہ ہر وقت اوس کا خیال رکھین اور مونہہ ہاتھہ وغیرہ دھلاتی رہین اور کپڑے بھی جلد جلد بدل دیا کرین کہ بچہ صاف ستھرا اور طبیعت بھی

اوسکی سبک رہے اور کوئی اوس سے نفرت نکرے رکھنے والے کو چاہیئے
کہ ہر وقت بچے کے مزاج یعنی سردی گرمی وغیرہ کا دہیان رکھے اور موسم کے
مناسب بچے کو لباس پہناوے یعنی ہوا اور سردی کے وقت گرم کپڑا
مثل الخالق ٹوپ وغیرہ کے اور گرمی کے وقت اکہرا اور ہلکا لباس اور یہ بھی
لازم ہے کہ ہر وقت بچے کے ہمراہ رہے جب وہ کھیل کود مین مصروف
ہو تو نہایت اوسکا دہیان رکھے اور اوسکو بہت دوڑنے کودنے نہ دے
اور بلند مکان پر لیجا کر نہ کھلاوے تاکہ گرنے پڑنے سے محفوظ رہے۔ شریف
کے بچون کے ساتھ کھلاوے رذیلون کمینون کی اولاد کے ساتھ کھیلنے نہ دے
اور کھیلتے وقت اوسکے نزدیک بہت مجمع بھی نہ ہونے دے گلیون اور
سڑکون پر نہ کھلاوے گھر ہی مین کھلاوے بازار وغیرہ مین بھی اوسکو مٹے نہ
بھرے بلکہ جب خود کہین جائے تو بچے کو اوسکے مان باپ پاس چھوڑ
جاوے پھر آکر اپنے بچے کے پاس موجود ہو جاوے اور اوسکی ہر بات اور
حرکات کو دیکھتا رہے جو حرکت اوسکی بیہودہ دیکھے اوس سے روک دے
نہ کرنے دے اور جو بات اوسکی اچھی دیکھے اوسپر شاباشی دے کہ بچے کا دل
خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکھکے ہمیشہ اچھی باتین اور نیک افعال کرتا
رہے غرضکہ بچے کو ہر وقت اوسکے موقع پر آداب اور قاعدے اوٹھنے
بیٹھنے کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے چیخنے کھانسنے گفتگو وغیرہ

کے بتاتا اور سمجھاتا رہے یعنی جب بچہ اپنے ہاتھ سے کھانے پینے لگے تو
کھانے سے پہلے بچے کو ہاتھ دھونا سکھاوے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنا
اور دہنے ہاتھ سے چھوٹا نوالہ کھانے کی عادت ڈالے اور جب تک اچھی طرح سے
ایک لقمہ نہ چبالے دوسرا نوالہ نہ کھانے دے اور کھانے مین بہت باتین نکرنے
دے اور ادہر ادہر بھی نہ دیکھنے دے اپنے آگے سے کھانے کی عادت ڈالین
برتن کے ہرطرف سے نہ کھانے دے اور نوالہ اس طرح سے بنوا دے کہ چانول
وغیرہ نہ پھیلین اور بچے کا مونہہ ہاتھ بھی نہ بھرے اور کوئی ایسی بات کہ جسکے
دیکھنے سے لوگون کو نفرت ہو نکرنے دے بعد کھانے کے بچے کا مونہہ ہاتھ کلی
وغیرہ سے خوب صاف کرکے دہلا دیا کرے اور کھانا اوس کے وقت پر
کھلاوے بار بار کھانے کی عادت نہ ڈالے یعنی جو وقت اوسکے کھانے کا
معین ہو اوسی وقت کھلاوے اور یہ بھی لازم ہے کہ بغیر مانگے زبردستی یا نیند
سے جگا کر اوسکو نہ کھلاوے اسی طرح اگر بچہ بھوکا سو رہا ہو اور آدہی پچھلی رات
کو اوٹھکر کھانا مانگے تو اوس وقت بھی ہرگز نہ دے اور بہلاوے غرضکہ جو چیز بچے
کو کھلاوے وقت پر اور تھوڑی سی کھلاوے ثقیل اور قابض اور سرد چیز نہ
کھلاوے اور اگر ایسی چیزون کے کھانے پر ضد کرے تو اوس کی مان سے اطلاع
کردے بغیر اجازت اوسکی مان وغیرہ کے کوئی چیز نہ کھلاوے۔ اور بچے کو
ہرجگہہ کھانے کی بھی خو نہ ڈالے کہ جہان چاہے جاکر کھالیوے اپنے ہی گھر کھانیکی

عادت ڈالے اگر نانی دادی خالہ پھوپی یا کسی ایسے ہی عزیز کے گھر کھایا پیا
تو مضائقہ نہین اگر کسی غیر کے گھر جاوے اور وہ اوسکو کوئی چیز کھانے پینے
کی دیوے تو رکھنے والے کو چاہیے کہ اوسکو اپنے گھر لاکر اوسکے بزرگ کے روبرو
رکھدیوے بالا بالا بچے کو نہ دکھلاوے اور یہ بھی لازم ہے کہ بچے کو سوائے
اوس کے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کے اور کسی سے مانگنے کی عادت
نہ ڈالے اسی طرح بچے سے بھی کوئی چیز کسی کو بغیر اجازت اوسکے ماں باپ یا
کسی بزرگ کے نہ دلواوے اور نہ آپ لیوے اور اوسکو کسی جگہہ بغیر اجازت
ماں باپ کے نہ لیجاوے اگرچہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو جہان اونکا حکم ہو وہان
لیجاوے اور کوئی چیز کھانے پینے کی بھی بازار سے خرید کر نہ کھلاوے اتفاقاً اگر کچھہ
خرید کر لاوے تو اوسکے بزرگ کے روبرو رکھدیوے آپ خود نہ کھلاوے کیونکہ
اس طرح کے کھلانے سے بچہ چٹورا ہو جاتا ہے اور رکھنی والی کو یہ بھی چاہیئے کہ جب
بچہ بولنے بات کرنے لگے تو اوسکی تعلیم و تربیت مین کوشش کرے اور اوسکے
سب حرکات و سکنات پر اچھی طرح سے خیال اور دھیان رکھے جو حرکت اوسکی
خراب شرع شریف یا شرفا کی وضع خواہ عرف کے خلاف دیکھے فوراً اوس سے روک
دے اور جو نہ مانے تو پہر اوس کو تنبیہ اور ڈانٹ سے روکے اور جو پہر بھی نہ مانے
تو اوسکے بزرگ کو اطلاع اور خبر کردے اور جب کوئی بات بچے کی اچھی دیکھے تو
اوسکو آفرین اور شاباشی دے اور اوسکے بزرگ کو بھی اطلاع کردے تاکہ وہ بھی

اوسکی اچھی باتون پر خوش ہوکر اوسکو آفرین و پیار کرے تاکہ بچے کا دل خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکھکے ہمیشہ اچھی باتین اور نیک کام کرتا رہے کہ آخر کو نیک سیرت اور لائق ہوجاوے - اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو خوشامد کرنیوالون سے علیحدہ رکھے اور کسیکو اوسکی خوشامد نکرنے دے اور حتی المقدور اوسکو نالائق لڑکون کی صحبت سے بچاوے اور بوڑھون مین کھیلنے کی عادت ڈالے حاصل یہ کہ ہر موقع محل پر بچے کو اچھے آداب اور قاعدے سکھاتا اور بُری باتون سے روکتا رہے یعنی جب بچہ باتین کرنے لگے تو اوسکو ہر بات کی تعلیم اور تربیت کرتا رہے جیسے چھینکنے کے وقت الحمد للہ کہنا اور کھانسنے کے وقت مونہہ پر ہاتھہ رکھنا یا مونہہ پھیر کر کھانسنا بتادے اور جمائی کے وقت مونہہ پر ہاتھہ رکھنا سکھادے اور عادت سلام اور مزاج پرسی کی بھی ڈالے تاکہ جب کسی کے پاس جاوے اور ملے تو اوسکو سلام کرے اور مزاج پوچھے کہ دعا پاوے گالی بکنے اور کوسنے لعنت کرنے اور جھوٹ بولنے غیبت کرنے اور قسم کھانے وغیرہ سے روکتا رہے اور بہت باتین بھی بچے کو نکرنے دے اور دوسرے کی بات مین بھی اوس کو دخل نہ دینے دے اور بہت لاڈ اور پیار بھی نکرے کیونکہ بچہ اس سے خراب اور ابتر ہوجاتا ہے پر آیندہ کو تربیت اوسکی مشکل و دشوار ہوجاتی ہے -

فصل بچون کے لباس وغیرہ کے بیان مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ بچون کو بہت باریک کپڑے نہ پہناوین کہ اس سے سردی

کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اسلئے کہ سردی اونکو جلد اثر کرتی ہے اور طرح
طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین پس لازم ہے کہ بچے کے سر اور سینے کو اکثر
گرم کپڑے سے ڈھکا رکھین خصوصًا جاڑے اور برسات مین کنٹوپ یا
نیمہ آستین یا الخالق وغیرہ ضرور پہنائے رہین تاکہ ظاہر کی سردی کے ضرر سے
محفوظ رہے جو کہ چھوٹے بچون کے کپڑے اکثر دودھ وغیرہ ڈالنے سے جلد میلے
کچیلے ہوجاتے ہین اور اونمین بدبو آنے لگتی ہے کہ جس سے لینے اور رکھنے
والون کو نفرت معلوم ہوتی ہے اور اوسکی طبیعت بھی بسبب کثافت کے
سست رہتی ہے بلکہ اکثر اسی وجہ سے بیمار اور دُبلا ہوجاتا ہے اس واسطے
لازم ہے کہ جب اوسکے کپڑے میلے دیکھین تو منہ ہاتھ پانون دہلا کر بدل دیا
کرین اور تنگ کپڑے بھی نہ پہنایا کرین کیونکہ اس سے بچے کو تکلیف ہوتی
ہے اور سوائے اسکے جلد پھٹ جاتے ہین اور بہت گوٹا کناری کے بھی نہ
پہناوین عید بقرعید شادی مہمانی وغیرہ مین ایسے کپڑے پہنانیکا مضایقہ
نہین لیکن گھر مین اکثر بچے کو سادہ ہی لباس پہناوین تاکہ اوس کے بدن
مین نہ چبھے اور دُھلنے مین بھی حرج اور دقت نہ ہو اور یہ بھی خیال رکھنا ضرور ہے
کہ خلاف شرع نہو یعنی لڑکون کو نرا ریشمی کپڑا اور رنگون مین سُرخ شہاب یعنی
کسم اور زرد زعفران کا نہ پہناوین اسلئے کہ شرع شریف مین ایسا لباس
مرد کو پہننا حرام اور منع ہے اور پہنانیوالا اس کا گنہگار پس ایسے خلاف شرع

کپڑے پہنانے مین کہ مان باپ گنہگار رہون اور بچے کو لڑکپن کے سبب سے
کچھہ حظ بہی نہو سوائے نافرمانی خدا اور رسول کے کچھہ حاصل نہین بلکہ محض گناہ
مین گرفتار رہو کر مواخذے مین پڑنا ہے اس زمانے مین تو کیسے کیسے عمدہ
شرعی کپڑے سن اور سوت کے آتے ہین کہ ریشمی کو بہی شرماتے ہین انمین سے
جو پسند ہون لڑکے کو پہنا دین اور لڑکی کے واسطے کسی طرح کے لباس کی
ممانعت نہین ہے اوسکو ہر طرح کا کپڑا جو ساتر ہو پہننا درست ہے ریشمی ہو یا
سوتی کسم کا رنگا ہو یا زعفران کا مگر مردانہ لباس عورت کو پہنانا نچاہیئے مثلاً لڑکی
کے پگڑی نہ باندہین انگرکھا یا ایسا پائجامہ کہ جس سے ٹخنا کہلا رہے نہ پہناوین
ایسا ہی لڑکے کو زنانہ لباس جیسے اوڑہنی یا چوڑیدار پائجامہ وغیرہ
کہ جس سے مشابہت عورتون کے ساتھ ہوتی ہو نہ پہناوین اس لئے کہ مرد
کو عورت کی مشابہت سے اور عورت کو مرد کی مشابہت سے حدیث شریف مین
نہی آئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگون کو ملعون
فرمایا ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّہِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ
بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّہَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے یا لعنت کرے مشابہت کرنے والے
مردون کو عورتون کے ساتھ اور عورتون مشابہت کرنے والیونکو ساتھہ مردون کے

پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کو بات چیت لباس وغیرہ مین ایک دوسرے
کی مشابہت نکرنی چاہیے سو مرد کے لئے ٹخنے سے نیچا پائجامہ پہننے مین ایک تو
عورتون کی مشابہت ہے اور یہ مشابہت حرام ہے دوسری حدیث شریف مین
اس سے صاف نہی وارد ہوئی ہے جیساکہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ
الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَھُوَ فِی النَّارِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
چیز ٹخنون سے نیچے ہو یعنی تہمد وغیرہ وہ آگ مین ہے اس سے معلوم ہوا کہ کچھ
پائجامے کی خصوصیت نہین ہے بلکہ انگرکھا کرتہ چوغا جبہ وغیرہ جو ٹخنے سے
نیچے ہو اوس کا بھی یہی حکم ہے اور لڑکے کو سونے کا کوئی زیور نہ پہنا دین۔
کیونکہ سونا مرد کے واسطے قطعی حرام ہے یہان تک کہ ملمع کا بھی حکم نہین ہے
البتہ چاندی اور جواہر موتی وغیرہ مرد کو پہنا درست ہے لیکن اس کا پہنانا بھی لڑکے
کو کچھ ضرور نہین ایسا ہی اگر جی چاہے تو ایک آدہ کنٹھا موتی کا گلے مین باندہ دین
ورنہ خیر سوائے اس کے بچون کو بہت سا زیور پہنانے مین کئی نقصان ہین ایک
یہ کہ وہ بچپن کی وجہ سے اپنی چیز کی احتیاط نہین کر سکتے کھیل کود مین بیہوشی
کے سبب سے ہر ایک چیز گر جاتی ہے کہ جس کا اتا پتا بھی نہین لگتا مفت مین
نقصان ہوتا ہے دوسرے جو بچے بازار وغیرہ مین کھیلتے ہین اون کو اکثر بدمعاش
دم دلاسے سے گلی کوچے مین لیجا کر جان سے مار ڈالتے ہین اور تمام زیور وغیرہ

اوتار لیتے ہین پس آمین جان اور مال دونون کا نقصان ہے تیسرے بہت بناؤ
سے امرد بن بیا ہے بالغ لڑکے کو اندیشہ ہر طرح کے فساد کا ہوتا ہے اسواسطے
لازم ہے کہ بچون کو بہت زیب و زینت سے نرکھین اسقدر کافی ہے کہ آٹھوین
روز اونکو نہلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا دیا کرین اور جس لڑکی کے سر پر بال ہون
تو خشک ہونے کے بعد اوس کے سر مین تیل ڈالدین پھر کنگھی کر کے چوٹی وغیرہ
باندہ دیا کرین اور دو ایک زیور کان گلے ہاتھ پانون مین پہنا دین زیادہ نہ پہناوین
اور ہر روز مونہہ ہاتھ بچون کا دھلا دیا کرین منجن اور مسواک کی بھی عادت
ڈالین کہ اس سے مونہہ کی بدبو جو کھانے پینے سے ہو جاتی ہے جاتی رہے
علاوہ اسکے ہمیشہ منجن ملنے اور مسواک کرنے سے دانت بھی صاف اور
چمکدار اور مضبوط رہتے ہین سواے اسکے مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی
کا باعث ہے جیساکہ امام شافعی اور امام احمد اور دارمی اور نسائی نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اَلسِّوَاکُ مُطَھِّرَۃٌ لِلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ مسواک سبب ہے مونہہ کی پاکی کا اور سبب ہے اللہ کی رضامندی کا اسکے
سوا اور بہت حدیثون مین مسواک کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے پس ہر روز
صبح کو ضرور ایسا ہی کیا کرین تاکہ اونکو ہمیشہ عادت صفائی اور طہارت کی رہے
صاف ستھرے رہنے والون کو اللہ تعالے بھی دوست رکھتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۔

فصل بچون کو گفتگو وغیرہ سکھانیکے طریقے مین

مان باپ کو چاہیئے کہ جب بچہ قابل بولنے کے ہو تو اوسکو شروع ہی سے عمدہ عمدہ باتین اور اچھے اچھے قاعدے اخلاق و آداب تعظیم و تکریم کے سکھاوین اور خوش خلقی اور نرم زبان سے بات کرنے کی تعلیم کرین ہرگز سخت زبانی سے کلام نکرنے دین نرمی سے سب کام بنتے ہین سختی سے سب امور بگڑتے ہین حدیث شریف مین نرمی کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ مسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے اور جب اوسکی زبان اچھی طرح کھل جاوے تو اوسکو نود و نہ نام یعنی اسمائے حسنیٰ اور چہل حدیث اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھاوین اور چھوٹی چھوٹی دعائین ضروری کھانے پینے سونے وغیرہ کی بھی بچے کو یاد کراوین اور اسی طرح اور بھی آداب اوٹھنے بیٹھنے سونے راہ چلنے کھانے چھینکنے جمائی لینے کسی سے ملنے بات کرنے وغیرہ کے سکھاتے رہین جیسے اپنے چھینکنے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[۲] کہنا اور جو کوئی چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو اوسکے

---

[۱] یعنی بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والون کو اور چاہتا ہے پاک صاف رہنے والون کو ۱۲

[۲] یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۱۲

جواب مین یرحمکم اللہ کہنا اور اسکے جواب مین یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہنا
سکھاوین جیساکہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ
ولیقل اخوہ او صاحبہ یرحمک اللہ فاذا قال لہ یرحمک اللہ فلیقل
یھدیکم اللہ ویصلح بالکم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جب چھینکے ایک تم مین کا تو چاہیئے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیئے کہ کہے بھائی
مسلمان اوسکا یا فرمایا یار اوسکا یرحمک اللہ پس جبکہ کہے اوسکو یرحمک اللہ تو اسکو
چاہیئے کہ کہے ہدایت کرے تم کو اللہ اور درست کرے تمہارے دل یا تمہارا احوال
اور جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھہ رکھنا سکھاوین جیساکہ مسلم نے ابوسعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم قال اذا تثاءب احدکم فلیمسک بیدہ علی فمہ
فان الشیطان یدخل یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جبکہ جمائی لے ایک تمہارا تو چاہیئے کہ اپنا ہاتھہ مونہہ پر رکھے اس لئے کہ شیطان
داخل ہوتا ہے اور کھانے کے وقت مونہہ سیپر کر یا مونہہ پر ہاتھہ رکھکر کھانا
سکھاوین اور ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا اور مزاج پوچھنا بتاوین تاکہ
جب بچہ کسی سے ملے تو اوس سے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے اور مزاج پوچھے

لہ یعنی اللہ تعالیٰ تیرپر رحم کرے ۱۲ - ۲ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت کرے اور تمہاری دل کی اصلاح فرماوے ۱۲

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی یہ عادت تھی کہ جب ملتے
تو پہلے سلام پہر مصافحہ کرتے تھے جیساکہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ
الْکَلَامِ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ مُنْکَرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام
پہلے کلام کے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے قتادہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَکَانَتِ الْمُصَافَحَۃُ فِیْ اَصْحَابِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ یعنی قتادہ کہتے ہین مینے انس سے کہا
کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مصافحہ تہا کہا ہان اور جب
بچے کو کسی محفل مین لیجانے کا اتفاق ہو تو اوسکو چپ بیٹھنے کی تاکید کرین۔
بہت بات نکرنے دین اوسی سے کوئی بات کرے تو اوسکو معقول جواب
دے نہین تو خاموش بیٹھا رہے چپ رہنے مین سب برائیون سے نجات ہے
جیساکہ احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص چپ رہا یعنی بُری بات
سے وہ بچ گیا یعنی دنیا و آخرت کی بلاؤن سے اسکے سوا اور بہت حدیثین خاموشی
کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین چنانچہ اسی باب کی ایک حدیث آیندہ مذکور
ہوگی اور بچے کو کسیکی بات مین بہی نہ بولنے دین جیسے اکثر بچون کی عادت

ہوتی ہے کہ ہر ایک کی بات کاٹکر بیچ مین خود بول اوٹھتے ہین اور دخل در معقولات دیکے بے سمجھے بوڑھون کے مطلب کو فوت کر دیتے ہین ایسی حرکت سے بچون کو روکنا ضرور ہے۔ گالی دینے اور کوسنے لعنت کرنے جھوٹ بولنے سے بھی ہمیشہ ڈانٹتے رہین اسلئے کہ یہ سب باتین کمینون کی ہین شریفون کی نہین ہین اور شرعًا بھی گناہ مین داخل ہین بخاری و مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بُرا کہنا مسلمان کا فسق ہے اور اوسکا مارڈالنا کفر ہے مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللَّعَّانِیْنَ لَا یَکُوْنُوْنَ شُھَدَآءَ وَلَا شُفَعَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ابوالدرداء کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے بیشک بہت لعنت کرنے والے گواہی دینے والے اور شفاعت کرنے والے نہونگے اور جھوٹ بولنا ایسی بُری بات ہے کہ جس سے فرشتے میل بھر بھاگ جاتے ہین جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو دور ہو جاتے ہین اوس سے فرشتے یعنی محافظت

کرنے والے کو اس بہر لسبب بد بو اوس چیز کے جسکو بندہ لایا یعنی جھوٹ اسکے
سوا اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن خیانت و جھوٹ پر پیدا نہین کیا
جاتا بعض مین یون ہے کہ مومن ممکن ہے کہ بخیل ہو مگر جھوٹا نہین ہوتا پس ان
سب سے معلوم ہوا کہ جھوٹ نہایت ہی ناپاک چیز ہے بچے پر خوب تاکید
رکھین کہ جھوٹ نہ بولنے پاوے اسی طرح سچی بات پر بھی قسم کھانے سے
ممانعت کرتے رہین کیونکہ اگر بچہ ہر وقت قسم کھاتا رہے گا تو بغیر خیال سچ اور
جھوٹ کے قسم کھا بیٹھے گا اور جھوٹ پر قسم کھانے کا نہایت ہی گناہ ہے
سوائے اسکے ہر وقت قسم کھانے سے آدمی بے اعتبار ہو جاتا ہے اور
قرآن شریف مین بھی بار بار قسم کھانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اس آیت
سے ثابت ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ یعنی مت ٹھیراؤ اللہ کو نشانہ
قسمون کا اور اللہ پاک کی ذات کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کھانے
دین کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک مین داخل ہے جیسا کہ ترمذی نے ابن
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ یعنی ابن عمرؓ کہتے
ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے جس نے
قسم کھائی سوا اللہ کے اوسنے شرک کیا اور شرک سے ایمان جاتا رہتا ہے
کہ بغیر توبہ کے پھر امید بخشش کی نہین پس مان باپ کو لازم ہے کہ بچون کو

ہر ایک بُری بات سے روکتے اور ڈانٹتے رہین تاکہ وہ کسی برے کلام
کے عادی نہ ہوجاوین کہ پھر چھوٹنا اوس کا مشکل ہو بلکہ جہانتک ہو سکے
خاموش رہنے کی عادت ڈالین بہت بکواس نہ کرنے دین اسلیئے کہ چپ
رہنے مین دونون جہان کے فائدے ہین دنیا مین تو ہر طرح کی آفتون سے
بچے گا اور آخرت مین جنت ملیگی جیساکہ بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ
یَّضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنی فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ضامن ہو میرے لئے اوس
چیز کا جو اُسکی دونو ڈاڑھون کے بیچ مین ہے یعنی زبان اور اوس چیز کا جو اوسکے
دونون پانون کے درمیان مین ہے یعنی شرمگاہ تو مین ضامن ہون اوسکے
لیئے بہشت کا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محفوظ رکھے اپنی زبان کو اون
گناہون سے جو اوس سے متعلق ہین اور شرمگاہ کو اون گناہون سے
جو خاص اوس سے متعلق ہین تو وہ انشاء اللہ تعالی ضرور بہشتی ہوگا۔
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے واسطے
وعدہ جنت کے ضامن ہونیکا فرمایا ہے جو کہ بچپن مین تعلیم بہت جلد اثر
کرتی ہے اسلیئے کہ بچے کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جیسا نقش چاہو اوسپر
منقش ہوسکتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ گیلی لکڑی خوب جھکتی ہے سوکھی

ٹوٹ جاتی ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ ابتدا ہی سے اپنی اولاد
کو اچھی باتین اور عمدہ خصلتین سکھاتے رہین اور بُرے کامون کی بُرائی اور مذمت
کرتے اور اوسکی سزا سے ڈراتے رہین تاکہ بچے کے دل مین بد کامون کی
بُرائی اور اون کی سزا کا ڈر بیٹھ جاوے پھر ہمیشہ بُرے کامون سے بچتا رہے
بچہ سمجھکر درگزر نکرین اس لئے کہ ایسی ناز برداری آخر کو باعثِ بگاڑ کا ہوتی
ہے تعلیم اور تربیت بچون کے مان باپ پر واجب ہے اسکا بہت خیال
رکھنا چاہیئے کہ بچہ خراب نہونے پاوے کیونکہ اوسکی ابتری مین مان باپ
اور بچے دونون کا نقصان اور دارین کی خرابی ہے یعنی دنیا مین اولاد کی ابتری
سے مان باپ بدنام ہوتے ہین اور بچے کو بھی اوسکی بداطواری اور بیہودگی سے
ہر طرح کی تکلیف اور ذلت پہونچتی ہے کہ جس سے مان باپ کو بھی صدمہ اور
رنج ہوتا ہے اور آخرت مین بھی دونون سے پوچھہ ہوگی اولاد اپنی بدافعالی کے
باعث سے مواخذے مین گرفتار رہوگی اور مان باپ اپنی بے تعلیمی کی وجہ سے
اسلیئے کہ بچے کی تعلیم اور تربیت کا حق مان باپ ہی پر ہے پس اونکو چاہیئے کہ
اپنی اولاد کو ہمیشہ اچھی اور نیک تعلیم کرتے رہین اور اسکی تربیت کا ہر وقت
دھیان اور خیال رکھین تاکہ اولاد اور مان باپ دونون کو ثواب دارین حاصل
ہو اور مواخذۂ اُخروی سے نجات پاوین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

باب ششم

فصل بچون کی بیماریون اور علاج کے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ بچون کو یہ امراض بہت ہوتے ہین جیسے آنکھہ دکھنا پیٹ پھولنا دانت اور چیچک نکلنا کہ اس سے کوئی بچہ بچتا نہین اور اکثر اونکے علاج کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے کہ دوا کرنا سنت[1] ہے پس تھوڑا سا حال اون کی حفاظت اور احتیاط اور علاج کا اس جگہہ لکھا جاتا ہے تاکہ اوس کے موافق عمل کرین پس جب بچے کے مسوڑہے پھولے معلوم ہون اور اپنے ہاتھہ کو یا اور کسی چیز کو مونہہ مین لیکر دبانے لگے تو ملٹھی یا ہاتھی دانت کی چُسنی بنا کر بچے کو دین کہ وہ اوسکو دبایا کرے تاکہ رال مونہہ کی بہ جاوے اور شہد مین سوہاگا بُھنا ہوا ملا کے بچے کے مسوڑہون مین دو ایک بار دن بھر مین مَلا کرین اور اُسکے تالو مین چنبیلی یا تلی کے تیل سے مالش کیا کرین کہ تالو چکنا رہے خشکی نہ آنے پاوے ان سب سے دانت جلدی نکل آتے ہین اور تکلیف کم ہوتی ہے۔ اور جب

---

[1] اس لئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے جیساکہ ترمذی و ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے قال قالوا یارسول اللہ صلعم افنتداوی قال نعم یاعباد اللہ تداووا فان اللہ لم یضع داء الا وضع لہ شفاء غیر داء واحد الھوم یعنی اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم دوا کرین فرمایا اے اللہ کے بندو دوا کرو بیشک اللہ نے نہین رکھی کوئی بیماری مگر معین کی اوس کے لئے شفا سوائے ایک بیماری کے کہ وہ بڑھاپا ہے ۱۲۔

بچے کا پیٹ پھولا نظر آئے تو بیسن مین نمک ملا کے گرم گرم سہتا سہتا اوس کے
پیٹ پر ملین کہ نفخ زیاحی کو بہت مفید ہے اور اگر بچے کو قبض یا پیشاب کی کمی سے نفخ
ہوتا ہو تو چوہے کی مینگنی ایلوے مین ملی ہوئی گرم کرکے اوسکے پیٹ پر ضماد کرین
یہ واسطے دفع قبض اور اور ارہول کے بہت مفید ہوتا ہے اور اگر صابون کا شافہ
کرین تو یہ بہی رفع قبض کے لئے بہت فائدہ کرتا ہے اور اگر آنکھین دُکھنے
لگین تو یہ لیپ لگانا بہت مفید ہے آنبا ہلدی گھسکے اوسمین تہوڑی سی
پٹکری اور افیون ملا کر کنکنا کنکنا بچے کی آنکھون پر لگاوین اور یہ دوا بہی آنکھہ
مین لگانا بہت فائدہ کرتا ہے جست کا سفید اجسے پہول کہتے ہین کسیرے کے
پیالہ سے منگا کر کاسے کے برتن مین رکہکے تانبے کی چیز سے خوب گھسین
اور دو چار چہوٹی الائچیان اور دو ایک پتے نیبو کے بہی پیسکر اوسمین ملاوین اور
تینون چیزون کو اوسی کانسے کے برتن مین تانبے کی چیز سے خوب گھسین جب
خوب حل ہو جاوین تو اون کو کسی سنگین کپڑے مین چہان لین پہر کورا کاجل اون
دواؤن سے کچہہ زیادہ ملا کر آنکھہ دکھنے سے تین روز کے بعد آنکھون مین بہرین
جس روز سے دکھنا شروع ہون اوسی روز نہ لگاوین بلکہ کوئی دوا بغیر گذرنے
تین روز کے کبہی نہ لگاوین ترکیب اس دوا کے آنکھہ مین بھرنے کی یہ ہے
کہ آنکھہ آنے سے چوتھے روز جب بچہ رات کو سو رہے تو کوئی آدمی ہوشیار
اوسکی آنکھون کو اس طرح سے کہولے کہ دونو پپوٹے باہر نکل آوین پہر ان پپوٹون پر

ایک چٹکی اس دوا کی جھڑک کے اون دونون پپوٹون کو ملا دے اور اپنی ہتیلی
سے آنکھون کو آہستہ سے مل دے پھر بچے سے آنکھون کی کھول موندکرا دے
تاکہ گرم گرم پانی بہجاوے اور یہ بھی مفید ہے کہ جب آنکھہ دکھنے آوے
تو دو ایک رومال ہلدی مین رنگ لین اور اوسی رومال سے بچے کی جو
آنکھہ دکھتی ہو اوسے پونچھین اور نیب کی دھونی دینا بھی آنکھہ دکھنے مین
بہت مفید ہے اگر ورم زیادہ ہو تو نیب اور جھاؤ دونو ملا کر دھونی دین اور
دن مین دو تین بار دیا کرین اور انھین دونو چیزون کو پانی مین جوش دیکر اوس
پانی سے دکھتی ہوئی آنکھہ کو دھویا کرین یا سونف کے عرق سے دھوین نرے
سادے یا ٹھنڈے پانی سے نہ دھونا چاہیئے اور دکھتی آنکھہ کو ہوا اور روشنی
سے بچانا چاہیئے کھانے مین نمکین چیزون سے پرہیز سرد اور ترش اشیاء کے
استعمال سے اجتناب کرنا نہایت ضرور ہے اور جب بچے کو بخار آنے لگے
تو تین روز تک کچھہ دوا کھانے پینے کی ندیوین کیونکہ چیچک مین بھی اول بخار
آتا ہے اور اوسمین دوا کرنا مضر ہے اس واسطے مناسب ہے کہ پہلے تین روز تک
انتظار کرین اگر اسمین کچھہ آثار چیچک کے معلوم ہون تو پھر ہرگز کسی طرح کی دوا
کھانے پینے کی نکرین اللہ کے بھروسے پر چھوڑ دین ورنہ حکیم وغیرہ کی راے
سے علاج کرین - علامتین چیچک کی یہ ہین کہ اکثر غفلت کے ساتھ تپ
بہت شدید ہوتی ہے کسی وقت نہین اوترتی ناک بہت بہتی ہے چھینکین

بہی آتی ہین اور بچہ اس بخار مین اکثر چونک پڑتا ہے ہتیلیون مین سونگنے سے
بسا ہند معلوم ہوتی ہے اور بعضون کی حالت اس بخار مین مرگی وا لے کی سی ہوجاتی
ہے پہر جب سے دانے نظر آوین تو اول اوسکی آنکہہ اور جگر دل اور معدے
پر جسے عوام کوڑی کہتے ہین تہوڑا سا سرمہ پسا ہوا لگا وین تاکہ سرمہ ان جگہون
کے مواد کو تحلیل کردے پہر خاص ان مواضع مین چیچک نہ نکلے اور یہ اعضاے
رئیسہ و شریفہ اوس کی تکلیف سے محفوظ رہین - غذا مین کہڑی مسور کہلا وین
کہ یہ مادّے کو جلد کی طرف نکالدیتی ہے پہر دانے خوب اوبہر آوین گے اور
نمک کی چیزین کم دین کہ اس سے دانون مین کہجلی پڑجاتی ہے ہوا سے بہی احتیاط
رکہین سرد اور ترش چیزین ہرگز نہ کہلا وین کہ اس سے دانون کے بیٹہہ جانے کا
خوف ہے - روشنی سے بہی دور رکہین تاکہ اوسکی گرمی سے جو رطوبت جلد کے
نیچے ہے زیادہ تحلیل نہونے پاوے ورنہ بعد صحت کے داغ چیچک کے
نمایان رہین گے زائل نہونگے طبیب یہ بہی کہتے ہین کہ چیچک وا لے کے
پاس حائض عورت نہ آوے اور اوس کے قریب کسی چیز کا بگہار بہی نہ لگا وین
کیونکہ اوسکی بہاپ سے زخم چیچک کا خراب ہوجاتا ہے بلکہ اوس کے نزدیک
نیب کی دہنی کا رکہنا اور اوسکی ہوا دینا اچہا ہے غرضکہ چیچک وا لے کو جب سے
تب معلوم ہوتا صحت سواے احتیاط ظاہری کے جو اوپر لکہی گئی کوئی اور
دوا کہانے پینے کی نہ دین مگر جس کی چیچک مین کچہہ نقصان معلوم ہو یعنی دانے

اوبھرے ہوئے سنون یا دانون مین گڑھا پڑگیا ہو خواہ اون پر سیاہی آگئی ہو یا
پورا مادہ چیچک کا نہ اوبھرا ہو اوس وقت حکیم کی راے سے علاج کرنا ضرور ہے
چند دوائین چیچک کے اوبھار کی جو سننے مین آئی ہین لکھی جاتی ہین ولایتی انجبر
یا ورق طلا شہد مین ملاکر کھلانا دریائی ناریل خواہ اُدراج گسکر پلانا خاردار جو ہے
کے کانٹون کی دھونی دینا یہ سب دوائین مفید ہین اور چیچک کم نکلنے کے لئے
ہر سال جب تک کہ نہ نکلے اوسکی فصل سے پہلی گدّی اور ریڑہ پر جونکین لگانا مفید
ہے اونٹنی اور گھوڑی اور گدہی کا دودہ پلانا بھی چیچک کے کم نکلنے مین فائدہ بخشتا
ہے مگر گدہا مردار ہے اوس کا دودہ نہ پلاوین گھوڑا اونٹ حلال ہے اسمین کسی
قسم کا نقصان نہین ہے پانچ سات دانے بن بندہے موتی کے بچے کو نکلانا بھی
مفید ہین لیکن اِن سب چیزون کا ایک بار کھلانا کافی ہے ہر سال ضرور نہین مگر
جونکین ہر سال لگانا چاہئین اِن سب تدبیرون سے نشتر لگانا بازو پر جسے ہندی
مین ٹیکا لگانا کہتے ہین اور اوسکو انگریزون نے ایجاد کیا ہے دفع چیچک کیلئے
بہت مفید ہے بارہا تجربے مین آیا ہے کہ جس کے ٹیکا لگایا گیا اکثر اوس کے
چیچک نہین نکلی اگر نکلی بھی تو بہت کم نکلی اور زور بھی کم کیا پس ہر ایک کو لازم ہے
کہ اپنے بچون کی جانون پر رحم کرکے ضرور ضرور اون کے ٹیکا لگا دیا کرین تاکہ وہ
چیچک کی تکلیف سے بچین اور ٹیکا لگاتے وقت بچے کو کچھہ تکلیف نہین ہوتی
تیسرے روز البتہ کچھہ بخار ہو آتا ہے اور جو آثار چیچک کے اوپر بیان ہو چکے

وہ سب اسمین بہی نمودار ہوتے ہین لیکن چیچک کی تکلیف سے اسمین تکلیف
کم ہوتی ہے اور جتنے دنون مین بچہ چیچک سے فارغ ہوتا ہے اوتنے ہی روز
اسمین بہی گذرتے ہین اسکی احتیاط بہی اوسی کے موافق جس تفصیل سے
لکہی گئی کرنی چاہیئے صرف کہڑی مسور نہین کہلائی جاتی ہے مگر جب تک بچہ
دو مہینے کا نہو اوسکے ٹیکا نہ لگانے دین اور اس ٹیکے کا اثر سات برس
تک رہتا ہے یعنی اگر ایک برس کے بچے کو ٹیکا لگایا جاوے تو سات برس
تک پہر دوسرے کی حاجت نہین ہوتی اور یہ عمل ٹیکے کا بڑی ہی چیچک کو جو
بہت زور دیتی ہے فائدہ کرتا ہے اور کسی قسم کے واسطے مفید نہین یہانتک
تمام ہوا حال اُن امراض کا جو سب بچون کو ہوتے ہین اور کوئی اُنسے نہین بچتا

فصل اون امراض اور ادویات کے بیان مین جو بعض بچون کو ہوتے ہین

جاننا چاہیئے کہ اکثر امراض ایسے ہین کہ وہ سب بچون کو نہین ہوتے بعض کو
ہوتے ہین جیسے امّ الصبیان یا پسلی کا مرض جسکو بادلون کی بیماری بہی کہتے
ہین یا سوکہے کا مرض کہ جس سے بچہ دُبلا ہوتا جاتا ہے یا جموگے کی بیماری
کہ اسمین بچے کے جبڑے بند ہوجاتے ہین اور دودہ نہین پی سکتا اکثر ان امراض
مین بچے کا بچنا مشکل ہوجاتا ہے جو کہ یہ سب مرض اکثر ماں اور انا کی بے
احتیاطی کے سبب سے ہوتے ہین اس واسطے شرح انکی احتیاط اور ادویات

کی لکھنی ضرور ہوئی اب جاننا چاہیئے کہ اُمّ الصبیان کا مرض اکثر حمل مین سرد
اور ترش چیزین اور ہرن کا گوشت کھانے سے ہوجاتا ہے علاج اس کا بہت
مشکل ہے اگرچہ طب کی کتابون مین لکھا ہے کہ پیاز سونگھانا اور اوسکا عرق
تالو اور ہتیلیون مین ملنا اور کچھمکنی سونگھانا اور مور کے پر گھوڑے کے پر اسبند
ہلدی ان سب کو ملا کے دھونی دینا بہت مفید ہے اور لال کا خون بھی تالو
پر ملتے ہین اور کاجل بھی سونگھاتے ہین اور یہ بھی دیکھا ہے کہ اس مرض والے
کو دورے کے وقت گردن تک گرم پانی مین بٹھا دیتے ہین یعنی جتنے بار اس
مرض کا دورا ہو اوتنے ہی بار مریض کو ایسے گرم پانی مین بٹھانا چاہیئے کہ دیگ
کا پانی بہت ٹھنڈا نہ ہوگیا ہو کنکنے سے کچھہ زیادہ تیز ہو ہر دورے مین مریض
کو اوسمین بٹھاوین اور جب دورا موقوف ہو اوسکو دیگ سے نکال لین
مگر ان ترکیبون سے اوسی وقت فائدہ ہوجاتا ہے ہمیشہ کے لئے مرض کا
استیصال نہین ہوتا اس مرض والے کی بہت احتیاط رکھین آگ اور پانی
اور بلندی پر چڑھنے سے بچاوین اور بہت روشنی بھی اس مرض والے کے قریب
نرکھین اسلئے کہ اکثر ان چیزون سے اس مرض کا دورا ہوتا ہے تھاوٹ اور
ابر اور سردی مین دودھ پلانے والی کے سرد اور قابض چیزین اور چکنائی کھانے
سے بچے کو پسلی اور بادلون کی بیماری ہوجاتی ہے یہ مرض بھی سخت ہے علاج اسکا
اکثر گرم اور دست آور دواؤن سے ہوتا ہے جب تک اس مرض مین دست نہون

بچے کی طبیعت صاف نہین ہوتی ہے اس مرض کا علاج بہت ہی جلد
کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ بیماری طول نہین پکڑتی دو چار ہی پہر مین بچے کا کام
تمام ہو جاتا ہے اگر بہت ہی طول ہوا تو دو تین روز سے زیادہ نہین گذرتے
اگر تین روز سے زیادہ اس مرض مین دیر ہو جاوے تو کچھہ بچے کی زندگی کی
توقع بند ہجاتی ہے اسی لئے اس مرض کا طول پکڑنا خیر کی علامت ہے
اس بیماری کے لئے بہی دست آور دوا بہت مفید ہے اگرچہ اسمین بیر بہوٹی
بہی کہلاتے ہین - خرگوش کا خون بہی بچے کو پلاتے ہین اور ہرن کی ناف
مین جو ایک تاگا سا نکلتا ہے اوس کو گھسکر اس مرض والے کی پسلی پر جدہر
کی پسلی مین گڑہا پڑتا ہو ضماد کر دیتے ہین سوکے کی بیماری کے لئے کیکڑا کہلانا
مفید ہوتا ہے اور گھونگے کا کیڑا بہی گہی مین تل کر اس مرض والے کو کہلاتے
ہین پہچان اس مرض والے کی یہ ہے کہ لوین اوس کے کان کی ایسی سُن
ہو جاتی ہین کہ کتنا ہی زور سے دباؤ اوسکو کچھہ بہی محسوس نہین ہوتا کہ کیا چیز
دبائی جاتی ہے یہ مرض اکثر دوسرے سے لگجاتا ہے یعنی جس بچے کو یہ مرض
ہو اوس کا جوٹا کھانے یا بہاپ یا پسینا لگنے یا اس مرض والے کی مان
کا دودہ پینے سے دوسرے بچے کو بہی یہ مرض ہو جاتا ہے اسی لئے بچے کی
اس مرض سے بہت احتیاط رکہتے ہین یہان تک کہ بڑے بہی تو اس مرض والے
کی مان کے آنچل سے بہی بچے کو بچاتی ہین کہ وہ اوسکی سر اور بدن پر نہ پڑنے پاوے

اس لئے کہ یہ مرض اکثر مہلک ہوتا ہے اور علاج اس کا بہت ہی
مشکل ہے خدا ہی بچاتا ہے تو اس سے بچے کی جان بچتی ہے نہین تو خیر مگر شرع
شریف مین یہ اعتقاد بے اصل محض ہے ہرگز ایک کی بیماری دوسرے کو نہین
لگتی جیسا کہ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا ھَامَۃَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہین لگجاتی
ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ نوء ہے اور نہ صفر ہے نوء ایک ستارے کے غروب
دوسرے کے طلوع کو کہتے ہین عرب کا گمان تھا کہ مینہ اسی سبب سے برستا ہے
جیسے ہندو کہتے ہین کہ مینہ فلانے نچھتر سے برستا ہے ہامہ عرب کے گمان مین
یہ تھا کہ میت کی ہڈیون سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور اوڑتا پھرتا ہے صفر
کے مہینے مین عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ نزول بلا حوادث و آفات کا ہوتا ہے
اس کے سوا اور بہت اقوال ہین سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان
سب عقائد کو باطل فرمادیا پس ان عقائد سے ایمان جاتا رہتا ہے مسلمان
کو چاہیئے کہ ہرگز ایسا اعتقاد نکرے تاکہ ایمان جو راس المال مومن ہے سلامت
رہے حمبوگا وہ بیماری ہے جو چھٹی چلے کے اندر بچے کو ہوجاتی ہے اوس سے
جبڑے بند ہوجاتے ہین اور دودھ نہین پی سکتا ہے اوس کے لئے یہ علاج
بہت مجرب ہے کہ خرگوش کا لہو اوس بچے کے جبڑون پر ملین اور رتی بھر بچے کو

کہلا بہی دین ہینگ اور کائفل بہی جبڑون اور کنپٹیون پر ملتے ہین لیکن سُنا ہے کہ پہلا علاج اِس مرض کے واسطے زیادہ مفید ہے اکثر یہ بیماری سردی کے پہونچنے سے ہوجاتی ہے اسمین بہی بچہ کم بچتا ہے پس لازم ہے کہ چہوٹے بچے کی ہر طرح سے بہت احتیاط رکہین کیونکہ بچہ مثل پہول کے ہوتا ہے ذراسی بے پروائی سے ہاتہہ سے جاتا رہتا ہے پہر سوائے افسوس کے کچہہ ہاتہہ نہین آتا یہ علاج اگرچہ اس جگہہ لکہدئے گئے لیکن اول کسی حکیم طبیب سے یہ نسخے بیان کردین پہر اوس کی صلاح سے بچون کو دوا پلاوین تو بہت مناسب ہے، کیونکہ بچون کے مزاج تابع مزاج مان باپ کے ہوتے ہین اسلئے حکیم سے دریافت کرلینا بہت ضرور ہے۔

فصل بچون کی دوا کرنیکے طریقے مین

جاننا چاہیئے کہ بچے کو دودہ چہوڑانے کے بعد جلد جلد مسہل ندین چہٹے مہینے دینا کافی ہے پانچ برس تک یہی قاعدہ جاری رکہین بعد اسکے پہر بغیر ضرورت قوی کے مسہل ندین کیونکہ بہت مسہل دینے سے معدہ ضعیف ہوجاتا ہے جیسے بہت شوب سے کپڑا کم زور اور معدے کی کمزوری سے غذا کم ہضم ہوتی ہے کہ جس سے آدمی نہایت کم قوت رہتا ہے اور طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین پس لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو مسہل ندین ایسا ہی جہان تک ہوسکے فصد جونک پچنے وغیرہ کی بہی احتیاط رکہین بے شدید حاجت کے

ان مین سے کسی چیز کا استعمال نکرین خصوصًا بچپن اور ضعیفی مین فصد لینا
بہت ہی مضر ہے بلکہ طب کی کتابون مین تو پندرہ برس سے پہلے اور ساٹھ برس
کے بعد فصد لینے کو منع لکھا ہے مگر جونک وغیرہ کا ضرورت کے وقت چندان
مضائقہ نہین لیکن اس سے بہی جہانتک ممکن ہو بچتے رہین اور بغیر ضرورت قوی
کے نہ لگادین غرضکہ خون کے نکالنے مین نہایت احتیاط کرین کیونکہ انسان
کی قوت خون ہی پر موقوف ہے اور اسی قوت پر مدار زندگی کا ہے پس اسکا خیال
رکھنا بہت ضرور ہے تاکہ اعضاے رئیسہ یعنی دل ودماغ اور جگر مین ضعف
نہ آنے پاوے کیونکہ ان اعضا کے ضعف سے اکثر ایسے مہلک اور سخت
مرض پیدا ہوتے ہین کہ علاج اونکا دشوار ومشکل ہوتا ہے پھر امید زیست کی
نہین رہتی اور اعضائے رئیسہ کی قوت خون کی پیدایش مین منحصر ہے پس
جہان تک ممکن ہو خون کے نکالنے سے بہت بچین بیماری کے وقت کسی
سمجھدار ہوشیار حکیم کا علاج کرین جاہل اور عطائی کا معالجہ ہرگز نہ کرنا چاہیے
اس لئے کہ جاہل حکیم کے علاج مین ہر طرح کے ضرر اور نقصان کا اندیشہ بلکہ
جان تک کا خطرہ ہے اس واسطے کہ جب کسی عطائی کی دوا سے نقصان
پہونچتا ہے تو تجربہ کار حکیم سے بہی اوسکا سنبھال مشکل ہوتا ہے جاہل ناتجربہ کار
کی دوا کرنے پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ لگا تو تیر نہین تو تکا ہے اسی واسطے
بزرگون نے کہا ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم مُلّا خطرۂ ایمان - پس لازم ہے

کہ جب کسی طرح کے علاج کی ضرورت ہو تو عالم معمر ہوشیار طبیب کا علاج کرین ورنہ بقول بزرگون کے کہ پیش طبیب مرد پیش تجربہ کار بردکسی بڑے تجربہ کار کی دوا کرین اگرچہ بے پڑھا ہو علاج کے زمانے مین حکیم کے کہنے کے موافق دوا کرین اپنے راے کو دخل ندین اور پرہیز کا ضرور بندوبست رکھین کسی طرح کی بے احتیاطی اور بدپرہیزی نہونے دین اس لئے کہ بدپرہیزی سے دوا کا کچھہ نفع ظاہر نہ ہوگا بلکہ مرض مین زیادتی ہوگی اور بیماری کی ترقی سے آخر کو جان کے زیان کا خوف ہے پس پرہیز کو علاج پر بھی مقدم رکھین کیونکہ یہ بھی ایک بڑی دوا ہے کہ اکثر چھوٹی چھوٹی بیماریان جیسے زکام کھانسی وغیرہ نرے پرہیز ہی سے جاتے رہتے ہین کچھہ حاجت دوا کی نہین ہوتی پس مناسب ہے کہ ایسے مرضون کا علاج بھی نہ کرین اللہ ہی کے بھروسے پر چھوڑ دین لیکن اوس مرض کی مضر چیزون سے ضرور پرہیز رکھین اور بڑے مرضون کے لئے پرہیز کرنا آدھی دوا ہے جیساکہ کسی شاعر نے کہا ہے شعر

کہتے ہین پرہیز آدھی ہے دوا		ہے طرف پرہیزگارون کے خدا	

اگر ایسی ہی ضرورت دوا کی ہو تو پھر حکیم کی رائے کے موافق علاج کرین اور جو پرہیز بتادے اوسپر عمل کرین کس واسطے کہ بدپرہیزی سے بیماری کی زیادتی ہوتی ہے پھر کوئی دوا مرض کو نفع نہین کرتی اگرچہ ہونا وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے مگر بے احتیاطی کی وجہ سے مفت کی ندامت اور بدنامی حاصل ہوتی

ہے اور یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ پس کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی تھوڑی سی لذت کے واسطے مخلوق کی طعنہ زنی اوٹھاوے اور اپنے اوپر نادانی اور حماقت کا دھبّا لگادے۔

فصل اون عملون کے بیان مین کہ جنکا کرنا شرعًا منع ہے اور اون عملیات کی تفصیل ہین جن کا کرنا جائز ہے

جاننا چاہیئے کہ اکثر امور شرعیہ سے ناواقف عورتین اپنی اولاد کے واسطے گنڈے تعویذ جھاڑ پھونک مخالف شرع بہت کیا کرتی ہین اور ایسے واہیات عملون مین جو شرعًا منع ہین اور اون مین غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اپنا مال وایمان ضائع اور تباہ کرتی ہین جیسے شیخ فرید شکر گنج کے نام کی انٹی چیچک نہ نکلنے کے لئے بچون کے گلے مین ڈالنا یا کسی بیماری سے اچھے ہونے کے لئے شاہ عبدالحق مرحوم کے نام کا توشہ ماننا یا بخارمین فقیرون سے منکا لیکر بچون کے گلے مین باندہنا یا نظر دور ہونے کے لئے مرچین وغیرہ بچے کے سر سے اوتار کر چولہے مین جلانا یا آنکھہ دکھنے مین چھوت جھاڑنا غرضکہ ایسے ایسے واہی تباہی عمل اور ٹوٹکے اکثر اپنی حماقت سے کیا کرتی ہین جسمین دین ودنیا کا کچھہ فائدہ نہین بلکہ دونون جہان کا نقصان ہے بھلا غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک ناڑے کی آنٹی بچے کے گلے مین ڈالدی یا سات مرچین اور راستے سے پانون کے نیچے کی خاک لیکر اوسپر جھاڑو کے تنکے رکھکے بچے پر سے اوتار دے

یابان کی رسّی مین روئی لپیٹ کر گھی مین ڈبو کے آگ سے جلا کر اوسکی بوندین
تھالی بھر پانی مین ٹپکا دین تو اوس سے کیا مرض کا اثر جاتا رہے گا یا تین تبیان
زخم یا پھوڑے پر سے اوتار کر راہ مین پھینک دین اور خدا و رسول اور چاند
چاندنی کو اوس زخمی کا نام لیکر سونپ دین اور کسی شخص کو اوسپر گواہ اور شاہد
کرلین پس وہ گواہی یا وہ تبیان پھینکی ہوئی کیا زخم وغیرہ کو اچھا کر دینگی یا چاند
چاندنی اوس زخمی کو ہلاک نہونے دین گے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم موت سے کسیکو بچا لین گے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وفات
کئے ہوئے مدت تیرہ سو برس کی گذری آپ کو کیا معلوم کہ میری اُمت مین سے
کون بیمار ہے کون مجھکو پکارتا ہے کون جیتا ہے کون مرتا ہے بلکہ ایسے امور یعنی
جلانے اور مارنے مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زندگی مین بھی
کچھہ اختیار نہ تھا و رنہ آپکے صاحبزادے اور تین صاحبزادیان آپ کے سامنے
کیون وفات پاتین پس ایسے عملیات سے کہ جنمین کچھہ فائدہ نہو بلکہ اور ایمان
کا نقصان ہو بچنا ضرور ہے ہان وہ اعمال کرنے چاہئین جنمین کوئی خلاف
شرع بات نہو اور بہتر سے بہتر وہ ہین جو حدیث شریف سے ثابت ہین اسلئے کہ وہ
خاص رسولؐ خدا کے سکھائے ہوئے ہین جو خیر و برکت اون مین ہوگی وہ اور
اعمال مین ہرگز نہ ہوگی اس واسطے کہ خود آپ نے دوا و دعا کرنے کا حکم دیا ہے
جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت

کیا ہے قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَنَتَدَاوٰی قَالَ نَعَمْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ تَدَاوَوْا
فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ شِفَاءً غَیْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ اَلْھَرَمُ

یعنی اسامہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کرین آپ
نے فرمایا ہان اے اللہ کے بندو دوا کرو اس لئے کہ نہین رکھی اللہ نے کوئی بیماری
مگر مقرر کی اوسکے واسطے شفا سوا ایک بیماری کے کہ وہ بڑھاپا ہے اور ترمذی
نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک دعا نفع کرتی ہے اوس
چیز سے جو اوتری اور اوس چیز سے جو نہین اوتری پس لازم کرو اپنے اوپر اے
اللہ کے بندو دعا کو ان دونو حدیثون سے معلوم ہوا کہ دوا اور دعا کرنیکا خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بہت سی دوائین اور دعائین اپنی اُمت
مرحومہ کو تعلیم فرمائین چنانچہ حدیث کی کتابون مین موجود ہین اور اکثر کتابون کا اُردو
زبان مین ترجمہ بھی ہوگیا ہے ہر شخص اُردو خوان اون مین سے دیکھکر عمل کرسکتا ہے
اسلئے چند عملیات ایسے امراض کے کہ جن کے دفع کی انسان کو اکثر ضرورت
پڑتی ہے اور علماے ربانیین نے اونکو اپنی کتابون مین لکھا ہے اس فصل مین
لکھے جاتے ہین عمل حفظ اطفال کا جو شفاء العلیل مین لکھا ہے یہ ہے۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ

شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اس تعویذ کو لکھکر بچے کے گلے مین ڈالدین انشاء اللہ
تعالے ان کلمات کی برکت سے وہ ہر آسیب اور کیڑے کاٹنے اور نظر لگنے
سے محفوظ رہے گا چیچک کا عمل یہ ہے کہ جب بچے کو آثار چیچک کے معلوم ہون
تو کوئی شخص قرآن پڑہا ہوا نیلا ڈورا کچے سوت کا اپنے پاس رکھکر سورۂ رحمن
پڑہنا شروع کرے جب فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر پہونچے تو اوس ڈورے پر
دم کرکے ایک گرہ دے اور جتنی بار یہ آیت آوے اوتنی ہی گرہین اوس تاگے
مین لگاوے پہر اس سورت کے ختم ہونے کے بعد وہ تاگا بچے کے گلے مین باندہ
دے حق تعالیٰ اپنے فضل سے اوس مریض کو اس بیماری سے صحت دے گا۔
دوسرا عمل چیچک کا یہ ہے کہ جب چیچک کی فصل آوے تو کسی دن سورۂ بقر
ایک بار بچے کو پوری سنوادین اس طریقے سے کہ پڑہنے والا اور بچہ دونون نہارمنہ
ہون اور جو شخص زیادہ کہاتا ہو اوسکو کہانا کہلانے کے لئے بٹھاکر اڑہائی[1] پاؤ چانول
کا خشکا مع شکر اور دہی اور بقدر حاجت گھی کے اوس کے سامنے رکھدین جب سورت
پڑھنا شروع ہو تو وہ شخص کہانا شروع کرے اور پڑہنے والا اس طرح سے پڑہے کہ
الفاظ اوسکے اچھی طرح سمجھہ مین آوین اور بچے کو سننے کے واسطے اوس کے
پاس بٹھاوین پھر سورت کے ختم ہونے کے بعد بچے پر دم کردے انشاء اللہ تعالیٰ

[1] شاہجہانی سیر سے جو اسّی روپیہ کا ہوتا ہے ۱۲

اس عمل سے اوس برس چیچک نہ نکلے گی اگر نکلی بہی تو سہل اور آسان نکلے گی
کہ کسی طرح کا آسیب اور صدمہ نہ پہونچے گا نظر کا پہلا عمل اگر نظر لگانا اور نظر
لگانیوالا معلوم ہو تو اوسکا مونہہ اور دونون ہاتہہ پانون اور شرمگاہ دہلوادین
اور اوس پانی کو جس شخص پر نظر لگی ہو چھڑکدین انشاء اللہ تعالے اوسی دم وہ اچہا
ہوجاویگا۔ دوسرا عمل نظر کا جب نظر لگانیوالا معلوم ہو تو نظر لگاتے وقت یا
جس وقت خود اوسکا ذکر کرے اوس شخص کا نام لیکر پکارین انشاء اللہ تعالے
اثر نظر کا جاتا رہے گا اور یہ عمل سحر کے واسطے بہی مفید ہے یعنی اگر جادوگر معلوم
ہو تو اسی طرح اوس کا بہی نام لیکر پکارین اللہ چاہے تو سحر کا اثر جاتا رہے گا۔ تیسرا
عمل نظر کا یہ ہے کہ جب کسی پر نظر کا شبہ ہو اور نظر لگانے والا معلوم نہو تو چاہیئے کہ
ایک پاک تاگا تین ہاتہہ ناپ کر نظر زدہ کے پاس رکہدین اگر وہ بچہ ہو تو اوس
کی کہلائی وغیرہ کو دیدین تاکہ وہ اوس دہاگے کو بچے کے پاس رہنے دے پہر
کوئی شخص بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور سورہ فاتحہ کو تین تین بار پڑہکر ایک بار یہ
عربیت پڑہے جب لفظ فلان ابن فلان پر پہونچے تو بجاے اسکے نظر زدہ اور اوسکی
مان کا نام لے پہر سب عمل پورا کرکے نظر زدہ پر دم کرے اور اوس تاگے کو
دوسری بار ناپے اگر تین ہاتہہ سے زیادہ یا کم ہوجائے تو جانے کہ اس کو نظر لگی
ہے اوس وقت اس عمل کو پہر تین بار پڑہکر نظر زدہ پر دم کرے انشاء اللہ تعالی نظر
کا اثر دور ہوجاویگا اور اگر تاگا برابر رہے تو معلوم کرین کہ نظر نہین لگی پہر اس عمل کو

دوبارا پڑھنا ضرور نہیں عزیمت یہ ہے۔ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ
فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ
بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ
بِحَقِّ اِشْرَاهِيَا بَرَاهِيَا اَذُوْنِيَا اَصْبَاثُ اِلَّ شَدَّايْ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ
الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهَتْ بَهَتْ اِنْتَهَتْ يَا قَاطِعَ النَّجَا بِالَّذِيْ لَا يَقْوٰى
عَلَيْهِ اَرْضٌ وَّلَا سَمَاءٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا
اُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى فِي الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَّلَا فَانْتِ بَرِيْئَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْءٌ مِّنْكِ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ
بْنِ فُلَانَةَ بِاَلِفِ اَلِفٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ
لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ بِاَلِفِ اَلِفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا
الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا
وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

عمل مریض مایوس العلاج

مسحور زدہ اور
مریض مایوس العلاج کا عمل یعنی جسپر جادو کا اثر ہوا اور اوس بیمار کے لیئے کہ
اچھا نہ ہوتا ہو حکیم اوس کے علاج سے عاجز ہو گئے ہوں جینی کے سفید برتن

مین یہ اسم لکھین پھر پانی سے دھوکر چالیس روز تک پلاوین اسم یہ ہے یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ اس اسم کے بعد اگر سورۂ فاتحہ بھی لکھدین تو بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد فائدہ حاصل ہوگا دفع تپ کا عمل جسکو تپ آتی ہو اوسپر ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورۂ مجادلہ تین بار پڑھکر دم کردیا کرین انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہوجاویگی اور چھہ آیتین قرآن شریف کی جنکو آیات شفا کہتے ہین ہر مرض کے واسطے مفید ہوتی ہین یعنی جس مرض کے واسطے چاہے اون آیتون کو ایک چینی کے سفید برتن مین لکھکر مریض کو پلاوین انشاء اللہ تعالیٰ صحت پاویگا اور وہ آیتین یہ ہین وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّشِفَآءٌ پس یہی چھہ آیتین ہین جو ہر مرض کی دوا ہین جب آدمی بیمار ہو تو ان کو لکھوا کر ہر روز پی لیا کرے پانی مین پیے یا عرق مین یعنی اگر حکیم پانی نہ بتاوین تو عرق مین ان آیات کے برتن کو دھوکر پی لے اللہ چاہے تو صحت پاوے۔

آیات شفا

باب ہفتم

فصل اول منت اور نذر وغیرہ کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ اکثر جاہل جو اپنی اولاد کی بھلائی کے لئے انبیا اولیا صلحا کی نذرین

اور نیتین مانتے ہین سو خدا کے سوا کسی مخلوق سے نبی ہو یا ولی صالح[۵۱] ہو یا طالح کسی طرح
کی منت مراد مانگنا یا اوس کی نذر و نیاز کرنا اور اوس سے مدد چاہنا یا کرنے[۱۲] مین نفع
اور نہ کرنے مین ضرر سمجھنا محض شرک ہے بُرائی اور بھلائی کا مالک خدا کے سوا
کوئی نہین ہے لَا نَافِعَ وَلَا ضَارَّ[۵۲] اِلَّا هُوَ سے یہی مراد ہے اور انبیا علیہم السلام
کا اپنی اُمتون کو یہی ارشاد ہے جہال و عوام مین انواع و اقسام کی نذرین و نیتین
مشہور و متعارف ہین اون سب کا اس جگہہ بیان کرنا خالی تطویل سے نہین اسلئے
بطور مثال کے بعض پر کفایت کیجاتی ہے جیسے کوئی محرم مین فقیری پہنا کر امام حسین
رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتا ہے کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی مہندی
روشن کرکے اونکے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی سرور سلطان کی چھڑی کے نیچے
اپنے بچے کی سالگرہ کی گانٹھ لگاتا ہے اور اونکے نام کا روزہ رکھکر اوسی چھڑی کے
پاس شربت کا بھرا پیالہ رکھتا ہے پھر پڑھائی سے اونکی سوہیلی گوا کر اوس پیالے
مین پھول ڈالکر اوسی شربت سے اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور اوسی چھڑی کے پاس
بچے کو بٹھا کر بیڑا اونکے نام کا پہناتا ہے کوئی بچون کی بیماری کے وقت ولیون
کا سدرا مانتا ہے کہ جب یہ اچھا ہوگا تو ہم ٹوکرا سر پر رکھکے عورتون کا غول لیکر
ننگے پانون بنیون اور ولیون پیرون اور شہیدون کے نام لیکر گھر گھر بھیک مانگینگے
اور اوس بھیگ سے ان سب بزرگون کی نیاز کرینگے کوئی سفر کے وقت اپنے عزیز

---

[۵۱] نیک ۱۲ [۵۲] یعنی نہین ہے کوئی نفع دینے والا اور نہ ضرر پہونچانیوالا اللہ تعالے کے سوا ۱۲

کے بازو پر امام ضامن کا پیسہ خواہ روپیہ یا اشرفی باندھتا ہے اور اوس مسافر کو
امام ضامن کی ضمانت مین سونپتا ہے کوئی حاجت روائی کے واسطے مولیٰ مشکل کشا
علی کی منت کا دونا اوٹھاتا یا اون کا روزہ رکھتا ہے کوئی سید احمد کبیر کی گاے ذبح
کرتا ہے سو یہ سب باتین خلاف شرع اور کھلا ہوا شرک اور بے اصل محض ہین
ان سب کامون سے انسان کا ایمان جاتا رہتا ہے پھر دنیا مین ذلت قبر مین عذاب
قیامت مین مشرکون کا ساتھ جنت سے محروم دوزخ کا گندا ہوگا قرآن مجید
اور حدیث شریف سے خوب ثابت و متحقق ہے کہ مشرک کی بخشش نہ ہوگی اسلیئے
کہ شرک اکبر کبائر ہے اور گناہ اگرچہ آسمان بھر ہون اون کی بخشش کی اُمید ہے
مگر شرک بال برابر بھی معاف نہوگا شرک کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ کی صفات
کو مخلوق مین سمجھنا یا اوس کی تعظیم اور عبادت مین دوسرے کو شریک کرنا یا بندون کو
اپنے نفع وضرر کا مالک و مددگار جاننا یہ سب شرک مین داخل ہے پس ہر ایک کو
لازم ہے کہ جو کچھہ مانگے اپنے مالک ہی سے مانگے کونسا کام ہے جو خدا سے نہین
ہوتا اور مخلوق اوس کو کر سکتی ہے ذرا سوچو تو کہ جس کام اور مصیبت کے لئے
تم مخلوق کو پکارتے ہو وہ سب ایذا اور تکلیفین خود اولیا انبیا پر گذر چکی ہین مثلاً بیمار
ہونا اولاد نہ ہونا اولاد کا مرجانا محتاجی کا ہونا لڑائی مین شکست پانا اور وہ اون
تکلیفون کو دفع نہ کر سکے پس تمہاری مصیبت کو کیونکر دور کرین گے یہ خدا کو چھوڑ کر
اورون کے آگے التجا کرنا اور اپنے مالک حقیقی کو بھولنا اور اوس کی اطاعت سے

باہر ہونا کون عقلمندی ہے اوسی مالک سے کیون نہین مانگتے کہ جس کے نبی ولی سب محتاج ہین نظم

خدا فرما چکا قرآن کے اندر	مرے محتاج ہین پیر و پیمبر
نہین طاقت سوا میرے کسی مین	کہ کام آوے تمہاری بیکسی مین
جو خود محتاج ہووے دوسرا کیا	بھلا اوس سے مدد کا مانگنا کیا

پس خدا کے سوا کسی سے کچھہ نہ مانگے اوسی کی بندگی کرے اوسی سے مراد چاہے اپنا حاجت روا سمجھے اور کسی مخلوق کو ان باتون مین دخل ندے یعنی جب کوئی حاجت پیش آوے تو اللہ تعالیٰ ہی سے عرض کرے کہ تو ہماری اس حاجت کو برلا اور جب کسی طرح کی منت ماننا چاہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی منّت مانے مثلاً یون کہے کہ اگر میری حاجت برآئے گی تو اللہ کے واسطے اتنے روزے رکھونگا یا اس قدر نماز پڑہون گا یا اتنے مسکین کہلاؤنگا یا اتنے ننگون کو کپڑے پہناؤن گا یا کوئی مسجد بناؤن گا یا اتنا روپیہ خیرات کرون گا یا اتنے محتاجون کو حج کراؤن گا یا خود حج کرون گا پس ایسی نیتین سوا خدا کے اور کسی مخلوق کی نمانے اس لئے کہ ؎

وہ مالک ہے سب اوسکی آگی ناچار	نہین ہے کوئی اوسکے گھر کا مختار
وہ کیا ہے جو نہین ہوتا خدا سے	جسے تم مانگتے ہو اولیا سے
خبر قرآن مین ہے یہ محقق	نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق

خدا سے اور بزرگون سے بھی کہنا		یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا	
معاذ اللہ جسے اوس نے نہ بخشا		مقرر وہ جہنم مین پڑے گا	
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو		تو پھر تم منتین کیون مانتے ہو	
تمہین یہ طور بد کس نے سکھایا		محمدؐ نے کہان ہے یہ بتایا	

بھلا بتاؤ تو کون سی حدیث مین مخلوق سے مدد مانگنے کا حکم آیا ہے کہ جس کی پیروی تم کرتے ہو اور موحدون کو بزرگون کا منکر بتاتے ہو تم خود تو شیطان کی پیروی کرتے ہو اور ہم کو دشمن بزرگون کا بتاتے ہو حالانکہ تم خود دشمن یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہو اسلئے کہ جو امر قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت نہو اور کوئی اپنے دل سے ایجاد کرلے وہی راہ شیطان ملعون کی ہے اوسی سے انسان دوزخ کا مستحق ہوتا ہے اور خدا کا غصہ اوسپر نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیون کو اسی واسطے بھیجا ہے کہ وہ اوسکی رضامندی کی راہ لوگون کو بتاوین اور کتابین بھی اسی واسطے نبیون پر نازل کی ہین کہ جس سے مخلوق کو ہدایت ہووے پس جو بات حدیث شریف اور کلام مجید مین نہ ہو اوس سے انسان کو بچنا ضرور ہے اپنی عقل کو دین کے کام مین دخل دینا نچاہیئے اس لئے کہ دین کی باتون مین نری عقل سے کام نہین چل سکتا عقل ہی پر اگر دین کا مدار ہوتا تو دنیا مین اتنے نبی اور اسقدر کتابین کیون بھیجی جاتین اور اونکے ماننے مین جنت کا وعدہ اور نہ ماننے پر دوزخ کی وعید کیون ہوتی اور جو مشرک نری اپنی راے سے خالق کو مخلوق

کی برابر سمجھتے ہین اور اوس کی صفات قدیم مین بندون کو شریک کرتے ہین
بلکہ اکثر باتون مین مخلوق کو اوسپر فضیلت دیتے ہین یہ محض خلافِ عقل ہے
بھلا غور کرو کہ جب دنیا مین کوئی غلام یا ملازم اپنے مالک مجازی کو چھوڑ کر دوسرے
شخص کو اپنا مالک سمجھتا اور اوس سے اپنی خواہش اور التجا ظاہر کرتا ہے اوس
وقت اوس کے مالک کو اوسپر کتنا غصہ آتا ہے اور دوسرے کی جانب رجوع
کرنا ناگوار ہی گذرتا ہے اگرچہ وہ شخص جسکی طرف اوس غلام نے رجوع کی ہے
مالک کا باپ یا بیٹا ہی کیون نہو پس اوس مالک حقیقی اور خالق برتر کو کہ جسکے
مخلوقات پر کرورہا احسان ہین دوسرے کی طرف رجوع کرنے سے کیونکر غیظ اور
غضب نہ آویگا اور کیا کیا سزا نہ دے گا پس لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرو
اور شیطان کی راہ چھوڑو نظم

ہے شیطان دشمن اولادِ آدم	سکھاتا ہے وہی راہِ جہنّم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا	کسیکو ہے وہ قبرون پر جھکاتا
غرض اللہ سے دونون کو روکا	بُھلا کر راہ جا خندق مین جھونکا

پس شیطان کو اپنا دشمن جانو قرآن مجید اور حدیث شریف کے موافق عمل کرو کہ
نجات دارین کی حاصل ہو اور غور کرو کہ جو لوگ غیر اللہ سے مدد اور مراد مانگتے
ہین کیا اونکی سب منتین پوری ہی ہوتی ہین یا کوئی عزیز و قریب اون کا نہین مرتا
یا بیمار نہین ہوتا یا کوئی ایذا اور صدمہ دنیا کا اونکو نہین پہونچتا بلکہ جو حال موحدون

کا ہوتا ہے وہی مشرکون کا صرف اتنا فرق ہے کہ جب کوئی مراد مشرک کی
پوری نہین ہوتی تو اوس کا دین و دنیا دونون تباہ و برباد ہوجاتے ہین بخلاف
موحد کے کہ اگر اوسکی مراد پوری نہوئی تو اوسکو فقط دنیا کی ایذا اور مصیبت ہوتی
ہے آخرت کی خرابی اور بربادی سے بچ جاتا ہے اگر اللہ تعالی کے فضل و کرم
سے اوسکی منت پوری ہوگئی تو اوس کو دنیا مین آرزو پوری ہونے کی خوشی
حاصل ہوتی ہے اور آخرت مین اپنے اعمال نیک کی جزا پاویگا بخلاف
مشرکون کے کہ اگر اون کی کوئی مراد انبیا اولیا کی نذر ماننے سے اللہ تعالی نے
پوری کردی تو اون کو فقط دنیا ہی کی نعمت نصیب ہوتی ہے آخرت کے ثواب
سے محروم بلکہ عذاب ابدی مین گرفتار رہین گے سمجھہ کی تو یہ بات ہے کہ انسان
وہ کام کرے کہ جسمین دارین کا فائدہ حاصل ہوا ور جو دنیا کا نفع نہو تو آخرت کو
تو ہاتھہ سے ندے بلکہ لازم یہی ہے کہ انسان ہر کام مین آخرت کے فائدے
کو مقدم رکھے کیونکہ وہ گھر ہمیشہ کا ہے وہان کی سزا اور جزا کو زوال نہین اور
نہ اوس جگہہ کے عذاب سے کبھی نجات بخلاف دنیا کے کہ یہان کی تکلیف
اور ایذا چند روزہ ہے پھر مرنے کے بعد کچھہ اوسکا خیال بھی نہین رہتا اور
نہ کچھہ اوس کا صدمہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی خوشی بھی یاد نہین رہتی
اور نہ یہان کی خوشی کی کوئی لذت یاد آتی ہے پس آخرت ہی کی خوشی کو مقدم
رکھنا عقلمندی کی بات ہے ہمنے محبت ایمانی کی راہ سے اپنے مسلمان بھائی بہنوکو

سمجھا دیا اب اونہین اختیار ہے چاہین مانین یا نہ مانین شعر

ہمارا کام کہدینا ہے یارو		اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو	

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

فصل کنچھیدن کے طریقے اور اوسکے پرہیز اور علاج کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ کان چھیدنا کتب فقہ سے درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ فتاوی حمادیہ مین واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہے کہ لڑکیون کے کان چھیدنے مین کچھہ مضائقہ نہین ہے اسلئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف مین لوگ اپنی لڑکیون کے کان چھیدا کرتے تھے آپ نے کسیکو منع نہین فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کان چھیدنا مباح ہے مگر پتے وغیرہ کے لئے سارے کانون کا چھیدوانا کہین سے ثابت نہین ہوتا ہان کان کی لوین چھیدنے کی اصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان کی لوین چھدوا دی تہین مگر ناک چھیدنے کی کچھہ اصل نہین ہے لیکن جو کہ عورتون کو زینت اور آرایش کا حکم ہے اور سونے چاندی کا زیور پہننا اونکے لئے درست رکھا گیا ہے اسی لئے علمانے سارے کان کا چھیدنا بھی جائز رکھا ہے اور ناک چھیدنے کو مکروہ کہا ہے اس واسطے کہ یہ ہنود کی رسم ہے اسی لئے ہندوستان کے سوا اور کسی ولایت عرب وعجم مین یہ رسم نہین ہے اگرچہ حرام مطلق نہین ہے کہ اوس کے چھیدنے کو گناہ کبیرہ کہا جائے مگر افضل یہ ہے کہ ناک

نہ چھدواوین صرف کان چھیدنے پر اکتفا کرین اور لڑکے کے کان ہرگز نہ چھیدین
اسلئے کہ اوسکے کان چھیدنا حرام محض ہے کیونکہ ایک تو عورتون کے ساتھ
مشابہت ہوتی ہے اور یہ حرام ہے دوسرے مرد کو زیور پہننا جائز نہین پھر ناحق
تکلیف دینے تغیر خلق اللہ کرنیسے کیا حاصل - زمانہ کنچھیدن وغیرہ کا یہ ہے کہ
جب بہار کا موسم آوے تو پھاگن کے مہینے مین لڑکی کے ناک کان چھیدین
اور اندھیری کا بھی خیال رکھین چاندنی کے دنون مین کنچھیدن وغیرہ نہ کرین -
طریقہ ناک کان چھیدنیکا یہ ہے کہ جب لڑکی چار پانچ برس کی ہو تو پہلے اوسکی
لوین جست کی بالی سے چھیدین اس لئے کہ سوئی سے چھیدنے مین ڈورا کھینچنے
کے سبب سے کانون کو بہت ایذا اور صدمہ پہونچتا ہے اور ناک کان دنون تک
پکے رہتے ہین اور درد بہت ہوتا ہے اور کان کے ساتھ یکبارگی ناک نہ چھیدین
کہ اسمین بھی نہایت ایذا ہوتی ہے اور سارے کان بھی ایک ہی بار نہ چھیدوین
بلکہ ایک سال لوین چھیدین تو دوسرے سال بالے تیسرے سال پتے تو چوتھے
برس ناک غرضکہ نو برس کی عمر تک ناک کان چھیدکے فارغ ہوجاوین زیادہ دیر نکرین
کیونکہ بڑی عمر مین ناک کان سخت ہوجاتے ہین پھر چھیدنا مشکل ہوتا ہے اور بہت
چھوٹی عمر مین بھی نہ چھیدین کیونکہ بچپن مین گوشت نرم ہونے کی وجہ
سے اکثر چھے جانے کا اندیشہ ہے اور ناک سب کے بعد چھیدین جب نتھنا بڑا
ہوجاوے کہ اونگلی اوسکے اندر جاسکے اور لڑکی اپنے ہاتھ سے اوسکو صاف بھی کرسکے

پرہیز ناک کان چھیدنے مین یہ ہے کہ جب لڑکی کے ناک کان چھیدے
جاوین تو سردی اور ہوا کا بچاؤ رکھین ترش اور بادی چیزین نہ دیوین بوٹی اور سور
بہی نہ کھلاوین اور نمکین چیزین بہی کم دین بکری یا مرغ کے شوربا کھلانے کا مضائقہ
نہین شیر نبی اور گھی جتنا چاہین کھلا دین اسکا کچھہ پرہیز نہین علاج یہ ہے کہ
کنچھیدن سے تین دن کے بعد چراغ کے تیل سے ناک کان کو تین روز تک
برابر اس طرح سے سینکین کہ ایک تنکے مین روئی لپیٹ کر اوسکو تیل مین بھگو کے
پھر اوسکو چراغ کی بتی کی لو پر گرم کر کے کنکنا کنکنا ناک کان کے سوراخون پر رکھین
اسی طرح آدہ یا پون گنٹہ اون سوراخون کو سینک دیا کرین اور جب کنچھیدن پر
چھہ روز گذر جائین تو گرمی کے وقت نیم کے پانی سے اونکو دہو دیا کرین جو کچھہ مواد
بالی مین لگا ہوا اوس کو خوب صاف کر کے اوسی بالی کو پہیر دیا کرین جب تک
سوراخ خوب خشک اور صاف اور اچھے نہو جاوین تب تک اسی طرح دہوتے
اور صاف کرتے رہین اگر ورم زیادہ معلوم ہو تو نیم کے ساتھ جھاؤ کو بہی جوش دیکر
اوس کے پانی سے کان ناک دہویا کرین اور اسی کی دہونی بہی دیدیا کرین اور جو
کان ناک زیادہ پک جاوین اور معلوم ہو کہ یہ زیادتی گرمی سے ہوئی ہے تو
ٹہنڈے پانی سے اونکو صاف کیا کرین نیم اور جھاؤ سے نہ دہوین جب تک
ناک کان کے سوراخ اچھی طرح سے خشک اور صاف نہ ہو جاوین تب تک
اون مین دوسری بالی نہ پہناوین جس سے کان ناک چھیدے گئے ہین

اوسی کو رہنے دین اور جب سوراخ بالکل اچھے ہوجاوین تو اون بالیون کو اوتار کر
چاندی کی بالیان پہناوین سونے کی نہ پہناوین جب دو ایک مہینے چاندی
کی بالیان پہنے کو گذر جائین تو اللہ جو مقدور دے سونا موتی جواہر وغیرہ پہنا دین
کنچھیدن کی تقریب مین کھانا اور شیرینی تقسیم کرنا تو کسی کتاب سے تو ثابت نہین ہوتا ہے
لیکن شرع شریف مین اتنا ضرور آیا ہے کہ جب کسی کو کچھ نعمت دین یا دنیا کی
حاصل ہو تو نعمت کے حصول پر خوشی کرے پس اگر کوئی اپنی لڑکی کے نہانیکے
شکرانے مین عزیز قریب دوست آشنا کو کھانا کپڑا شیرینی وغیرہ تقسیم کرے اور کچھ مال
اللہ تعالی کی نذر کا نکالکر اپنے مقدور کے موافق اس شکرانے مین فقیرون اور محتاجون
کو دے تو اس کا مضائقہ نہین لیکن اس رسم کو فرض اور واجب نہ سمجھے کہ خواہ مخواہ
قرض لیکر یا بھیک مانگ کر ادا کرے۔

فصل مکتب اور نشرہ[1] کی رسمون کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان مین جو یہ رواج ہے کہ جب بچہ چار برس چار مہینے چار دن
کا ہو تب اوسے پڑہنے بٹھاتے ہین اور اوسکی خوشی مین بہت سا روپیہ خرچ کرتے
ہین اور اس بسم اللہ کی رسم کو بمنزلہ واجب اور فرض کے جانتے ہین اور اس حساب

[1] در مدار گفتہ کہ نشرہ بالفتح بمعنی شادی ختم قرآن ست در آریان گفتہ بالفتح انچہ باز عفران و شنگرف بروز مکتب نشینی بروی تختۂ اطفال نویسند در غیاث اللغات ہمچنین نوشتہ شاید کہ از نشر ماخوذ باشد چہ نشر بمعنی کشادن ست چونکہ بوقت نشرہ قرآن شریف کشادہ پیش طفل می نہند باین وجہ این تقریب را بہ نشرہ نامیدند و نزد و بعضی بجای حطی ست ماخوذ از المنشرح ۱۲

یعنی چار برس چار مہینے چار دن سے زیادہ مدت بڑہانے کو ترک اولی سمجھتے ہین سو اسکی کسی کتاب حدیث اور فقہ سے کچھہ اصل ثابت نہین حدیث شریف سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب کی ولاد مین جب کوئی بچہ باتین کرنے لگتا تھا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو کلمۂ توحید یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورۂ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت یعنی قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا جیسا کہ حصن حصین وغیرہ کتب احادیث مین لکھا ہے تعلیم فرماتے تھے اور موافق حدیث کے فقہانے بھی یہی حکم دیا ہے کہ جب بچہ بولنے باتین کرنے لگے تو اوسکو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورہ

ابن سنی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِذَا اَفْصَحَ اَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ لَا تُبَالُوْا مَتٰى مَاتُوْا اِذَا اَقَرُّوْا وَاَقَرُّوْهُمْ بِالصَّلٰوةِ یعنی جبکہ تمہاری اولاد کی زبان صاف ہو جاوے تو اونکو لا الہ الا اللہ سکھاؤ پھر پروا نکرو جب کبھی وہ مرین اور جبکہ اونکے دانت گر کے دوسرے دانت اوگ آوین تو اونکو نماز کا حکم کرو وجہ تعلیم کلمے کی یہی ہے کہ کلمۂ شہادت اسلام کی ابتدا اور ایمان کی بنیاد اور سب سے بڑا اوسکا ستون ہے تو ضرور ہوا کہ زبان کھلتے ہی پہلے بچون کو اسکی تعلیم کرین اسی طرح ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ مین عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْصَحَ الْغُلَامُ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهٗ هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا یعنی عبد المطلب کی اولاد مین سے جب بچہ کی زبان صاف ہو جاتی تو اوسکو یہ آیت سکھاتے تھے ۱۲

بنی اسرائیل کی پچھلی آیت سکھانا اور یاد کرانا چاہیئے پس اس سے معلوم ہوا
کہ جب بچہ خوب باتین کرنے لگے اور زبان اوسکی صاف ہوجاوے تو اوسکو کلمۂ
توحید اور پچھلی آیت سورۂ بنی اسرائیل کی یاد کراوین پھر اسکے بعد اوسکو اور
سورتین اور دعائین اور آداب نماز کے سکھاوین تاکہ نماز پڑھنے کی اوسکو عادت
ہوجاوے اس لئے کہ بعد سات برس کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم کرنا چاہیئے جیسا
امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسند مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین ابن عمرو رضی اللہ
سے روایت کیا ہے مُرُوا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ
عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ وَاِذَا زَوَّجَ اَحَدُکُمْ خَادِمَہٗ
عَبْدَہٗ اَوْ اَجِیْرَہٗ فَلَا یَنْظُرُ اِلٰی مَا دُوْنَ السُّرَّۃِ وَفَوْقَ الرُّکْبَۃِ
یعنی حکم کرو تم اپنی اولاد کو نماز کا اور وہ سات برس کی عمر کے ہون اور مارو تم
اون کو نماز پڑھنے پر اور وہ دس برس کے ہون اور اونکے بچھونے جدا کرو اور
جب نکاح کردے ایک تم مین کا اپنے خادم غلام یا نوکر کا تو نہ دیکھے اوس کی
ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر کو پس لازم ہے کہ سب کاموں سے پہلے اونکو
نماز ہی سکھاوین کیونکہ سب سے اول اسی سے کام پڑتا ہے جب نماز
سیکھ جاوین تو اون کو قرآن مجید پڑھانا شروع کرین جب سورۂ بقر ختم ہوجاوے
تو اپنے مقدور اور ہمت کے موافق اوسکے ختم کی خوشی کرین اور اوس کے
شکرانے مین محتاجون اور مسکینون عزیز و اقارب دوست آشناؤن کو کھانا

کھلاوین یا جوڑے وغیرہ تقسیم کرین غرضکہ جو کچھ خوشی بسم اللہ مین کرنی منظور ہووہ
اسی تقریب مین کرین اس لئے کہ تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقر تمام کی تھی تو اوسکے شکرانے مین ایک اونٹ ذبح
فرماکر اپنے دوستون اور یارون کو کھلایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت
دینی کے خوشی کرنا اور عزیز و اقارب دوست آشناؤن وغیرہ مین شیرینی یا کھانا وغیرہ
تقسیم کرنا جائز ہے پس اگر بجائے بسم اللہ کے سورۂ بقر ہی کی ختم پر خوشی کرین تاکہ
ایک صحابی جلیل و عظیم الشان کے فعل کے موافق ہوجاوے تو بہتر ہے اور
کلام اللہ شریف کے ختم کے بعد جو نشرہ کی تقریب کے نام سے خوراک اور تقسیم
جوڑے اور شیرینی وغیرہ کی کرتے ہین سو یہ بھی اسی دلیل سے جائز و مستحسن معلوم
ہوتا ہے اور تحصیل علم حدیث شریف اور تفسیر قرآن مجید اور فقہ وغیرہ سے فارغ
ہونے کے بعد خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوست آشناؤن مین تقسیم کرنا بھی اسی
قبیل سے سمجھا جاتا ہے حاصل یہ کہ حصول نعمت دینی کے ادای بعد شکرانے
کی نیت سے خوشی ظاہر کرنا جائز و مستحسن ہے لیکن اس خوشی کے اظہار مین اسقدر
خیال رکھنا ضرور ہے کہ کوئی رسم خلاف شرع نہونے پاوے اکثر ہندوستان
مین بہت سی خرافات رسمین رائج ہین جیسے ڈھول پر صندل کے چھاپے لگانا اور
اوسپر ناڑا باندھنا اور اللہ میان کا رتجگا کرنا اور اوسمین گلگلے پکانا اور کچے چانول
کے آٹے کے لڈو بنانا اور اوسی آٹے کے کھم بنا کے اونپر پھولون کے ہار ڈالنا

اور کورے گھڑون مین دودہ شربت بھر کے اونکو ہار پہنانا اور اونپر سہرے باندہنا
پھر صبح کے وقت مسجد کے ملا کو بلا کے اللہ میان کی سلامتی پڑہوانا اور بی بی
کا کونڈا خشکے اور وہی شکر میوے سے تیار کر کے بڑی احتیاط سے یہان تک کہ
مردون کی چہاون بہی اوسپر نہ پڑے کونڈا کہانے والی عورتون کو کہلانا اور جسکا نشہ
ہوا اوسکے سر پر سہرہ باندہنا ایک یہ بہی رسم ہے کہ بچے کی بہن بہانجی وغیرہ اوسکے
لئے مہندیان لاتی ہین اوسمین انواع و اقسام کی واہیات رسمین کرتی ہین
یعنی جوڑے کے ساتھ ایک چوکی لکڑی کی پنی سے منڈہی ہوئی یا چاندی سونے
کی اپنے اپنے مقدور کے موافق بنوا کے اوسپر چھوٹے گدیلے تکیئے بچہاتی ہین
اور ایک طشت مین دس پندرہ سیر مہندی گوندہکر چوکہ سی بنا کے اوسپر نپّی
منڈہکے چار بتّیان موم یا کافور کی اسمین نصب کر کے روشن کرتی ہین ملیدے
اور لڈوون کے خوان بہر کے روشنی باغ بہاری آتش بازی باجے وغیرہ سے
کاغذ کی مہندی کے ساتھہ ڈومنیون کو اپنے گہر سے گواتی ہوئی بچے کے گہر آتی
ہین پہر اوسکو چوکی پر بٹہا کے کپڑے اور پہولون کا زیور پہنا کے سہرا مقیش اور پہولون
وغیرہ کا اوسکے سر پر باندہکے پہر اوسکے چارون ہاتھہ پانون مین مہندی لگا کر
سات نوالے ملیدے کے اوسکو کہلاتی ہین اور ڈومنیان مہندیان وغیرہ گایا
کرتی ہین پہر اپنے مہندی لگانے کا نیگ لڑ لڑ کر لیتی ہین جوڑے وغیرہ کا لانا اور
اپنے ماں باپ یا بزرگون سے کچہہ لینا اس کا تو کچہہ مضائقہ نہین مگر ایسی ایسی رسمین

واہیات خرافات کرنا خالی گناہ سے نہین بلکہ بعض رسمون مین تو اندیشہ کفر و شرک کا ہے کہ آدمی اونکے کرنے سے کافر و مشرک ہوجاتا ہے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ایسی رسمون سے بچے کہ جنکے کرنے سے ایمان مین نقصان ہو یا بالکل جاتا رہے بان نعمت کے شکرانے مین عزیز اقارب محتاجون مسکینون دوست آشناؤن کو کھانا کھلانا جوڑے وغیرہ دینا یا جو کوئی اپنی خوشی سے جوڑا وغیرہ لاوے اوس کا قبول کرنا جائز ہے ۔

فضیلت ماہ مبارک مین روزہ رکھانے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جیسے نماز سن بلوغ سے فرض ہوجاتی ہے ویسے ہی رمضان کے روزے بھی بالغ ہوتے ہی فرض ہوجاتے ہین مگر چونکہ سات ہی برس کی عمر سے بچون کو عادت ڈالنے کے لئے نماز کی تاکید اور تنبیہ کا حکم ہے اسی طرح ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچہ سات آٹھ یا دس گیارہ برس کا ہو تو اوسکو رمضان شریف کے مہینے مین دو چار روزے رکھوا دین تاکہ بلوغ سے پہلے اوس کو عادت روزہ رکھنے کی پڑجاوے پھر جب بچے کو پہلا روزہ رکھوا دین تو اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشناؤن محتاج مسکینون کو اپنے گھر بلا کر اونکے روزے افطار کرا کے کھانا کھلائین کیونکہ روزہ افطار کرانے کا حدیث شریف مین نہایت اجر آیا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ یعنی
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص افطار کراوے کسی روزہ دار
کا روزہ یا سامان کردے کسی غازی کا پس اوس کے لئے ثواب ہے مانند ثواب
روزہ دار اور جہاد کرنے والے کے یعنی جیسا ثواب روزہ دار کو روزے کا اور غازی
کو جہاد کا ہوتا ہے ویسا ہی اس افطار کرانے والے اور جہاد کا سامان درست کردینے
والے کو بھی ہوتا ہے اس حدیث کو محی السنہ نے بھی شرح السنہ مین روایت کیا اور
کہا کہ صحیح ہے اور یہ مہینا ایسا مبارک ہے کہ اسمین جو نیک کام نفلی کئے جاوین
اونکا ثواب فرض کی برابر ہوتا ہے اور جو فرض ادا کئے جاوین اونکا اجر برابر ستر
فرض کے ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین سلمانؓ فارسی سے روایت
کیا ہے قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ
شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ
فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا
مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ
اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ
شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُّزَادُ فِيْهِ
رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ
مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفَطِّرُ بِہِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ
اَوْ تَمْرَۃٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً
لَّا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُہٗ
عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَاَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ

یعنی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خطبہ پڑہا ہمپر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے پچھلے دن مین یعنی خطبہ جمعے یا وعظ کا پس فرمایا
اے لوگو تحقیق سایہ ڈالا تمپر بڑائی والے مہینے نے یعنی قریب آیا مہینا رمضان
کا یہ مہینا ہے بابرکت ایسا مہینا ہے کہ اسمین ایک رات یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے
ہزار مہینون سے ایسا مہینا کہ اللہ تعالےٰ نے اوس کے روزون کو فرض اور
رات کے کہڑے رہنے کو نفل کیا جو کوئی نزدیکی ڈہونڈہے اللہ سے اوس مہینے
مین کسی اچہی خصلت کے ساتھ یعنی نفلی عبادتون سے ہوگا مانند اوس شخص
کے کہ ادا کیا اوسنے کسی فرض کو رمضان کے سوا مین یعنی نفل کا ایسا ثواب
ہوگا جیسے فرض کا اور دنون مین اور جسنے ادا کیا کوئی فرض رمضان شریف
مین یعنی بدنی یا مالی ہوگا مانند اوسکے کہ ادا کئے اوسنے ستر فرض غیر رمضان
مین اور وہ مہینا صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت ہے اور مہینا غمخواری کا ہے
اور ایسا مہینا ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اسمین رزق مومن کا یعنی رزق حسی اور

معنوی اور جس مومن نے غنی ہو خواہ فقیر افطار کرایا رمضان مین کسی روزہ دار
کو یعنی حلال روزی سے ہوگا اوسکے گناہونکے لئے بخشش کا سبب اور اوسکی
ذات کی آزادی کا باعث آگ سے اور ہوگا اوسکے واسطے ثواب مانند ثواب
روزہ دار کے بغیر اسکے کہ کچھہ کم ہو اوسکے ثواب سے کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ
کہ سب ہم مین کے اسقدر نہین پاتے کہ افطار کراوین اوس سے کسی روزہ دار
کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیتا ہے اللہ تعالی یہ ثواب
اوس شخص کو افطار کرادے روزہ دار کو بستی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور
یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ اور جو شخص پیٹ بھر کھلا دے روزہ دار کو
پلاویگا اوسکو اللہ میرے حوض یعنی حوض کوثر سے ایسا پلانا کہ پیاسا نہوگا یعنی
اوسکے بعد یہان تک کہ داخل ہوگا بہشت مین اور وہ ایسا مہینا ہے کہ شروع
اوسکا رحمت ہے اور بیچ اوسکا بخشش اور آخر اوس کا آزادی ہے آگ سے
یعنی یہ تینون چیزین مومنون ہی کے لئے ہوتی ہین نہ کافرون کے لئے اور جو
شخص ہلکا کرتا ہے بوجھہ اپنے لونڈی غلام سے رمضان کے مہینے مین بخشتا
ہے اللہ تعالی گناہ اوسکے اور آزاد کرتا ہے اوسکو آگ سے پس ان حدیثون
سے معلوم ہوا کہ اس مہینے مین کھلانے پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر
ہر سال نہو سکے تو جب اپنی اولاد وغیرہ کو روزہ رکھوادے تو ضرور ہی اپنے مقدور
کے موافق سو پچاس آدمیون کو بلا کر اون کا روزہ افطار کرا کے کھانا کھلا دے

میرے نزدیک اگرچہ بسم اللہ نشرہ کنجید ن وغیرہ کی تقریبون مین دعوت کرنا جائز ہے کچھہ منع نہین لیکن سوائے عقیقے اور ولیمے کی دعوت کے کہ وہ حکم سنت مین ہین اور کسی تقریب مین کھانا کھانا اس تقریب سے افضل نہین ہے پس جہان تک ہو سکے روزہ کشائی کی تقریب مین ضرور اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشنا فقرا و مساکین کو کھانا کھلاوے کہ ثواب دارین پاوے۔

باب ہشتم

فصل اولاد کے ساتھہ والدین کے برتاؤ مین

جاننا چاہیئے کہ جو طریقہ بچون کے کھلانے پلانیکا باب پنجم کی پہلی فصل مین لکھا گیا ہے اوسی کے موافق مان باپ خود بہی اپنی اولاد کا کھانا پینا مقرر رکھین اور ہمیشہ اوس قاعدے کی پابندی کی تاکید اور تنبیہ بچے کی انّا اور کھلائی وغیرہ پر کرتے رہین تاکہ وہ اوسکو معمول کے مطابق انداز سے کھلایا پلایا کرے بے احتیاطی نہونے دے بیماری مین نہایت احتیاط رکھے بلکہ جبتک بچہ تندرست نہو اوسوقت تک اوسکا کھانا پینا اور دوا وغیرہ مان باپ اپنے سامنے یا کسی اپنے بزرگ ہی کے روبرو رکھین اس لئے کہ ہر ایک کو ایسے امور مین تمیز و سلیقہ نہین ہوتا اپنی نادانی سے دوا وغیرہ کے وقت و انداز مین کمی بیشی کر دیتے ہین کہ جس سے فائدے کے بدلے نقصان ہو جاتا ہے اس کے سوا بعضے لوگ

نادانی اور حماقت کے پردے مین مکّاری سے ایسے موقع پر اپنا کام کرجاتے ہین
پھر نادان بنکے دوستی جتاتے ہین اور بعضے نادان دوستون سے بھی بسبب
بیوقوفی کے ایسا واقع ہوجاتا ہے اسی لئے بزرگون نے کہا ہے ؎

دشمنِ دانا کہ غم جان بود		بہتر از ان دوست کہ نادان بود	

پس چاہیئے کہ ہرگز ایسے لوگون پر دوا وغیرہ مین اعتماد نکرین گھر بھر مین ایک آدمی
کا خوف اور دباؤ بچے پر رکھنا ضرور ہے باپ ہو یا مان بھائی ہو یا اور کوئی تاکہ
بچہ اوس سے ڈرتا رہے اور شوخی و شرارت نکرنے پاوے تعلیم مین بھی جہانتک
ممکن ہو دھمکی نرمی فہمائش تنبیہ سے تعلیم کرین اور جہان تک ہوسکے مار پیٹ نکرین
اگر اس سے کام نہ نکلے تو مجبوری سے ایک دوبار اوسکو دہشت اور خوف دلانے
کے واسطے ایسا مارین کہ ہمیشہ کو اوس مار کا خوف اوسکے دل مین بیٹھ جائے تاکہ
آیندہ کو آنکھہ بدلنے سے سمجھہ جاوے اور اوسی کے ڈر سے بُری باتون کو چھوڑ دے
بار بار مارنے کی حاجت نہو ہر بار کی مار پیٹ سے بچہ بیحیا اور ڈھیٹھہ ہوجاتا ہے
پھر تنبیہ وغیرہ کو خیال مین نہین لاتا اور نہ کوئی تعلیم اور تربیت اوسپر اثر کرتی ہے اور
جب کوئی بزرگ یا اتالیق خواہ اوستاد وغیرہ بچے کو تنبیہ اور تادیب کرے تو
اوسوقت اوسکو خاموش رہنے کی عادت ڈالین کسی طرح کا اچھا بُرا جواب نہ دینے
دین اس لئے کہ سوال و جواب سے بچہ گستاخ ہوجاتا ہے پھر کسی بزرگ کا کچھہ لحاظ
ادب اوسکو نہین رہتا ہمیشہ اپنے بزرگون کو سخت تیز جواب دیا کرتا ہے کہ جس سے

وہ زندگی بھر رنج وملال مین مبتلا رہتے ہین اسلئے کہ بچپن مین تو بچے کا سخت جواب
دینا ناگوار نہین گذرتا جوانی مین نہایت بُرا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے
کو خوشامدیون کی صحبت سے بچاوین اور لڑکپن ہی سے اونکے فریب مین نہ پھنسنے
دین نہین تو ابھی سے خوشامد طلب ہوکے بڑھاپے تک خوشامد پسند رہے گا اور خوشامدیون
کو دوست عزیز رکھے گا جو موجب تباہی اور خرابی آبرو اور جان ومال کا ہوگا اسلئے
کہ خوشامدی اپنے نفع کی طمع سے عیبون پر اوسکو مطلع نہونے دینگے بلکہ اوسکی
اتنی تعریف اور ثنا کرینگے کہ وہ اوس عیب کو ہنر سمجھے گا پھر وہ اوسکی طبیعت مین
خوب جگہہ پکڑکے ہرگز اوسکے دل سے دور نہوگا اور بڑی بلا خوشامد کی یہ ہے
کہ اوس سے تکبر پیدا ہوجاتا ہے آدمی اپنے آپ کو نہایت عقلمند ہوشیار سمجھنے
لگتا ہے پھر وہ کسیکی پند ونصیحت نہین مانتا پس اسی سبب سے نالائق ہوجاتا ہے اور
بزرگون کو اپنی نالائقی سے طرح طرح کے رنج وغم مین مبتلا کرتا ہے اور خود دنیا کی رسوائی
اور بدنامی اوٹھاتا ہے خوشامدیون کو اپنا مال دیکر خود تباہ اور محتاج ہوجاتا ہے
خلاف شرع کام کرنے سے گنہگار ہوکے اپنی آخرت کو بھی تباہ وبرباد کرتا ہے
غرضکہ خوشامدوالون کی صحبت سے دین ودنیا دونون کی بربادی ہے اور یہ بھی
چاہیئے کہ بچے کو اوس سے زیادہ عمر والے کے ساتھہ کھیلنے دین جیسے اپنا بچہ پانچ
برس کا ہو تو دوسرا سات کا اس لئے کہ جتنا بڑا ہوگا اوتنی ہی اوسکی سمجھہ بھی زیادہ
ہوگی اور اچھی باتین سکھاویگا اور کم سن اور برابر والے کے ساتھہ ہرگز نہ کھیلنے دین

غرضکہ بچے کی تعلیم وتربیت مین حتی الامکان بہت کشش وکوشش کرین اگر
ممکن ہو تو دو ایک اتالیق بچے پر اپنی وسعت کے موافق مقرر کرین کیونکہ اوس کی
تعلیم مین نہایت ہی محنت ہوتی ہے ہر وقت کی حفاظت اور نگہبانی اکیلی مان سے
نہین ہوسکتی اس واسطے چار پانچ برس کے سن تک اوسکے پاس دو ایک
کہلائی کا رکہنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ چہوٹے بچے کی خدمت عورتون ہی سے
خوب ہوتی ہے اور جب بچہ چہہ سات برس کا ہوجاوے اگر لڑکی ہے تو اوس کے
نزدیک شریف صالح معمر باحیا دیندار ہوشیار سلیقہ شعار عورتین مقرر کرین اور اگر
لڑکا ہے تو اوس کے لئے اسی صفت کے مرد مقرر کرین تاکہ بچپن ہی سے بچے کو اچہی صحبت
میسر ہو حاصل یہ ہے کہ شروع ہی سے بچے کو نیک صحبت مین رکہین کیونکہ بُری
صحبت سے اکثر شریف زادے بہی خراب وتباہ ہوجاتے ہین مثل مشہور ہے تخم تاثیر
صحبت کا اثر اور خوش خلقی اور مروت بلکہ ہر نیک بات کی بچے کو اچہی طرح
تعلیم کرنا مان باپ کو بہت ضرور ہے پس چاہیئے کہ اس مین کسی طرح کا تغافل اور
بے پروائی نہ کرین اور بچے کو بہت ناز ونعم سے نہ پالین کیونکہ بچپن کا لاڑ آخر کو
بگاڑ کرتا ہے حتی المقدور تعلیم وغیرہ مین خوب سعی اور کوشش کرتے رہین تاکہ
آپ اور اولاد دونون نعمت کونین کی پاوین۔

فصل اتالیقی کی شرطون کے بیان مین

والدین کو چاہیئے کہ جب بچہ کچہہ سن تمیز کو پہونچے تو اپنے مقدور کے موافق کوئی

اتالیق مرد ہو یا عورت شریف تجربہ کار فہمیدہ خوش خلق دیندار اوسکی تعلیم کے
لئے معین کرین اور اوسکو اس بات کی تاکید رکھین کہ ہر وقت وہ بچے کے ہمراہ
رہے تاکہ اوس کے سب افعال اور حرکات اور سکنات پر خیال رکھکے اپنے
اپنے موقع پر اوسکو شاباشی دیتا اور تنبیہ وغیرہ کرتا رہے بدوضع شہدون لچون
کمینون کو اوسکے پاس نہ آنے دے متقی پرہیزگار عالم درویش وضع دیندارون
کی صحبت مین بٹھاوے تاکہ بچہ ابتدا ہی سے اچھی تربیت پاوے اور ہر وقت اوس کا
نیک صحبت مین گذرے ہرگڑی اوس کے کان مین بُری باتون اور معیوب کامون
کی بُرائی پڑتی رہے اس لئے کہ جب اچھے لوگون کی صحبت مین بیٹھے گا تو ہمیشہ
چوری دغابازی شراب خواری قمار بازی دروغگوئی حسد تکبر غصہ طمع ظلم
حرامکاری قتل وغیرہ کی مذمت اور سزا وغیرہ سے واقف ہوکر اوس سے بچتا
رہے گا ۔ اور اتالیق کو یہ بھی چاہیئے کہ اوسکو اچھی عادتین سکھاتا رہے مثلاً بہت
رونے چلانے اور ضد وغیرہ نکرنے دے ہمیشہ اوسکو خوش مزاج خوشخو رکھے
بہت ہنسنے بکنے قہقہہ لگانے بہت پھرنے دوڑنے شوخی شرارت وغیرہ کرنے
سے روکتا منع کرتا رہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو ہر طرح کا سلیقہ اور تمیز محفل
مین آنے جانے اوٹھنے بیٹھنے کا بتاتا رہے اکثر اوسپر یہ تاکید رکھے کہ مجلس وغیرہ
مین اپنے آدمی یا اپنے عزیز قریب کے پاس قرینے سے خاموش بیٹھا رہے
بہت باتین اور شوخی شرارت وغیرہ نکرے قاعدے اور تمیز سے جیسا جس کے

نزدیک بیٹھنے کا موقع اور قرینہ ہو اوسی قاعدے اور قرینے سے بیٹھے اور اسکا
بھی خیال رکھے کہ اوسکے مزاج مین بخل نہ آنے پاوے اسی طرح فضول خرچی
بھی نکرنے دے موقع محل پر خرچ کرنے سے مانع نہ ہو بلکہ اکثر اوسی کے ہاتھ سے
کھانے پینے کی چیزین بٹواتا رہے تاکہ لڑکپن ہی سے اوسکی طبیعت مین سخاوت
جم جاے اور اوسکی بھلائی دل مین بیٹھ جائے لیکن جو چیز تقسیم کراوے اوس کے
مان باپ بزرگ وغیرہ کی اطلاع سے بٹواوے اپنے اختیار سے نہ دلواوے۔
ہمیشہ بچے کو مان باپ بزرگ وغیرہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت اور
تعلیم کرتا رہے تاکہ اوسکو تابعداری کرنے کی عادت پڑجاوے پھر کوئی کام مان
باپ کے خلاف مرضی نکرے اور مان باپ کو یہ بھی چاہیئے کہ اتالیق کو ضرورت
کے وقت بچے کے ڈانٹنے مارنے کی بھی اجازت دیدین تاکہ اس کے ڈر سے بچہ
ابتر و خراب نہونے پاوے اسلئے کہ وہ تو اپنے بچپن کیوجہ سے ہر طرح کے افعال
و حرکات کرتا رہتا ہے جب تک کوئی اوس کو اچھے کامون کی بھلائی بُری باتون
کی بُرائی نہ جتاویگا تب تک وہ کیا سمجھے گا کہ کون کام اچھا ہے اور کون بُرا اور ہر
وقت بچہ پیار سے نہین سمجھتا پس بعض وقت جھڑکی وغیرہ کی بھی حاجت پڑتی ہے
اور مان باپ ہر وقت اوسکے نزدیک موجود نہین رہتے کہ وہ اوسکی بیہودہ حرکتون
پر ڈانٹتے اور گھرکتے رہین تاکہ بچہ اوسی وقت اوس حرکت کی بُرائی سمجھ کے اوسکو
چھوڑدے اس واسطے اتالیق وغیرہ کو تنبیہ اور تادیب کا اختیار دینا بہت ضرور ہے

ہے اسلئے کہ وہ ہر وقت بچے کے پاس موجود رہتے ہین جب کوئی بیہودہ حرکت
کرتے یا بموقع کھیلتے دیکھین گے تو اوسکو جبڑکی سے فوراً روکدین گے اور بچہ بھی اوسی
وقت سمجھ جاویگا اور ڈرکر بیہودہ حرکتون کو چھوڑ دے گا اور اچھی خصلتین سیکھیگا آجکل
اکثر ہندوستان کے امیر فرعون بے سامان اپنی اولاد کو امیرزادہ سمجھ کے کسی نوکر
وغیرہ کو تعلیم نہین کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی بڑا بوڑھا نوکر خیرخواہ اونکے بچے کو بھلائی
کی راہ سے نصیحت کی بات کہے یا کسی بُری حرکت سے اوسکو روکے تو اولٹا
اوسکو ڈانٹ دیتے ہین کہ تو نوکر ہوکے اپنی اوقات بھول گیا جو ہمارے بچے کو
نصیحت اور تعلیم کرتا ہے خبردار پھر کبھی کچھ نہ کہنا اور اولاد کو یہ سکھاتے ہین کہ تم نوکر
سے نہ ڈرو اور اُسکی نصیحت نمانو پس وہ نوکر آیندہ اونکے بچے سے کوئی بات نصیحت
وغیرہ کی نہین کہتے بلکہ جو کچھ بچہ کہتا یا کرتا ہے ویسا ہی آپ بھی کہنے کرنے لگتے ہین
اور ہر بات مین بُری ہو یا بھلی اوسی کی خوشی کو مقدم کرتے ہین پس دیکھو کہ اونکی اولاد
ابتدا ہی سے کیسی خراب وابتر ہوجاتی ہے اور زندگی بھر اپنی امیری کے خیال
مین متکبر و مغرور رہتی ہے اور اپنی بُری حرکتون سے بزرگون کا نام ڈبوتے وارین
کی تباہی اور بربادی کرتی ہے ذرا سا بھی غور نہین کرتے کہ اگلے بڑے بڑے بادشاہ
اپنے شاہزادون کی تعلیم کے لئے کیسے کیسے دیندار نیک سیرت عمدہ اتالیق مقرر
کرتے اور کیا کیا اختیار تنبیہ اور تعلیم کے اونکو دیتے تھے کہ وہ شاہزادون کو تادیبًا
مار بھی لیتے تھے اور اکثر اپنی خدمت بھی اون سے لیتے تھے تاکہ ہر امر مین اونکو

دخل ہوجاوے پر خدا کے فضل سے اسی تعلیم ہی کی وجہ سے وہ شہزادے کیسے
لئیق عادل خدا ترس نامور ہوئے بخلاف آج کل کے امیرزادون کے کہ کیا کیا رسوائیان
اور بدنامیان انکی نہین ہوتین اور یہ سب فضیحتیان لاڈ اور بے تعلیمی کیوجہ سے ہوتی ہین
پس ماں باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد پر رحم کرین اور اپنے بچون کی تعلیم اور تربیت
مین جان ومال سے نہایت کوشش کرین تاکہ بچہ اور آپ دونون خوبی اور نجات دارین
کی پاوین ۔

فصل آداب سکھانے کے بیان مین

ماں باپ اور اتالیق وغیرہ کو چاہیے کہ ابتدا ہی سے تھوڑے تھوڑے آداب اور
طریقے ہر امر کے بتاتے سکھاتے رہین جیسے اول سے بچے کو سلام کی عادت
ڈالین اسلئے کہ سلام کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا
حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا یعنی اور جب تم کو دعا دیوے کوئی
تو تم بھی دعا دو اوس سے بہتر یا وہی کہو اولٹ کر آور حدیث شریف مین بھی سلام
کرنے کا حکم فرمایا ہے اوسکی فضیلت بیان فرمائی ہے جیساکہ مسلم نے ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا
تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ
تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ فرمایا آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داخل ہوگے تم جنت مین یہان تک کہ ایمان لاؤ اور

نہ ایمان لاؤ گے یہان تک کہ آپس مین محبت رکھو کیا نہ خبردار کرون مین تم کو ایسے
کام پر کہ جب تم اوسکو کرو تو آپس مین دوست ہو جاؤ پھیلاؤ تم سلام کو آپس مین
اور ترمذی مین اس حدیث کے اول مین لفظ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ کا بھی زیادہ کیا ہے
یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھہ مین ہے بعد اس کے پھر
وہی مضمون بیان فرمایا علاوہ اسکے اور حدیثون سے بھی سلام کی فضیلت ثابت
ہوتی ہے جیسا کہ ترمذی و ابوداؤد نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے اِنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ
عَلَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ
فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُوْنَ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور السلام علیکم کہا آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھہ گیا آپ نے فرمایا کہ
اوسکے لئے دس نیکیان ہین پھر دوسرا آدمی آیا پس کہا اوسنے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھہ گیا آپ نے
فرمایا کہ اس کے واسطے بیس بھلائیان ہین پھر اور آدمی نے آکے السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ کہا آپ نے اوس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھہ گیا پس آپ نے
فرمایا اس کے لئے تیس نیکیان ہین - ایسے ہی سلام مین ابتدا کرنے کی بھی بہت فضیلت

ہے چنانچہ احمد و ترمذی و ابوداؤد نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ اَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ
اَوْلَاهُمَا بِاللّٰهِ یعنی عرض کیا گیا یا رسول اللہ دو آدمی ملاقات کرتے ہین ان مین سے
کونسا سلام مین ابتدا کرے آپ نے فرمایا جو ان مین سے زیادہ قریب ہے اللہ تعالے
کے ساتھہ ادب سلام کرنے کا یہ ہے کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو بات کرنے سے
پہلے سلام کرے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ یعنی سلام پہلے کلام کے ہے اور
سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے اور کھڑے کو اور چھوٹا بڑے
کو اور تھوڑے لوگ بہتون کو جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ
عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سلام کرے سوار پیدل یا چلنے والے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور
تھوڑے بہت پر ترمذی کی ایک روایت مین اتنی زیادتی بھی وارد ہوئی ہے
وَيُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ یعنی چھوٹا سلام کرے بڑے کو اور یہ بھی آیا ہے وَالْمَارُّ
عَلَى الْقَاعِدِ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَائِمِ یعنی سلام کرے گذرنیوالا بیٹھے کو اور چلنے والا کھڑے
کو اور چونکہ سلام مین ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے اسلئے جو عمر مین بڑا یا رتبے
مین اعلی درجے کا ہو اوسی کو چاہیئے کہ سلام مین تقدیم کرے دیکھو آن حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اسکے کہ سارے عالم سے افضل و برتر تھے عورتون
و لڑکون کو خود ہی پہلے سلام کرتے تھے امام احمد جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی نِسْوَۃٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِنَّ
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتون پر گذرے پس آپ نے اونکو سلام کیا
ترمذی نے سیار سے روایت کیا قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ
فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ کُنْتُ مَعَ اَنَسٍ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ وَ
قَالَ اَنَسٌ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ
یعنی سیار کہتے ہین کہ مین ثابت بنانی کے ساتھ چلا جاتا تھا اونکا گذر لڑکون پر
ہوا اونہون نے اون کو سلام کیا اور کہا کہ مین انس کے ساتھ تھا وہ لڑکون پر گذرے
اُنہون نے اونکو سلام کیا اور کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ کا
گذر لڑکون پر ہوا آپ نے اونکو سلام کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے پس اس سے
معلوم ہوا کہ سلام مین سبقت کرنا بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام کرنے مین
کسی طرح کا نقصان نہین بلکہ بہت سے فائدے ہین اوّل یہ ہے کہ خدا اور رسول
کی اطاعت ہوتی ہے دوسرا اجر ملتا ہے تیسرے سلام کرنے والے اور جواب
دینے والے دونون کو دعا ملتی ہے۔ چوتھے سلام کرنا باہم محبت پیدا کرتا اور دشمنی
کو دلون سے نکالتا ہے غرضکہ بچون کو سلام کی عادت ڈالنا بہت ہی بہتر ہے اسی
طرح سلام کے بعد مصافحہ اور مزاج پرسی وغیرہ کے قاعدے بھی سکھاوین تاکہ

ہر کسی سے ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ وغیرہ بھی کیا کرین اس لئے کہ مصافحہ کرنے سے مغفرت ہوتی ہے گناہ جھڑتے ہین جیسا کہ امام احمد و ترمذی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین دو مسلمان کہ ملاقات کرین اور مصافحہ کرین یعنی آپس مین مگر بخشش کیجاتی ہے اون دونون کے لئے پہلے جدا ہونے سے اور ابوداؤد کی ایک روایت مین یون آیا ہے اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَاہُ غُفِرَ لَھُمَا یعنی جب کہ دو مسلمان ملین اور مصافحہ کرین اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرین اور اللہ سے بخشش چاہین تو بخشش کیجاتی ہے اون دونون کے واسطے اسی طرح اوٹھنے بیٹھنے جاگنے سونے بات کرنے چپ رہنے محفل مین جانے آنے چھینکنے کہانسنے راہ چلنے وغیرہ کے طریقے اور رضا بطے بھی بتاتے رہین جس سے اوٹھتے بیٹھتے کیسکو وہکالات وغیرہ نمارے اور کسی بڑے بوڑھے کی طرف پیٹھ کرکے یا پانون پھیلا کے یا کسی کے مُنہ کی اوٹ کرکے محفل وغیرہ کے بیچ مین نہ بیٹھے بلکہ جب محفل وغیرہ مین جانے کا اتفاق ہو تو کسی سے اونچا نہ بیٹھے صف کی برابر بیٹھے درمیان مین بھی نہ بیٹھے اور دعوت وغیرہ مین کھانا کھانے مین جلدی نکرے یعنی سب سے پہلے خود نہ کھانے لگے اپنی جگہہ پر صبر سکون سے چپکا بیٹھا رہے جب محفل مین سب کے آگے کھانا چُن جاوے اور گھر والا بھی اجازت کھانے کی دے اور کوئی امیر یا

بزرگ شخص اوس محفل کا کھانا شروع کرے اوسوقت آپ بھی کھاوے جب
سب محفل والے کھا چکین اوسوقت آپ بھی اونکے ہمراہ دسترخوان سے اوٹھے
سب سے پہلے یا بعد نہ اوٹھے ایسا نکرے کہ تمام محفل کے لوگ بیٹھے رہین اور آپ
جلدی سے کھا کر اوٹھ جاوے یا تمام مجلس والے اوٹھ جاوین اور آپ بیٹھا کھایا کرے
اور یہ بھی چاہیئے کہ دعوت وغیرہ مین اپنا حصہ دسترخوان سے اوٹھا کر پوٹ باندھکے
گھر نہ بھیجے وہین بیٹھکے جو جی چاہے اور جتنا پیٹ مین سمائے کھالے اور کسی دوسرے
کو بغیر اذن کے اپنے ہمراہ نہ لیجاوے اگر اتفاقاً کوئی شخص کسی وجہ سے بغیر اذن کے
ہمراہ چلا جاوے تو بغیر اجازت اور اطلاع میزبان کے اوسکو کھانے وغیرہ مین
شریک نکرے اور خود بھی کبھی دعوت وغیرہ مین بغیر اذن کے نجاوے اور چلنے مین دوڑتا
اکڑتا نہ چلے نیچی نگاہ سے راہ دیکھکر سیدھے راستے پر چلے آسمان کو دیکھتا ٹیڑھا بھی
راہ نہ چلے اور گفتگو مین شیرین زبانی اور نرم کلامی کا خیال رکھے کسی سے تو تڑاق
کی گفتگو نکرے اور جب نیند آوے تو اپنے سونے ہی کی جگہ سووے ادھر اودھر
نہ پڑرہے اسی طرح اگر کسی محفل وغیرہ مین رات کو رہنے کا اتفاق ہو اور نیند کا
وقت آجاوے تو بیچ محفل مین نہ سووے کنارے جاکے آرام کرے اور آداب سونے
کے یہ ہین کہ قبلے کی طرف پانون نکرے داہنی کروٹ سووے اوندھا اور چت سینے پر
دونون ہاتھ دھرکے نہ سوے اور سونے سے پہلے اگر آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ
الحمد للہ تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر چونتیس بار اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑھکے

اپنے اوپر دم کرے تو بفضلہ تعالیٰ شیطان کے شر سے اوس رات محفوظ رہیگا چھینکے
اور کھانسنے کے وقت اگر کوئی کپڑا پاس نہو تو منہ پھیر کر چھینکے اور کھانسے ورنہ ناک
اور منہ پر رومال وغیرہ رکھہ لیا کرے اور جمائی لیتے وقت مونہہ پر ہاتھہ رکھہ لیوے
بہاڑ سا مونہہ نہ کھولدے غرضکہ محفل مین کوئی ایسی حرکت نکرے کہ جس سے لوگون
کو نفرت آوے اور اپنی بے تمیزی اور بد تہذیبی ثابت ہو اور ہنسنے کے وقت قہقہہ
مار کے نہ ہنسے جیسے آج کل کے ہندوستانی لوگ گھر مین ہنسین تو دروازے کے
باہر تک آواز جائے ایسی ہنسی شرعًا و عرفًا مذموم ہے ہان اگر کوئی بات ہنسی کی پیش
آوے تو تبسم کافی ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنستے نہین تھے صرف
تبسم فرماتے تھے جیساکہ بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
قَالَتْ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِکًا
حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَھَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین
کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب ہنستے ہوئے نہین دیکھا یہانتک کہ
مین اونکا کوّا دیکھون جو کہ تالو مین ہوتا ہے سوائے اسکے نہین کہ وہ مسکراتے تھے
اور اس کے سوا زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے اور ایمان مین خلل پڑجاتا ہے آدمی
بے وقار ہوجاتا ہے اوسکا رعب نہین رہتا اور کسی جگہہ کے حالات اور بات
چیت کا ذکر دوسری جگہہ نکرے اسلئے کہ ایک جگہہ کی بات دوسری جگہہ
کہنے سے آدمی بے اعتبار ہوجاتا ہے پھر لوگ اوسکو ہلکا سمجھکے اوسکے سامنے

کوئی بات نہین کہتے پس چاہیئے کہ جو بات جہان سنے وہین تک رکھے اور جگہہ
نہ پہونچاوے سوا تین باتون کے کہ اون کا پہونچا دینا درست ہے جیسا کہ ابو داؤد نے
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلٰثَۃَ مَجَالِسَ سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ
اَوْ اِقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
مجلسین امانت کے ساتھہ ہین یعنی جو بات مجلس مین سنین اوسکو کہین نقل نہ کرین اور
سخن چینی نہ کرین مگر تین مجلسین اور تین باتین کہ اگر اون کو مجلس مین سنین تو اون کا نقل
کرنا اور غیر کو پہونچا دینا واجب ہے وہ یہ ہین خونریزی عفت مین خلل اندازی یا ناحق
مال چھیننے کا قصد رکھتا ہو **فائدہ** یعنی اگر کسی سے یہ بات سنے کہ فلان شخص کے
مار ڈالنے کا یا فلان عورت کی عفت مین خلل ڈالنے کا یا از راہ ظلم فلان کے مال لے
لینے کا ارادہ رکھتا ہے تو چاہیئے کہ یہ باتین اون لوگون کو پہونچا دے تاکہ وہ احتیاط
کرین اپنا حفظ رکھین اور یہ بھی چاہیئے کہ کسی کو پیٹھہ پیچھے بُرا نہ کہے تہمت نہ لگائے
کوسنے لعنت کرنے کی عادت نہ ڈالے بات چیت مین گالی گلوچ فحش الفاظ
نہ بکے کسی کی نسبت کوئی سخت کلمہ جیسے بے ایمان کافر فاسق فاجر نہ کہے
اِن سب باتون سے حدیث شریف مین منع فرمایا ہے انپر سخت وعید وارد ہوئی
ہے غرض کہ ایسی بات جو کسی کو ناگوار اور سخت معلوم ہو ہرگز نہ بولے ماں باپ
اور اتالیق کو چاہیئے کہ جن قاعدون اور آداب کا ذکر اوپر ہو چکا ہمیشہ اپنے بچون

کو سکھاتے رہین تاکہ وہ شرع شریف کے آداب اور شرفا کے قاعدون کے ساتھہ
موٴدب ہوکے وارین کی آبرو حاصل کرین اور مان باپ بھی بچون کی تعلیم کے حق سے
سبکدوش ہون اسلیئے کہ والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا اور اونکو علم مجلس وغیرہ
سکھانا اور اونکے اخلاق درست کرنا ضروری ہے جیساکہ ترمذی نے جابر بن سمرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر ادب سکھانا آدمی کا اپنے بچے کو ایک صاع صدقے
سے بہتر ہے اور یہ بھی ترمذی نے روایت کیا کہ ایوب بن موسیٰ اپنے دادا سے
روایت کرتے ہین اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ
وَّلَدًا مِّنْ نَّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ ۔ یعنی بیشک فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین دیا کسی باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ
بہتر ہو ادب حسن سے اگر اولاد کی تہذیب مین کسی طرح کا قصور و بے پروائی کرینگے
تو دنیا مین احمق اور بے شعور مشہور ہونگے اور آخرت مین بازپرس کے شکنجے مین کھنچینگے
پس جہان تک ہو سکے اون کی حسن تعلیم مین غفلت نکرین اور ہمیشہ ہر طرح کی اصلاح
کرتے رہین تاکہ آپ اور اولاد دونون دنیا و آخرت کی خوبیان پاوین فقط

فصل خوش اخلاقی کے بیان مین

مان باپ کو چاہیئے کہ جس طرح اپنی اولاد کو اچھی باتون اور نیک خصلتون کی تعلیم کرین

اسی طرح خوش اخلاقی کی تربیت کرنا بھی ضرور ہے اسلئے کہ خوش اخلاق ہونا بڑی عمدہ بات اور دین محمدی کی ایک نہایت عمدہ شاخ ہے حدیث کی کتابون مین خوش اخلاقی کی بڑی فضیلت لکھی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدیون کو اسکی نہایت تاکید فرمائی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے خوش اخلاق تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین آپ کی خوش خلقی کی ثنا اور صفت فرمائی ہے سورۂ ن کے اول رکوع مین یہ ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی بیشک اے محمد تو بڑے عمدہ خلق پر ہے اور ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ڈر اللہ سے جہان کہین تو ہو اور برائی کے پیچھے نیکی کر کہ وہ اوسکو مٹا دے گی اور معاملہ کر لوگون سے خلق حسن کے ساتھ اور یہ بھی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین ہے کوئی چیز زیادہ بھاری مومن کی میزان مین قیامت کے دن خلق حسن سے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ ناخوش ہے گالی بکنے والے بدگو بیحیا سے اور ان کی دوسری روایت مین ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ یُّوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ صَاحِبَ
حُسْنِ الْخُلُقِ لَیَبْلُغُ بِهٖ دَرَجَةَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ یعنی ابوالدرداء رضی اللہ
عنہ کہتے ہین کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین ہے کوئی چیز
کہ رکھی جاوے میزان مین جو جمل زیادہ حسن خلق سے اور بیشک حسن خلق والا روزے
نماز والے کے درجے کو پہونچیگا پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ اپنی اولاد
کو خوش اخلاق ہونے کی تعلیم کرتا رہے اور حتی المقدور اوسکو بدخلق اور بدمزاج
نہونے دے اور اوسپر تاکید رکھے کہ جب کسی سے ملاقات کرے تو نرم زبانی
سے پیش آوے اور جو جس مرتبے اور توقیر کا ہو اوسکی ویسی ہی تکریم وتعظیم کرے
بزرگ سے بزرگ کے لائق جیسے مان باپ اوستاد عزیز اقارب وغیرہ اور
خرد سے خرد کے موافق برتاؤ رکھے اور اپنے بزرگون اور اقارب اور رفقا کی توقیر
اور مرتبے اور عزت کے آداب اور ملاقات کے قاعدے اور الفت کے طریقے
بتادے اور جب اوس برتاؤ مین کسی طرح کا فرق پاوے تو اوسی وقت اوسکو
تنبیہ کردے تاکہ ہمیشہ اوس کے مرتبے کا خیال اور دھیان رکھے اور اوس کی
تعظیم اور خاطرداری اوسکے رتبے کے موافق کرتا رہے اور سوائے ان کے اور
لوگون سے بھی نرم زبانی اور خوش گفتاری سے پیش آوے اور کسی سے
بدزبانی نکرنے دے ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوتارو تم آدمیون کو اونکے
مرتبے مین یعنی جو جسکا مرتبہ معین ہے اوسکو نگاہ رکھو شریف واہل عزت کا جو مرتبہ
ہے اونکے ساتھہ ویسا ہی برتاؤ کرو ذلیل ووضیع کے ساتھ اوسکے موافق معاملہ
رکھو دونون کو ایک لکڑی نہ ہانکو دیکھو حفظ مراتب اس آیت شریف سے بھی سمجھا
جاتا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کا درجہ بعض سے
بلند ہے پس ہر ایک کے رتبے کا لحاظ رکھنا ضرور ہے ایسے ہی تواضع وخاطرداری
کے طریقے بھی بچے کو بتانے ضرور ہین یعنی جب کوئی معزز آدمی اپنے گھر آوے تو
چاہیئے کہ اوسکی عطر پان وغیرہ سے خاطرداری کرے اگر کھانے کا وقت ہو تو اوسکو
کھانا وغیرہ بھی کھلاوے اور جو کوئی سائل ہو تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی خدمت
کرے اور اگر کوئی کسی کام کو کہے تو اوس کی بات غور سے سُنے اگر ممکن ہو تو اوس
کام مین اوسکی مدد کرے اور اوس کے مطلب کو برلاوے اور جو امر نہو سکتا ہو تو انکار
اوس کا نرمی سے کردیوے اور اس طرح سے جواب دے کہ اوس کے دل کو ناگوار
نہ گزرے اور لازم ہے کہ محفل مین اشارون سے یا کانون مین اس طرح سے بات
چیت نکرے کہ دوسرون کو بدگمانی ہو قرآن مجید اور حدیث شریف مین اس امر سے
نہی آئی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پارہ قد سمع اللہ مین ارشاد فرمایا ہے یٰٓاَیُّهَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ
الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اِنَّمَا النَّجْوٰی

مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی اے ایمان والو جب کان مین بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان کی اور ادب کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس جمع ہو گے یہ جو ہے کانا پھوسی سو شیطان کا کام ہے کہ دلگیر کرے ایمان والون کو اور وہ نہین ضرر کرنے والا اونکو کچھ بن حکم اللہ کے اور اللہ پر چاہیے بھروسا کرین ایمان والے بخاری اور مسلم وغیرہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلٰثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَحْزُنُهٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی بغیر تیسرے کے کان مین بات نکرین اسلئے کہ یہ اوسکو غمگین کرتا ہے اور گفتگو کے وقت کسی کے گھر کا حال نہ پوچھے لیکن مزاج پرسی کا مضائقہ نہین بلکہ اوسکی خیر و عافیت یا اوس کے بچون خواہ کسی عزیز اقارب کی مزاج پرسی ضرور کرے تاکہ اُس شخص کا دل خوش ہو اور اس کے ساتھہ محبت پیدا ہو اور جب کسی سے کلام کرے تو اوسکے حفظ مراتب کا ضرور خیال رکھے اور جو اپنے سے بڑا ہو اوس سے ہنسی اور دل لگی نکرے بلکہ اوس کے سامنے ہنسی اور مسخرے پن کی کوئی بات اور کسی سے بھی نکرے ہم عمرون سے ہنسنے کا مضائقہ نہین لیکن ایسا نہ ہنسے کہ جسمین اپنی بدتمیزی ثابت ہو یا وہ ہنسی سبب لڑائی کا ہو مثلاً دھول دھپا گالی گلوچ کی ہنسی

نکرے کیونکہ ایسی ہنسی مین لڑائی تک نوبت پہونچتی ہے مثل مشہور ہے دکہہ کا گہر کہانسی لڑائی کا گہر ہانسی پس اس طرح کی ہنسی سے بچنا ضرور ہے اگر کسی کو لباس یا زیور وغیرہ یا بات چیت نشست برخاست مین خلاف اپنی وضع کے دیکہے کہ اوس سے کسی طرح کی بدتمیزی یا مسخرہ پن معلوم ہوتا ہو تو اوس شخص پر محفل مین نہ ہنسے اور اوسکو مسخرہ نہ بنا دے اور کسی کی بات وغیرہ کی نقلین بہی نہ کیا کرے کیونکہ ایسی حرکت سے وہ آدمی اپنے دل مین نادم ہوکر رنجیدہ ہوگا اور آخر کو یہ آزردگی موجب کینے کا ہوتی ہے اور روز بروز دشمنی زیادہ ہوتی جاتی ہے پس ایسی باتین اور حرکتین نہ کرنی چاہئین جن سے کسیکو رنج پہونچے اور دشمنی کا باعث ہون جب کہین محفل وغیرہ مین جاوے تو سلام کے بعد جہان کہین جگہہ پاوے بیٹہہ جاوے کسی کو ہٹا کر اوسکی جگہہ پر نہ بیٹہے اور اس طرح کا برتاؤ کرے کہ مجلس والے اوس سے خوش رہین اور سب اوس کی تعریفین کرین بدمزاج اور ترش رو بنکر اس طرح نہ بیٹہے کہ اپنا تکبر ثابت ہو اپنی اور اپنے خاندان کی ایسی تعریف بہی نکرے کہ جس سے اسکی بڑائی اور دوسرے کی حقارت ثابت ہو اور نہ آپ بہت حقیر اور مسخرہ بنے کہ جس سے اپنی یا اپنے بزرگون کی ذلت ہوتی ہو غرضکہ بیچ کی چال اختیار کرے کیونکہ حدیث شریف مین[۵۱] خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا وارد ہوا ہے پس اس طرح کا برتاؤ محفل مین چاہیئے کہ جس سے اپنی اور دوسرے

[۵۱] - اسکی تخریج گذر چکی ۱۲-

کی آبرو اور شان مین فرق نہ آوے اور ہر ایک سے نرم زبانی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرے تواضع اور مدارات سے پیش آوے کہ بیگانے یگانے ہوجاوین جیساکہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎

بشیرین زبانی ولطف وخوشی		توانی کہ پیلے بموئے کشی	

پس نرمی اور شیرین زبانی سے گفتگو کرنا تواضع اور مدارات سے پیش آنا نہایت عمدہ بات ہے گو دشمن ہی کیون نہو اسی لئے عقلمندون نے نرمی اور تواضع کو بہت پسند کیا ہے دونون جہان کی خوبیون کو اس کے برتاؤ مین بتایا ہے جیساکہ حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

آسائش دوگیتی تفسیر این دو حرف ست		با دوستان تلطف با دشمنان مدارا	

اور جب کسی کے گھر مین جاوے تو اوس سے اجازت لیکر جاوے بدون اذن کے نجاوے اور جہان ماں باپ یا بزرگون کی آمد ورفت ہو وہین آپ بہی جاوے ہر ایک کے گھر آیا جایا نکرے البتہ کوئی ایسا ہی معزز اور خاندانی اپنی وضع اور رتبے کا ہو یا اپنے سے افضل طریقے اور گھرانے کا ہو یا کسی سے کوئی رشتہ ہوگیا ہو یا اوس سے کسی طرح کی خیرخواہی ہوئی ہو تو ایسے شخصون کے گھر جانے اور اون سے راہ ورسم رکھنے کا مضائقہ نہین ان مین سے جو لوگ اپنی شادی غمی دکھہ درد مین جس طرح سے شریک ہوتے ہون اون سے آپ بہی اوسی قاعدے سے راہ ورسم رکھے اور جو لوگ اپنے گھرانے مین انکار رکھتے ہون یا اپنی وضع اور طریق کے خلاف ہون

یا اونکے گھر جانے مین فہمیدہ شریف لوگ نام رکھتے ہون اور اپنے خاندان کی شان مین فرق آتا ہو اونکے گھرون مین ہرگز نہ جاوے اتفاقاً اگر ایسے لوگون سے کسی طرح کی راہ ورسم لین دین وغیرہ کی ہو تو اپنے کسی ملازم یا عزیز وغیرہ کو بھیجدے خود نہ جاوے اور اس طرح کا برتاؤ دنیا داروں کے ساتھ کرنا چاہیئے عالم یا درویش کے گھر جانے مین ان قاعدون کا برتنا ضرور نہین کیونکہ ایسے لوگون کے گھر جانے مین کسی طرح کی قباحت اور حقارت نہین بلکہ ان لوگون کے پاس جانا موجب فیض اور برکت کا ہوتا ہے فقط۔

باب نہم

فضل گھر کی آرایش اور صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکھنے کے طریقون مین

ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچے لکھنے پڑھنے سے چھٹی پاوین تو اونکو قاعدے گھر کی صفائی اور اسباب خانہ داری کے رکھنے اوٹھانے کی بھی بتاتے رہین تاکہ وہ گھر کو صاف اور ستھرا رکھین کوڑے کچرے کیچڑ پانی وغیرہ سے گھر کو میلا کچیلا نکرین اگر بچہ کوئی چیز اس قسم کی گھر مین ڈالے کہ جس سے گھر غلیظ ہوتا ہو تو ایسی حرکت سے اوسکو روکتے اور منع کرتے رہین بلکہ ایسی بات سے بچے کو ڈانٹ دین تاکہ وہ فرش وغیرہ کو کوڑے کچرے سے میلا نکرے اور بھرے ہوئے پانون سے فرش پر نہ پھرے اور جو ڈانٹنے سے نمانے تو جو جگہ اوسنے خراب کی ہو وہ اوسی سے صاف اور ستھرے کراوین تاکہ محنت کے ڈر سے پھر گھر کو خراب اور میلا نکرے غرضکہ گھر کے

صاف اور ستھرا رکھنے کی تعلیم ضرور اپنی اولاد کو کرتے رہین کیونکہ اسمین کئی فائدے
ہین اول تو صفائی کی وجہ سے ہوا گھر کی لطیف اور صاف رہتی ہے پھر کوئی فاسد
بیماری پیدا نہین ہوتی - دوسرے دیکھنے مین ستھرا گھر اچھا معلوم ہوتا ہے اور اچھے
گھر مین گھر والون اور مہمان ہر ایک کا جی لگتا ہے اور طبیعت سب کی خوش و خرم رہتی
ہے اور جا بجا صاحب خانہ کے سلیقے اور شعور کی تعریف ہوتی ہے تیسرے خاوند
کے دل مین ایک بھی بی بی کی خوش سلیقگی اور تمیز ثابت ہوتا ہے اور اس سبب سے وہ
بی بی کو زیادہ چاہتا اور عزیز رکھتا ہے سوائے اسکے حدیث شریف مین بھی گھر کے
میلے کچیلے رکھنے کی ممانعت آئی ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ تم اپنے گھر کو مثل یہود
کی میلا کچیلا نہ رکھو یہود کی عادت تھی کہ وہ اپنے گھر کا کوڑا کچرا گھر یا اوس کے دروازے
پر جمع رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح سے گھر کے رکھنے کو
منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی نے صالح بن ابی حسان سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ
سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ
النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوا أُرَاهُ
قَالَ أَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ
بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ أَنْظِفُوا أَفْنِيَتَكُمْ
یعنی صالح کہتے ہین مین نے سعید بن مسیب کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
پاک ہے دوست رکھتا ہے پاک کو اور نہایت ستھرا ہے دوست رکھتا ہے ستھرائی کو

کرم کرنیوالا ہے دوست رکھتا ہے کرم کو بخشش والا ہے دوست رکھتا ہے بخشش
کو پس صاف رکھو راوی کہتا ہے مین گمان کرتا ہون کہ ابن مسیب نے کہا اپنے صحنون
کو اور مشابہت نکرو یہودیون کی کہ وہ گھرون کے صحن کوڑے کرکٹ سے ناپاک و
خراب کرتے ہین راوی کہتا ہے کہ مینے ابن مسیب کا قول مہاجر بن مسمار تابعی کے
آگے ذکر کیا اونہون نے کہا مجھے عامر بن سعد تابعی نے اپنے باپ سعد بن ابی
وقاص صحابی سے حدیث کی اونہون نے مثل قول سعید بن مسیب کے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ مہاجر نے کہا ستھرے رکھو صحن اپنے
گھرون کے یعنی اون کی روایت مین لفظ اَفْنِیَتَکُمْ صریح مذکور ہے گمان کرو اوس مین
کسی طرح کا دخل نہین پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گھر کو کوڑا کرکٹ سے صاف
اور ستھرا رکھے اور اپنی اولاد کو بھی گھر کی صفائی کی تعلیم کرتا رہے خصوصاً لڑکیون کو تو
ضرور گھر کے سامان اور چیزون وغیرہ کے رکھنے اوٹھانے کا سلیقہ اور تمیز سکھاتا
رہے تاکہ ہر چیز گھر کی بیش بہا ہو یا کم قیمت سب اپنے موقع اور ٹھکانے سے رکھی
ہوئی اچھی اور خوشنما معلوم ہو اسلئے کہ مٹی کے ٹیکرے ہی کیون نہون وہ بھی صاف
ستھرے اپنے قرینے سے رکھے ہوئے اچھے معلوم ہوتے ہین اور سونے چاندی
کی چیزین بیموقع رکھی ہوئی بری معلوم ہوتی ہین اور گھر کی آرائش سے بھی یہی مراد ہے
کہ ہر چیز دھلی منجی صاف کی ہوئی اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھی جاے غریب آدمی
بیش قیمت چیزین کہان سے لاویگا جس سے گھر کو آراستہ کرے گا اور گھر بھی ہمیشہ

لپا پتا کیچڑ پانی وغیرہ سے صاف ستھرا رہے اور ہر چیز اونی اعلیٰ کے رکھنے اوٹھانے
کے طریقے بھی بتاتا رہے اور اوسکو ہوشیاری اور حفاظت سے رکھوادے تباہ اور
برباد نہونے دے ایسا نکرے کہ بیمحل جا بیجا چیزین پڑی رہین اور پڑے پڑے آخر کو
خراب اور میلی یا شکستہ ہوجاوین اور یہ بھی چاہیئے کہ پہننے کے کپڑے وغیرہ رکھنے
کا سلیقہ اور تمیز بھی سکھاوے تاکہ اچھی طرح سے صاف ستھرے تہ کئے ہوئے گٹھری
مین باندھکر صندوق پٹاری وغیرہ مین رکھے گودڑ کی طرح سے نہ ڈالدے کیونکہ اس
طرح ڈال دینے سے کپڑا بے آب اور میلا ہوجاتا ہے اور رنگ وغیرہ بھی خراب
ہوجاتا ہے اور کیسا ہی اچھا اور عمدہ نیا کپڑا ہو وہ پرانا معلوم ہوتا ہے سلیقے کی تو
یہ بات ہے کہ پرانے کپڑے کو بھی ایسی خوبی اور احتیاط سے رکھے کہ نیا معلوم ہو
اور سال مین دو ایک بار کپڑون اور سامان وغیرہ کو بھی کہ جنمین اندیشہ گلنے اور کیڑا
لگنے کا ہو دھوپ دیدیا کرے خصوصًا بعد بارش کے تو ضرور ہی ایسی چیزون کو
دھوپ دینا چاہیئے تاکہ برساتی ہوا اور سیل دور ہوجاوے اونی اور ریشمی اور رنگین
کپڑون کو برساتی ہوا سے بھی بچاتا رہے ریشمی اور اونی کپڑے کے رکھنے کا یہ طریقہ
ہے کہ اوسکی تہون مین نیم کی پتی اور کافور وغیرہ جس سے کیڑا نہ لگتا ہو رکھدے تاکہ
خرابی سے محفوظ رہے غرضکہ ماں باپ کو سب طرح کا تمیز اور سلیقہ خانہ داری
کا اپنی اولاد خاصکر لڑکی کو تعلیم کرنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ امور خانہ داری کے
عورت ہی سے متعلق ہوتے ہین مرد تو فقط معاش حاصل کرنے والے ہوتے ہین

اونکو اتنی فرصت کہان کہ گہر کے کامون کا بندوبست کرین علاوہ اسکے جو عورت پھوہڑ ہوتی ہے وہ خاوند کی نظر مین بہی حقیر و بے قدر رہتی ہے اور اوسکے گہر مین کسی طرح کی خیر و برکت بہی نہین ہوتی فی الحقیقت پھوہڑپن ایسی بُری چیز ہے کہ جس کے سبب سے آسودہ آدمی آخر کو محتاج ہوکے اپنی بے تمیزی کی وجہ سے ہر طرح کی تکلیف اور ایذا اوٹھاتا ہے اور اپنی گہر کی چیزون کو برباد اور تباہ کرکے حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتہہ کا لعل گما کے در در مانگے بیک کا مصداق بنجاتا ہے خدانخواستہ اگر میان بہی پھوہڑ ملے تو پہر اندہا پیسے کُتّے کہائین کا مضمون سمجھنا چاہیئے البتہ میان بی بی مین سے ایک بہی اگر سگھڑ ہوتا ہے تو گہر کا انتظام بنا رہتا ہے ورنہ اوس گہر کا خدا حافظ سلیقے والا تو تہوڑی سی معاش مین چین سے بسر کرسکتا ہے اور بے سلیقہ بہت سی معاش مین بہی مشکل سے گذارہ کرتا ہے مان باپ بہی اوسکی ایذا کی وجہ سے زندگی بہر رنج مین گرفتار رہتے ہین اسی لئے مان باپ کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو گہرداری اور بسر اوقات کے عمدہ طریقے سکہاوین تاکہ وہ غریبی اور امیری مین اچہی طرح سے گذران کرین اور کسی کے محتاج اور قرضدار نہون ورنہ پھوہڑپن سے عمر بہر سوا جہینکنے اور رونے کے اور کچہہ حاصل نہ ہوگا اکثر لوگ متوسط المعاش اپنے پھوہڑپن اور بے لیاقتی سے دنیا مین ایذا اور تکلیف اوٹھاتے ہین اور جن کو تمیز اور سلیقہ خانہ داری کا کامل ہوتا ہے وہ لوگ تہوڑی سی معاش مین آرام سے بسر کرلیتے ہین اور وقت پر کسی کے محتاج اور دست نگر نہین ہوتے

اور اپنے ماں باپ کو بھی ہمیشہ دعائین دیا کرتی ہین کہ باعث اون کی ترقی درجات کا ہوتا ہے ۔

فصل جسم کی صفائی اور آرائش کے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جیسے انسان کو گھر کا صاف اور ستھرا رکھنا لازم ہے اسی طرح اپنے جسم کی صفائی اور آرائش کرنا بھی ضرور ہے کیونکہ جو فائدے گھر کی صفائی مین ہین اکثر اوسی قسم کے منافع جسم کے پاک صاف رکھنے مین بھی سمجھنا چاہئین پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ آٹھوین روز جمعے کے دن ضرور نہایا کرے کیونکہ یہ دن مسلمانون کی عید کا قرار دیا گیا ہے اسی لئے اس روز مین نہانا سنت ہے مرد کو چاہیئے کہ نہانے سے پہلے حظ بنوائے اور ہاتھ پانون کے ناخن ترشوائے اگر ضرورت ہو تو اور جگہہ کو بھی پاک صاف کرلے پھر تمام بدن کا میل کچیل کھیسے وغیرہ سے ملکر دور کرے اور سر کے بالون کو اولاً سرسون وغیرہ کی کھلی یا ریٹھے کے پانی خواہ مٹی وغیرہ سے خوب ملکر صاف کرلے پھر مصالح سے دھووے بعد اسکے کوئی خوشبودار چیز تمام بدن پر ملکر دھوڈالے اور آبدست کرکے اول وضو کرے لیکن نہانے کی جگہہ اگر پانی غسل کا جمع ہوتا ہو تو سر کا مسح کرکے پانون نہ دھووے پہلے لوٹے غسل کے ڈال لے پھر کھیس وغیرہ اوڑھکر وہان سے علیحدہ ہوکے پانون دھووے پھر اپنے سر کے بال اور تمام بدن کو کسی چادر رنگی رومال وغیرہ سے خشک کرکے اپنے مقدور کے موافق اچھے نفیس صاف ستھرے کپڑے جو

بال

شرع شریف کے بھی خلاف نہون پہنے اور سر کے بالون مین خشک ہوجانے کے بعد خوشبودار تیل ڈالے اور کنگھی سے سلجھاکر اون کو درست کرے کپڑون مین خوشبو اور آنکھون مین سرمہ بھی لگاوے کہ یہ سنت ہے اسی طرح عورتون کو لازم ہے کہ وہ بھی ہر جمعے کو نہالیا کرین اور جو ترکیب نہانے کی مردون کے واسطے لکھی گئی ہے وہی طریقہ عورتون کے نہانے کا ہے صرف مردون کو خط بنوانے کی ضرورت ہوتی ہے عورتون کو اسکی کچھہ حاجت نہین اور جب نہانے سے فارغ ہو تو کپڑے پہنکر اپنے بالون کو کہلار کہے تاکہ وہ اچھی طرح سے خشک ہوجاوین اس بال سوکھنے کے زمانے مین اگر مہندی لگانے کو جی چاہے تو اپنے ہاتھہ پانوین لگاکر کہلے بال بیٹھی رہے جب مہندی کا رنگ رچ جاوے تو اوسکو چھوڑاکر ہاتھہ پانون پر عطر یا خوشبودار تیل ملدے پہر ایک گھنٹے کے بعد اونکو دھوڈالے اور جب بال بالکل خشک ہوجاوین تو اونمین تیل ڈالکر کنگھی سے درست اور برابر کرکے چوٹی باندہے

بال

کیونکہ سب طرح کے سر باندہنے سے سیدہی چوٹی باندہ لینا بہت آسان ہے اور اسمین وضعداری اور خوبصورتی بھی بہت معلوم ہوتی ہے بقول میر حسن کے ؎

سنگارون مین گو سب سے وہ ہے اوتار	یہ کہتے ہین چوٹی کا اوسکو سنگار

اور زیادہ تکلف سر کے باندہنے مین نکرے جیساکہ آج کل ہندوستان کے شہرون مین رواج ہے کہ سارے بال اکٹھے کرکے تالو پر ایک چوٹی باندہی جاتی ہے اور اوسپر ایک پاآدہے ہتھان کا لمبا چوڑا روئی بہرا ہوا موباف لپیٹا جاتا

ہے اور اوس کے اندر نواڑ لپیٹتے تو مینے بچشم خود دیکھا ہے اور موٹاپے کے سبب سے
اوسمین دو پیچ سے زیادہ نہین آتے اور چوٹی مین ایک کہڑکی سی رہتی ہے اور وہ کہڑکی
نہایت ہی بدزیب اور بُری معلوم ہوتی ہے اور سوائے اسکے زیادہ بوجھ پڑنے سے
بالون کی جڑین بہی کمزور ہوجاتی ہین اور آخر کو بال اوترکر تمام سر کی جلد نظر آنے لگتی
ہے اور پیشانی بھی نہایت بدوضع اور بُری ہوجاتی ہے اور سونے مین بھی ایسی بڑی
چوٹی سے نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے پس چاہیئے کہ اس طرح کی چوٹی نہ گندھواوے
تاکہ سر کے بال ٹوٹنے سے محفوظ رہین اور بیری نکالنے مین بہی کچھہ خوبصورتی اور وضعداری
نہین بلکہ چہرہ اور بدنما ہوجاتا ہے کیونکہ اگر بیری نکالکر اور اوس کو موڑکر چہوڑ دیا جاوے
تو تہوڑی دیر مین تمام بال مونہہ پر بکہر جاتے ہین اور پریشانی کی سی حالت معلوم
ہوتی ہے پٹیان جمانے مین بہی بجز ماتا چہپانے کے کوئی خوبی اور خوشنمائی نہین
بلکہ خیال کرو تو دوپرکوسے کے ماتھے پر جمے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اگر بیری اور
زلف نکالکر اون کو کاٹا جاوے تو سوائے ضائع کرنے بالون کے اور کسی طرح کی
خوبصورتی اور وضع داری کا فائدہ نہین اور ایسا جوڑا بہی نہ باندہے جیسے ہندوستانی
عورتین باندہتی ہین کہ بعضی تو میخ سی تالو پر ٹہونک لیتی ہین اور بعضی جوڑے کو
کان کی طرف جہکا کر ایک پہوڑا سا گردن پر نکال لیتی ہین اور اسمین بہی کسی طرح
کی خوبصورتی اور وضعداری نہین نکلتی سیدہی سادہی صاف ستہری وضع بنانا
چاہیئے بناؤ سنگار مین بہت تکلف نکرے جیسی خلقت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے

اوسی کو قایم رکھے کسی طرح کا تغیر تبدل نکرے۔ جیسے اگر کسی کے بال چھوٹے ہون
تو اورون کے لیکر اپنے سر کے بالون مین جوڑ کے وضعداری کے لئے انبا نکرے
اور دانتون کو ریت کر چھوٹے اور باریک اور تیز بھی نکرے اور اپنے بدن کو
خوبصورتی کے واسطے نیل وغیرہ سے بھی نہ گدواوے اور نہ خود دوسرے کا
بدن گودے اور مردانی وضع بھی نہ بناوے کیونکہ ان سب پر حدیث شریف مین
لعنت آئی ہے جیساکہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ
مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْھُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا
کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثون کو مردون مین سے اور لعنت
کی اون عورتون کو کہ مشابہ ہوتی ہین ساتھہ مردون کے اور فرمایا کہ نکالدو مخنثون کو اپنے
گھرون سے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت حرکات وسکنات بات چیت
وغیرہ مین ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ ملعون ہے بخاری ومسلم نے ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ
الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ وَالْوَاشِمَۃَ وَالْمُسْتَوْشِمَۃَ یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے اوس عورت کو جو کہ ملاوے اپنے بال ساتھہ
بال اور عورت کے یعنی لنبا کرنے کے لئے اور لعنت کی اوس عورت کو کہ ملواوے
اپنے بالون کے ساتھہ اور کے بال اور لعنت کی گودنے والے اور گدوانے والے کو

بخاری و مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ
الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ
الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لعنت کی اللہ نے
گودنیوالیون اور گدوانے والیون کو اور اون عورتون کو کہ اپنے موہنہ پر سے بال
چنواتی ہین اور اون عورتون کو جو کہ اپنے دانتون کو سوہن سے ریت کے چھوٹے
اور باریک اور تیز کرتی ہین حسن کے واسطے پیدائش کو تغیر کرتے ہین ان حدیثون
سے معلوم ہوا کہ یہ سب کام ملعون ہین اور جس کام پر لعنت آئی ہو وہ گناہ کبیرہ مین
داخل ہے پس کیا ضرورت ہے کہ آدمی ایسے بناؤ مین کہ جسمین کسی طرح کی خوبصورتی
اور وضعداری بھی نہو اپنی اوقات ہفت مین ضایع اور خراب کرے اور تمام دن
اسی طرح کے بیہودہ بناؤ مین گذارے اور سوائے اسکے اور کوئی کام دین اور دنیا
کا نکرے علاوہ اس کے اپنی دل کی خوشی کے لئے بہت سی باتون کو خلاف
شرع شریف کے اپنے اوپر لازم کرکے ناحق گناہ بے لذت مین مبتلا ہو کر آخرت
کی جوابدہی مین گرفتار ہو سیدھا سادھا ستھرائی اور طہارت کے ساتھہ بناؤ کر لینا
نہایت خوب اور بہتر ہے یعنی صرف آٹھوین دن کا نہا لینا ہر روز منجن وغیرہ سے
دانت صاف کر لینا بالون کا کنگھی سے درست اور برابر کر لینا ہاتھ پانون کو دھول
گرد سے ستھرا اور پاک رکھنا چوتھے یا آٹھوین دن صاف اور ستھرے کپڑون
کا بدل لینا صفائی اور ستھرائی کے لئے کافی اور وافی ہے بلکہ ہمیشہ ایسے بکھیڑے

اور تکلف کے سنگار اور بناؤ سے بچنا اور اپنی اولاد کو بھی سیدھی سادی صفائی اور بناؤ کی عادت اور خو ڈالنا نہایت بہتر ہے تاکہ دین و دنیا دونون مین ہر طرح کا چین اور آرام نصیب ہو فقط -

فصل لباس کے بیان مین

انسان کو لازم ہے کہ ایسی پوشاک اور وضع اپنی نہ اختیار کرے کہ جسمین بہت آرائش اور زینت نکلے اور اس امر کا بھی خیال رکھے کہ جو لباس شرع شریف کے خلاف ہو اور بہت باریک اور تنگ کپڑا کہ جس سے رنگت یا قطع جسم کی معلوم ہوتی ہو ہرگز نہ پہنے جیسا کہ آج کل ہندوستان کی عورتون نے اختیار کیا ہے کُرتی دیکھو تو چھوٹی بغیر آستینون کی کیسی باریک جالی لاہی وغیرہ کی ہوتی ہے اور وہ بھی اسقدر چھوٹی کہ اکثر نیفے سے بھی اونچی رہتی ہے اور خاص شہر والیون کی تو کوڑی تک کھلی رہتی ہے اور انگیا بھی ایسی چھوٹی آستینون اور باریک کپڑے کی بنائی جاتی ہے کہ جس سے بغل تک کھلی رہتی ہے اور کٹوریون مین سے چھاتیان صاف نظر آتی ہین اور ڈوپٹا بھی ایسا باریک کہ جس سے بدن نظر آوے پانچ ہاتھ کا لمبا اور گز بھر کا چوڑا طرہ یہ ہے کہ وہ بھی ایسا چنا ہوا کہ اگر سر ڈھکے تو کوے کھلے اوڑھین اور کوے چھپا دے تو سر ننگا رہے اور پاجامہ تو کم سے کم پندرہ گز اطلس مین طیار ہوتا ہے اور چلنے پھرنے مین زمین پر لٹکتا جھاڑو دیتا خاک دھول اوڑاتا شیطان کی سی دم پیچھے چلا آتا ہے پس خیال کرنا چاہیئے کہ ایسے پائجامے مین کس قدر

اسراف ہوتا ہے اگر اس بندرہ گز اطلس مین تنگ پائجامے بنائے جاوین تو
پانچ پائجامے پانچ رنگ کے اُسی قیمت مین بن سکتے ہین کہ کم سے کم پانچ مہینے
تک پہنے جاوین اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ڈھیلے پائجامے مین ستر خوب ہوتا ہے
تو یہ گمان غلط ہے اس لئے کہ ایسے پائجامے مین ایک تو یہ خرابی ہے کہ رانون
تک کم گیر کا اور تنگ ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کمر اور کولے اور پیڑو کی نظر آتی
ہے اور رومالی بھی تنگ اور چھوٹی لگائی جاتی ہے جس سے بے ستری ہی ہوجاتی
ہے دوسرے یہ کہ پائنچے اوٹھا کر چلنے مین اکثر رانین تک کھل جاتی ہین اور ہوا
چلنے سے بھی ایسے پائنچے اوڑتے ہین کہ رانین وغیرہ نظر آجاتی ہین اور سونے مین
تو چڈھون تک پائنچے چڑھکر ساری ٹانگین کھل جاتی ہین سر اور پیٹ اور چھاتیان
تو ہمیشہ ہوا خوری کے لئے کھلی رہتی ہین پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر
بالکل نہو اور اسراف بھی خوب ہو شرعًا منع ہے کیونکہ لباس تو خاص ستر چھپانے اور
بدن کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے نہ بے پردگی کے واسطے اور ایسے پہناوے
مین سوائے بیحیائی اور بدوضعی اور شہدپن کے کچھ حاصل نہین اور ایسے ہی لباس
والیون کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذمت فرمائی ہے جیساکہ مسلم
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ لَمْ اَرَھُمَا قَوْمٌ مَّعَھُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ
الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِھَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُّمِیْلَاتٌ مَّائِلَاتٌ

دُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ وَلَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا
وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گروہ ہین دوزخیون سے کہ نہین
دیکھا مین نے اون کو یعنی بلکہ نہ دیکھونگا ایک اونمین سے وہ ہین کہ اونکے پاس
کوڑے ہونگے مانند دمون گاؤن کے ماریںگے یعنی ناحق اونسے لوگون کو ماریںگے
اور دوسری قسم وہ عورتین ہین کہ ظاہر مین کپڑے پہنے ہوئے ہین اور حقیقت مین ننگی
ہین جھکانے والیان مردون کو اپنی طرف جھکنے والیان مردونکی طرف سر اونکے
مانند کوہان اونٹون بختی کے ہلتے ہوئے داخل نہین ہونگے وہ بہشت مین اور
نہین پاوینگے بو اوسکی حال آنکہ بو جنت کی پائی جاتی ہے اتنی اور اتنی مسافت سے
یعنی بہت دور سے مثلاً سو برس کی راہ سے مراد مردون سے جو بدکار ہین اور عورتون سے
جو فحش ہین گرفتار اور وہ عورتین جو ایسا باریک لباس پہنتی ہین کہ جس سے سارا بدن
ننگا نظر آتا ہے یا کچھ کھلا اور کچھ چھپا جیسا کہ آجکل ہندوستان کی عورتین پہنتی
ہین سو یہ لباس حقیقت مین فاحشہ عورتون کا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایسا لباس
پہنکر باہر نہین پھرتے اپنے گھر مین بیٹھے رہتے ہین تو یہ بات قابل التفات کے نہین
کیونکہ آخر وہ اس لباس کو پہنکر اپنے باپ بھائی چچا ماموں سسر وغیرہ کے تو
سامنے ہوتی ہین پس کیا ان سے گلے سے لیکر پنڈلی تک چھپانا منع نہین بلکہ
انسے تو نہایت حیا و شرم کرنا چاہیئے نہ یہ کہ ان کے سامنے ایسی بیحیا ہو جاوین کہ

بالکل چھاتیان وغیرہ کھولے پہرین اگر فرض کیا جاوے کہ یہ لوگ محرم ہین ان سے
چندان پردے کی ضرورت نہین ہے تو بھلا بتاؤ تو دیور جیٹھہ نندوئی وغیرہ کے
سامنے کیون ایسا ہی لباس پہنے ہوئے بے تکلف چلتی پھرتی ہین اور کسی طرح
کا حجاب و شرم نہین کرتین یہ کون سے محرم ہین کہ جنسے پردہ کیسا ستر بھی نہین چھپایا
جاتا ہے اور شرع شریف مین تو عورت کا سارا بدن بلکہ سر کے بال تک سوائے
ہتیلی اور چہرے کے سب ستر مین داخل ہے اور ستر کو بغیر ضرورت قوی کے
سوائے خاوند کے اور سب محرمون کو دکھانا منع ہے لباس ایسا پہننا چاہیئے
کہ جس سے ستر خوب ہو اور سردی گرمی وغیرہ کی بھی حفاظت رہے اور اسراف
سے خالی اور شرع شریف کے خلاف بھی نہو جیسے کہ ہمارے یہان کی پوشاک
کرتی دیکھو تو پوری آستینون کی ایسی لمبی اور گھیر دار ہوتی ہے کہ رانین تک اچھی
طرح سے چھپ جاتی ہین اور ڈوپٹا ایسا لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ سر سے گھٹنے تک سارا
بدن چھپ جاتا ہے اور پائجامہ بھی اس قدر تنگ نہین ہوتا ہے کہ اوس سے
نہایت بے ستری ہو اگر بالفرض کچھ بے ستری کا بھی خیال کیا جاوے تو کرتی
اور ڈوپٹے کی لمبائی اور چوڑائی ایسی ہوتی ہے کہ سارا بدن خوب چھپ جاتا ہے
اسی طرح مردون کو بھی چاہیئے کہ ایسا لباس نہین جو خوب ساتھ ہو بہت باریک
اور جسمین اسراف اور مخالفت شرع ہو ہرگز نہ پہنین بہتر تو یہ ہے کہ ہر مسلمان دیندار
کو چاہیئے کہ ایسی وضع اور پوشاک اپنی اختیار کرے جو شرع شریف اور عرف

دونون مین پسندیدہ ہو مثل مشہور ہے کہ کہا دے من بہاتا اور پہنے جگ بہاتا ماں
باپ کو چاہیئے کہ ایسا لباس اپنی اولاد کو نہ پہناوین اور خود بہی نہ پہنین بلکہ عورتین کیان
اور عورتین ایسا لباس پہنتی ہون اون کی صحبت سے بہی اپنی لڑکیون کو بچاوین کیونکہ
مثل مشہور ہے کہ خربوزے کو دیکہہ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور یہ بہی چاہیئے کہ
اپنے بچون کو لباس یہود و نصاریٰ ہنود وغیرہ کی وضع کا نہ پہناوین کیونکہ شرع
شریف مین سوائے دین اسلام کے اور دین و مذہب کی وضع بنانی اور اوسکے
ساتھ مشابہت کرنے سے ممانعت آئی ہے اور لڑکے کو نرا ریشمی کپڑا اور کسم
اور زعفران کا رنگا ہوا بہی ہرگز نہ پہناوین کیونکہ ایسا لباس بہی مردون کو پہننا شرعاً
ممنوع ہے ہان عورتون کو سب رنگ اور ہر طرح کا لباس جو اون کے حق مین خلاف
شرع نہ ہو درست ہے شہاب کا رنگا ہو یا زعفران کا خالص ریشم کا ہو یا سوت
وغیرہ ملا ہوا اس لئے کہ یہ سب لباس زینت اور آرائش کے واسطے ہین اور
زینت و آرائش اللہ تعالیٰ نے عورتون ہی کے لئے مقرر فرمائی ہے مگر کنواری
لڑکیون کو ایسا لباس کہ جسمین کوئی وضع خاص اور طرحداری اور ادا نکلتی
ہو ہرگز نہ پہناوین اور لڑکون کو بہی ایسی پوشاک سے بچاوین کیونکہ ایسے
لباس کا پہنانا باعث فساد اور فتنے کا ہوتا ہے پس ان سب وضعون اور
لباس سے اپنی اولاد کو بچانا اور خود بہی بچنا ضرور ہے دیکہو قرآن شریف
مین فرمایا ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا یعنی بچاؤ اپنی جانون کو اور اپنے

گھر والون کو دوزخ کی آگ سے پس ایسی وضع بنانا اور اس طرح کا لباس پہننا
یا پہنانا جو سبب خرابی دارین اور مخالف شرع شریف اور وضع شرفا کے ہو ہرگز
نہ چاہیئے کیونکہ انسان شرافت کے افعال اور چال چلن سے شریف ہوتا ہے
ایسے لباس اور بناؤ سے سوائے شہدپن اور بیحیائی کے کوئی وضع شرفا کی نہین
نکلتی پس غور کی جگہہ ہے کہ شریفون کی عورتین اپنی وضع مثل فاحشہ اور بدکار عورتونکے
بناؤ بن اور بے حیا عورتونکے لباس اور طریقے کو اختیار کرین اور مرد بھی اونکی ایسی وضع اور لباس کو پسند
کرین اور پھر اپنے آپ کو شریف کہین بتاؤ یہ کونسی شرافت ہے اگر انصاف
سے دیکھو تو شرافت نیک افعالی اور اتباع شریعت اور تقوی کا نام ہے اس
واسطے کہ شریف اور رذیل سب اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی ہین کوئی نشان اور
تمغا شرافت کا کسی کے چہرے پر نہین ہے کہ جس سے شریف اور کمین پہچانا جاوے
شرافت تو اچھے طریقون اور نیک چال چلن سے معلوم ہوتی ہے شریف اور
کمین برتاؤ کی عمدگی ہی سے پہچانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے دنیا مین آبرو اور عزت
پاتا ہے اور آخرت مین بھی اچھے اور نیک افعال کام آئینگے ذات کسی کی نہین
پوچھی جائے گی ہندی مثل ہے کہ ذات پات پوچھے ناکوئے - ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے
پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچھا طریقہ اور اچھی وضع جو شرع اور عرف
مین پسندیدہ ہو اختیار کرے اور اپنی اولاد اور قرابت والون کو بھی ہمیشہ اچھی باتون
اور عمدہ طریقون کی تعلیم اور تربیت اور نصیحت کرتا رہے تاکہ نعمت دارین کی حاصل ہو

فصل چاندی سونے وغیرہ کے زیور اور ان کے برتنون کے برتاؤ کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ سونے کا زیور یا جڑاؤ جسمین سونے کا میل ہو مرد ہرگز نہ پہنے اور ماں باپ بھی اپنے لڑکون کو ایسا زیور نہ پہنا وین کیونکہ سونا مرد کے واسطے مطلقاً حرام ہے خالص ہو یا اور کسی چیز کے زیور پر اوسکا ملمع کیا ہو لیکن چاندی کا پہننا محدثین کے نزدیک اگرچہ مرد کے واسطے جائز ہے مگر فقہا کے نزدیک اسمین بھی اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب مین ۴۰ ماشے چاندی سے زیادہ پہننا مرد کو درست نہین اور جواہر کا زیور اول تو بغیر سونے اور چاندی کے بن نہین سکتا دوسرے مردون کو عورتون کی طرح زیور سے آراستہ رہنا اچھا نہین معلوم ہوتا علاوہ اس کے زیور پہننے مین عورتون کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی وضع بنانا شارع کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو مرد عورت کی قطع اور جو عورت مرد کی وضع اختیار کرے اور اپنی ہیئت کو دوسرے کی وضع کے ساتھ مشابہ کرے ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہوتی ہے جیساکہ ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کو کہ پہنے پہناوا عورت کا سا

اور لعنت کی اوس عورت کو کہ پہنے پہناوا مرد کا سا سوائے اس کے مردون کو زیور
کا پہنا بدزیب بہی معلوم ہوتا ہے ہان دو ایک کنٹھے موتی وغیرہ کے اگر باندہ
لئے جاوین یا دو ایک انگوٹھیان چاندی کی چنگلیا خواہ اوس کے پاس والی
اونگلی مین پہنے جاوین تو کچھہ مضائقہ نہین لیکن بیچ اور کلمے کی اونگلی مین انگوٹھی چھلا
مرد کو پہننا جائز نہین اسی طرح اگر کبھی سر بیچ چاندی مین جڑا ہوا یا کمر بند اور پرتلا
چاندی کے ڈاب اور چپراس کا باندہ لیا جاوے تو محدثین کے نزدیک مباح
ہے اور یہ بدنما بہی نہ معلوم ہوگا حقیقت مین مردون کا زیور تو علم و ہنر بہادری
اور سپہ گری ہے اور ظاہر کا زیور ہتیار ہین زیور پہننے کو گہر کی بیبیان کیا کم ہین جو
خود بنفس نفیس ہیجڑے اور زنخون کی طرح زیور مین لدے ہوئے بیٹھے رہین اپنے
مقدور کے موافق اپنی عورتون ہی کو زیور کیون نہ پہناوین کیونکہ اللہ تعالی نے
زینت و آرائش عورتون ہی کے لئے پیدا کی ہے پس جتنا چاہین اون کو زیور
پہناوین لیکن ایسا زیور کہ جسمین آواز نکلتی ہو جیسے پازیب خلخال وغیرہ ہرگز
نہ پہناوین اسلئے کہ ایسے زیور کا پہننا عورتون کو بہی منع ہے جیسا کہ ابوداؤد
نے روایت کیا ہے عَنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ مَوْلَاۃً لَّھُمْ ذَھَبَتْ بِابْنَۃِ الزُّبَیْرِ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
وَفِیْ رِجْلِھَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَھَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ کُلِّ جَرَسٍ شَیْطَانٌ یعنی زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک لونڈی آزاد کی ہوئی اون کی زبیر کی بیٹی کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

لیگئی اور اوس کے پاؤن مین گھنگرو تھے حضرت عمرؓ نے اون کو کاٹ ڈالا اور
فرمایا کہ سُنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے تھے ہر جرس کے
ساتھ شیطان ہے پس اس قسم کا زیور ہرگز نہ پہننا چاہیئے باقی جیسا اور جس
وضع کا چاہے چاندی اور سونے کا زیور بنوا کر عورتون کو پہناوین سوائے اسکے
تانبے پیتل کا نسے وغیرہ کا نہ پہناوین کیونکہ ان چیزون کا زیور عورتونکو بھی پہننا
منع ہے لیکن تانبے پیتل وغیرہ کے برتنون مین کھانا پینا درست ہے اور چاندی
سونے کے ظروف کا استعمال مین لانا عورت اور مرد دونون کو حرام ہے بلکہ انکے
برتن کھانے پینے کے لئے بنوانا بھی گناہ ہے مثلاً اگر انکے برتن بنوا کر صرف
مالیت کے طور پر رکھہ چھوڑے اور اوسمین کھاے پیئے نہین تو بھی گناہ سے
خالی نہین اس لئے سرے ہی سے چاندی سونے کے برتن بنوانا نہ چاہیئے
خاصکر وہ برتن جو کھانے پینے کے کام مین آوین جیسے رکابی کٹورا تشتری
دیگچی وغیرہ کہ ان سب مین کھایا پیا جاتا ہے ایسے برتن ہرگز نہ بنواوین
مگر محدثین کے نزدیک سوائے کھانے پینے کے برتنون کے اور قسم کے
چاندی سونے کے برتنون وغیرہ کا برتاؤ مین رکھنا درست ہے جیسے
قلمدان پاندان خاصدان عطردان چنگیر صندوق سلائی کجلوٹی سرمہ دانی
چوکی پلنگ وغیرہ لیکن اکثر علما اسکو بھی خالی کراہت سے نہین کہتے اور
خلاف تقویٰ کے سمجھتے ہین پس میرے نزدیک بھی یہی اولیٰ و انسب ہے کہ جہانتک

ممکن ہو کسی قسم کے چاندی سونے کے برتنون وغیرہ کو کسی طرح پر اپنے استعمال مین نہ لاوے کیونکہ جس امر مین اختلاف علما کا ہو اور بغیر اوس کے کسی طرح کا حرج بھی نہو ایسے کام سے بچنا ہی بہتر ہے علاوہ اسکے ایسی چیزون کے برتاؤ مین کئی طرح کے نقصان ہین ایک تو تکبر اور بڑائی ظاہر ہوتی ہے دوسری ایسی چیزین اکثر برتاؤ مین نہین آتین صندوقون مین بند پڑی رہتی ہین اور بنوائی اوسکی مفت مین ضایع اور برباد ہوتی ہے بالفرض اگر برتاؤ مین رکھے جاوین تو ہر وقت اوسکی حفاظت اور نگہبانی کی فکر بنی رہتی ہے اس لئے کہ ایسی چیزون کی چوری اور گم جانے کا اکثر اندیشہ رہتا ہے پس جس چیز مین سراسر نقصان ہو اور فائدہ کچھ نہو اور مسئلے مین بھی اوس کے اختلاف ہو اوس کا بنوا کر رکھنا کیا ضرور ہے۔

باب دہم

فضل علم سکھانے کے بیان مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ جہان تک ہو سکے اپنے بچون کو جاہل نرکھین علم سکھانے مین نہایت کوشش کرین کیونکہ بے علمی سے طرح طرح کے نقصانات اور خرابیان دارین کی پیش آتی ہین اس لئے کہ دنیا مین تو اَن پڑھ کو اَوّلاً نوکری ملنا مشکل ہوتا ہے۔ دوسرے اگر بڑے جدّوجہد سے میسر بھی ہوئی تو دس پانچ روپیہ سے زیادہ کی نہین ہوتی اور اس قلیل آمدنی مین بیچ کی چال سے بھی اوقات بسر ہونا دشوار ہوتا ہے اور طرح طرح کی تنگی اور تکالیف سے خالی نہین ہوتا

خاصکر بال بچے اور کُنبے والیکو تو ایک وقت کا کھانا بھی وقت سے نصیب
ہوتا ہے پھر تکلیف کی حالتون مین علم کے نفعون اور راحتون کو سوچکر افسوس
کرنا بھی کچھہ فائدہ نہین دیتا تیسرے جو کچھہ مال و اسباب میراث یا ہبہ وغیرہ
مین ملجاتا ہے وہ بھی جہالت اور نادانی کے سبب سے مفت مین برباد اور
تباہ ہوتا ہے علاوہ اس کے اپنے اور مان باپ کے نام اور آبرو مین بٹہ لگتا
ہے چوتھے اپنے دین وایمان کی باتون پر بھی کچھہ اطلاع نہین ہوتی کہ جس سے
انواع واقسام کے بدعات اور کبائر بلکہ شرک مین گرفتار ہوتا ہے اور عقبیٰ مین
بھی اسی جہالت کے سبب سے بمصداق خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ طرح طرح کے
عذاب اور مصیبتون مین مبتلا ہوگا سوائے اسکے اولاد کے بے علم رہنے کی
مان باپ سے بھی پرسش ہوگی اس لئے کہ اون کی پرورش اور تربیت مین سعی
اور کوشش کرنا والدین کو ضروری ہے اور اچھی تربیت بغیر علم سکھانے کے
حاصل نہین ہوتی اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ جب بچہ پانچ چھہ برس
کا ہووے اور اچھی طرح سے اوسکی زبان کھل جاوے اور صاف صاف باتین
کرنے لگے تو اوسکو پڑھنے کے واسطے ضرور بٹھاوین اور اوستاد معمر دیندار خوش
خلق پرہیزگار شفیق تعلیم کے طریقون سے واقف کار مقرر کرین تاکہ وہ بچے کو اس
طریقے سے پڑھاوے کہ حرف شناسی اور ہجے لگانے پر بہت جلد قادر ہوجاوے
اور اس طرح دم دلاسے سے بتاوے کہ اوسکا جی بھی نہ گھبراوے اور کسی طرح کی

وحشت اوسکے دل پر نہ آنے پاوے اور بلا ضرورت قوی کے مارے بھی نہین
کیونکہ بار بار کی مار پیٹ سے بچہ بہونچکّا ہو جاتا ہے پھر جو کچھہ اوسکو بتایا جاتا ہے
وہ مار کی دہشت سے اوسکی سمجھہ مین نہین آتا بلکہ پہلے کا پڑہا ہوا بھی اوس کے دل
سے اوتر جاتا ہے کیونکہ گھبرکی اور مار کے وقت بچے کی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے
پھر رونے کے سوا کسی بات کا اوسکو خیال و دہیان نہین رہتا اور نہ وہ تعلیم اوسکے
ذہن نشین ہوتی ہے لہذا ایسا اُستاد بچے کی تعلیم کے لئے مقرر کرنا چاہیئے کہ جہان
تک ممکن ہو اوسکو نرمی اور پیار سے پڑہاوے اسلئے کہ پیار اور محبت کے
ساتھ تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اور خوب ذہن نشین ہو جاتی ہے اور بہت مار
پیٹ سے بچہ بے حیا اور ڈہیٹ بھی ہو جاتا ہے پھر اوسکی تربیت خالی وقت سے نہین ہوتی
غرضکہ اوستاد کو چاہیئے کہ اوّلاً بچے کو پیار سے سمجھاوے کہ یہ باتین خلاف وضع شرفا
کے ہین تم انسے باز رہو اور سبق روزانہ خوب یاد کیا کرو اور آموختے کا بھی اچھی
طرح سے دہیان اور خیال رکھو اگر تم ایسے بیہودہ باتین اختیار کروگے اور سبق
وغیرہ یاد نہ رکھوگے تو لوگ تمہین نام رکھین گے اور بیوقوف کہین گے اگر اس
سے بچہ نمانے اور وہی بیہودہ حرکتین کرے اور پڑہنے مین دل نہ لگاوے
تو پھر اوسکو ڈانٹ اور تنبیہ سے سمجھاوے تاکہ بچہ اوستاد کے خوف اور رعب سے
اوس کام اور حرکت کو چھوڑ دے اور پڑہے ہوئے کو خوب دہیان سے دُہراتا
رہے تاکہ بھولنے سے محفوظ رہے احیاناً اگر تنبیہ سے بھی نہ مانے اور اپنی بیہودگی

اور مہمل باتون سے باز نہ آئے تو پہر اوسکو مار کے سمجھاوے اور یہ بہی چاہیئے کہ
یکایک بچے پر بہت محنت پڑہنے کی نہ ڈالے ابتدا مین تو دیدہ لگنے کے لئے
صرف ایک گہنٹا پڑہنے کا مقرر کرے تہوڑے دنون کے بعد جب بچے کا دل
لگجاوے تو دو گہنٹے معین کرے اسی طرح پہر تین گہنٹے حاصل یہ کہ بچے کی طاقت
اور سہار کے موافق اوس سے محنت پڑہنے کی لیتا رہے اور اوقات پڑہنے کے
بہی ایسے مقرر کرے کہ جنمین مشقت کرنا بچے کو شاق نہ گذرے اور دو تین گہنٹے
کی فرصت کہیل کود کے لئے بہی دیدیا کرے کہ اس سے بچے کا ذہن تیز ہوتا ہے
اور طبیعت بہی اوسکی ہشاش بشاش رہتی ہے پہر سبق مین جی خوب لگاتا ہے اور
جلد یاد کر لیتا ہے ایسا نکرے کہ سارا دن پڑہاتا رہے ایک دم کی بہی مہلت نذے
اس لئے کہ زیادہ محنت لینے مین کئی طرح کے نقصان ہین ایک یہ کہ تہکن کے
سبب سے بچہ پڑہنے سے جی چرانے لگتا ہے دوسرے کثرت مشقت سے دل
ودماغ ضعیف ہوکر آخر کو ذہن وحافظے مین فتور آجاتا ہے۔ تیسرے ضعف
دماغ کی وجہ سے اکثر بچے کے دردسر ہوا کرتا ہے اور مثل بیمارون کے رہتا ہے
پہر اوس کا جی لکہنے پڑہنے مین مطلق نہین لگتا اور سبق بالکل یاد نہین ہوتا بلکہ
پچہلا آموختہ بہی بہول جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بچے کو دن بہر مین دو وقت
اس طور سے پڑہاوے کہ صبح کے سات بجے سے نو بجے تک آموختہ سنکر نیا
سبق پڑہاوے پہر ایک گہنٹے کی چہٹی دیدے کہ اوسمین بچہ کہانا کہالیوے اور

تھوڑا سا کھیل کود بھی ہے تاکہ پڑھنے کی محنت کی تھکن کچھ کم ہو جاوے اور طبیعت چاق ہو کے پڑھنے کی طرف مائل ہو اور سبق کا یاد کرنا آسان ہو پھر اُستاد کو چاہیئے کہ دس بجے سے بارہ بجے تک سبق یاد کراوے اور دوپہر سے دو بجے تک بچے کو چھٹی کھیل کود کی دیدے تاکہ اسمین خوب کھیل کود کے طبیعت اوسکی شاد اور بشاش ہو جاوے پھر دو بجے سے چار بجے تک اوسکو پڑھاوے اور اس سے زیادہ محنت پڑھنے کی بچے سے نہ لیوے اور یہ بھی چاہیے کہ ہفتے مین بار بار چھٹی بچے کو نہ دے صرف جمعرات کی دوپہر سے جمعے کی شام تک چھٹی دینا کافی ہے کیونکہ جمعے کا دن مسلمانون کی عید کا ہے اور سوائے اس کے اوس روز کی چھٹی مین بچہ نہانے کپڑے بدلنے وغیرہ سے بھی فارغ ہو جائیگا اسی طرح سال مین دونون عیدون اور شبرات اور عشرۂ محرم کی چھٹی اس قاعدے سے دینا چاہیے کہ عید الفطر مین دو روز کی اور عید اضحیٰ مین چار روز کی عرفے سے ایام تشریق تک اور شبرات مین دو روز کی اور عشرۂ محرم مین صرف عاشورے کی اور اگر کوئی قریب بچے کے گھر مین ہو تو صرف اوسی روز کی چھٹی دینا چاہیئے غرضکہ جہان تک ممکن ہو بغیر ضرورت قوی مثل بیماری وغیرہ کے کبھی بچے کو زیادہ دنون کی چھٹی نہ دے کیونکہ بہت چھٹی دینے سے بچے کا دل پڑھنے سے اوچاٹ ہو جاتا ہے اور طبیعت کا لگاؤ بھی علم سے کم ہو جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بغیر ضرورت شدید کے کبھی سبق اور آموختہ اوسکا ناغہ نہونے دے کیونکہ ایک روز کے

سبق موقوف ہونے سے کئی روز تک اوسکا جی پڑہنے مین نہین لگتا ہے اور یہ بہی
چاہیئے کہ پڑہتے وقت دوسرے بچے کو اوس کے پاس نہ آنے دے کہ اس سے
بہی بچے کا دہیان پڑہنے کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور کہیل کی طرف دل مائل
ہوجاتا ہے غرضکہ جن باتون سے بچے کی طبیعت پریشان ہو اور پڑہنے سے
نفرت کرے وہ باتین مکتب مین کبہی اوسکے روبرو ہونے دے اور یہ بہی چاہیئے
کہ پڑہنے کے وقت بچے کے پاس آدمیون کا مجمع بہی نہ ہونے دے صرف ایک
یا دو معمر آدمی اوس کے پاس بیٹہے رہین تاکہ جو کچہہ ضرورت اور کام ہو وہ کردین اور
بچے کی ہر طرح کی حفاظت اور نگہبانی رکہین اور ماں باپ یا اور بزرگون کو چاہیئے
کہ جب بچے کو پڑہواوین لڑکا ہو یا لڑکی تو اوسکو مرد ہی سے پڑہواوین ایسا نکرین
کہ لڑکی کے لئے عورت مقرر کرین اس واسطے کہ پڑہی ہوئی صالحہ عورت کا ملنا
بہت مشکل ہے اکثر عورتین مکار اور چالاک ہوتی ہین پڑہانے کے حیلے سے
اکثر شریفون کی لڑکیون کو خراب کرتی ہین سوائے اس کے جتنا علم مرد کو ہوتا ہے
عورت کو نہین ہوتا پس جب اپنے بچے کو اچہی طرح سے تعلیم کرنا چاہین تو عالم
ہی سے پڑہواوین تاکہ بچہ اچہی طرح سے علم سیکہے کٹہ ملا سے ہرگز نہ پڑہواوین
اسلئے کہ بزرگون نے کہا ہے نیم حکیم خطرۂ جان نیم مُلّا خطرۂ ایمان
پس جہان تک ہو سکے اپنی اولاد کو عالم فاضل قابل کامل سے پڑہواوین تاکہ
دونون جہان کی خوبیان نصیب ہون۔

فصل ۲ علم دینی سکھانیکے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جب بچے کو پڑہنے بٹھاوین تو پہلے قاعدۂ بغدادی اوس قاعدے سے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے پڑہواوین لعد اسکے قرآن شریف ہی شروع کراوین کیونکہ وہ کلام اللہ کا اور کتاب ایمان کی ہے اوسکی برکت سے سب علم دین اور دنیا کے جلد حاصل ہوجاتے ہین پس مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچے کو قرآن مجید کا سبق دلواوین دوتیسرے پہر کسی مسائل کی کتاب کا کہ اوس سے روزے نماز کے مسئلے بھی معلوم ہوتے رہین جب قرآن شریف ختم کرچکے تو دہرانے کے زمانے مین ترجمۂ مصنفۂ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پڑہواوین تاکہ لفظ لفظ کے معنی سمجہے اور دہیان رکہنے سے کلام مجید کے معانی اور مطالب خوب ذہن نشین ہوکر دین اسلام کی بڑی بڑی باتون سے آگاہی اور وقفیت حاصل ہوجاے اور آخرت کی سزا کا خوف اور نعمتین ملنے کی اُمید دل مین بیٹھ جاوے اور لفظی ترجمہ پڑہنے مین ایک یہ بہی فائدہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے معنی سمجہنے اور یاد رکہنے سے کلمات کلام الٰہی کے خوب صحیح یاد ہوجاوینگے بعد اس کے عربی کے قواعد کی کتابین جیسے میزان منشعب زبدہ صرف میر نحو میر مائۃ عامل وغیرہ جو صرف نحو سے متعلق ہین پڑہواوین اور ان کتب کے مطالب کو زبانی یاد کراوین تاکہ قواعد عربی زبان کے ازبر ہوجاوین اسکے بعد حدیث کی کتابین پڑہوانا چاہئین تاکہ انسان اپنے دین و ایمان سے بخوبی آگاہ ہوجاوے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور

طریقے کے موافق عمل کرے تو سارے کام دین و دنیا کے اچھی طرح سے درست
ہوجاوین اور اوسپر عمل کرنے سے نجات دارین اور ترقی درجات کونین نصیب
ہو اور حدیث شریف پڑہنے کے بعد تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابین پڑہواوین
حتی الامکان علم دین ہی کی تحصیل کو سب علمون پر مقدم رکہین جب علم دین
بہمہ وجوہ حاصل ہوجاوے تو علم دنیوی مثل جغرافیہ سیاق انشا وغیرہ کہ جس کا
ذکر فصل آیندہ مین لکہا جاویگا سکہاوین تاکہ بچہ ان علمون سے بہی واقف ہوجاوے
حاصل یہ کہ جہان تک ہوسکے بچون کے علم سکہانے مین کسی طرح کا قصور نکرین
اور لاڑ پیار کی وجہ سے اپنی اولاد کے دین و دنیا کو تباہ نہونے دین کیونکہ جاہل
رہنے سے مرد ہو یا عورت دونون کو ہر طرح کا نقصان ہے اور ضرر مین دونون برابر
ہین یعنی جو خرابیان مردون کو بے علمی سے پیش آتی ہین وہی عورتون کو بہی بلکہ عورتین
تو بے علمی کی وجہ سے زیادہ تر بلاؤن مین مبتلا ہوتی ہین اسلئے کہ انسان کو عقل
اور تمیز سلیقہ اور ہوشیاری ہر چیز اور ہر کام کی دو ہی سبب سے حاصل ہوتی ہے
یا تو آدمی علم پڑہے کہ اس سے پوری پوری حقیقت دین و دنیا کے نیک و بد کی
معلوم کرکے اچھے بُرے افعال و اعمال کی جزا سزا سے خبردار ہو اور ہر طرح کے
نشیب و فراز زمانہ سے آگاہی حاصل ہو یا یہ کہ کسی عقلمند دیندار متقی پرہیزگار
نیک بخت سلیقہ شعار خوش عقیدہ باوقار کی خدمت سے فیض یاب ہوکے زمانے
کے ہر نیک و بد کا حال سنے اور انواع و اقسام کا سلیقہ و تجربہ حاصل کرے

جیساکہ مردون کا حال ہے کہ وہ علاوہ علم حاصل کرنے کے ہر طرح کے لوگون سے
ملکر ہزارون باتین سنتے ہین اور طرح طرح کا تجربہ حاصل کرتے ہین بخلاف عورتون
کے کہ یہ بیچاریان پردے کی وجہ سے سوائے اپنے کنبے اور گھر والون کے کسی
اور عقلمند ہوشیار سے فائدہ حاصل نہین کرسکتین پر ہوشیاری اور دانائی تمیزداری
اور سلیقہ شعاری کس طرح حاصل ہو اور دین و دنیا کے منافع اور مضرات پر مطلع ہو
کے دارین کی بھلائیان کیونکر نصیب ہون اسی لئے ماں باپ کو ضرور ہے کہ لڑکیون
کی تعلیم اور علم سکھانے مین نہایت سعی اور کوشش کرین تاکہ وہ ضروریات دین
و دنیا سے واقف ہو کے اپنے ضروری کامون مین کسی دوسرے کی محتاج نرہین
اور یہ جو بعضے نادان اور احمق خیال کرتے ہین کہ عورتین پڑھنے لکھنے سے شہدی اور
بدکار ہو جاتی ہین ان کو پڑھانا لکھانا نچاہیئے سو یہ گمان محض بیجا ہے اس واسطے
کہ جن عورتون نے علم حاصل کیا اور لکھنے پڑھنے مین دل لگایا اکثر ایسی ہی عورتین
خوف خدا سے باحیا اور باعصمت رہین اور دنیا مین مردون کے مثل نامور اور
مشہور ہوئین جیسے نورجہان بیگم زیب النسا بیگم ہندوستان کی بادشاہزادیون مین دیکھو
کیسی لکھی پڑھی تھین کہ آج تک اونکی تصنیف کی ہوئی کتابین موجود ہین اور اونکی
عفت و عصمت بھی زمانے مین مشہور و معروف ہے ان کے سوا اور ملکون مین
دیکھو تو کیسی کیسی علم و قابلیت عصمت و عفت والی عورتین گذری ہین جیسے
زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون رشید کی بی بی کہ کیسی علم و فضل والی تھین

اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف مین صحابہ کی بیبیان
کیسی عالم متقی دیندار تہین اور بہت سی عورتین ولی ہوئین ہین کہ جن کے حالات
وقصص کی علمانے کتابین تصنیف کی ہین اور اون مین انکے اتقا و پرہیزگاری
اور علم وغیرہ کی کیفیت بخوبی لکہی ہے اگر انصاف سے دیکہو تو بیحیائی اور بدکاری
کچہہ علم وجہل پر موقوف نہین بہت سی جاہل عورتین ایسی شہدی لچی بدکار ہوتی
ہین کہ فاحشہ عورتون کو بہی طاق مین بٹہاتی ہین بلکہ میرے نزدیک تو بیحیائی اور
بدکاری جہالت ہی سے ہوتی ہے اور عصمت وعفت علم سے کیونکہ علم کی وجہ
سے ہر عمل نیک وبد کی پاداش کا حال معلوم ہوجاتا ہے اور اوس کے
خوف ورجا کے سبب سے انسان ہر فعل بد سے بچتا اور ہر نیک کام کی طرف
توجہ اور میل کرتا ہے پس میری راے مین تو جہان تک ممکن ہو عورتون کو ضرور علم
سکہانا چاہیے اگر زیادہ نہو سکے تو اتنا تو ضرور چاہیئے کہ قرآن شریف مع ترجمہ
اور اردو کتابین مسائل اور عقائد کی چہپی ہوئی پڑہاوین تاکہ وہ اپنے دین وایمان
کے ضروری احکام مثل نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ سے واقف اور خبردار ہوجاوین
اور عقیدے بہی اون کے درست اور صحیح ہوجاوین کہ جس کے باعث کفر اور
شرک سے بچکر عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہین۔

فضل علم دنیوی سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ بچون کو حسن اخلاق کے قاعدے اور آداب جنکا بیان اچہی طرح سے

اوپر گذر چکا تعلیم کرنے اور علوم دینیہ سکھانے کے بعد دنیا کا علم بھی ضرور سکھاوین
اور اس امر کا ضرور خیال رکھین کہ بچے کو اوسکی استعداد کے موافق کتابین پڑھواوین
یعنی اگر بچہ بالکل نہ پڑھا ہو تو اول اوسکو الف بائے فارسی جو اُردو اور فارسی کی
الف بے ہے اچھی طرح سے حروف شناسی اور ہجے کے ساتھ پڑھواوین جب
حرف بخوبی پہچاننے اور ہجے بغیر بتائے لگانے لگے تو کوئی ایسی کتاب اُردو کی
جسمین چھوٹے چھوٹے جملے اور سلیس عبارت ہو پڑھواوین اسی طرح فارسی کی
کتابین بھی ابتدا مین سہل سہل مثل کریما مامقیمان آمد نامہ وغیرہ کے پھر اس سے
کچھہ مشکل کتابین جیسے گلستان بوستان پڑھوانا چاہئین جب اس سے بچے کو
کچھہ استعداد آجاوے پھر اور دقیق کتابین فارسی کی جیسے انوار سہیلی سکندر نامہ
وغیرہ پڑھواوین غرضکہ جیسی استعداد بچے کی زیادہ ہوتی جاوے ویسی ہی مشکل
کتابین پڑھواتے جاوین لیاقت سے بڑھکر کوئی کتاب نہ شروع کراوین کیونکہ اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ جو بچہ بے ترتیب پڑھایا جاتا ہے استعداد اوسکی اچھی نہین ہوتی اور
اور علم مین خام رہتا ہے اِس لئے پڑھوانے مین ترتیب کا ضرور لحاظ رکھین۔
اور یہ بھی چاہیئے کہ جو کتاب دقیق ہو اوس کا سبق صبح کے وقت مقرر کرین
اور جو سلیس اور سہل ہو اوس کا تیسرے پہر کو کیونکہ اخیر وقت وحشت کا ہوتا
ہے اور بچہ صبح کی محنت کرنے سے آخر وقت تھکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت بھی
اوسکی خوش نہین ہوتی پس اوس وقت مشکل کتاب کا پڑھنا اور سمجھنا دشوار ہوتا ہے

بخلاف صبح کے کہ وہ وقت فرحت کا ہے اور بچہ بھی رات کے آرام پا لینے
سے تازہ دم ہوتا ہے پس اوس وقت مشکل کتاب کا سبق جلد بچے کے
ذہن مین آجاتا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ ہر روز تھوڑا تھوڑا آموختہ بچے کو پڑھواتے
رہین بلکہ ہر ہفتے مین جمعرات کا دن آموختے کے لئے مقرر کرنا چاہیئے تاکہ پچھلا
پڑھا ہوا یاد اور تازہ ہوتا رہے اور یہ بھی چاہیئے کہ دو وقتا پڑھنے مین ایک
ہی کتاب کا سبق نہ پڑھاوین بلکہ ایک کتاب کا سبق صبح کو پڑھایا جاوے تو
دوسری کتاب کا دوسرے وقت اسلئے کہ اس طرح کے پڑھانے مین کئی فائدے
ہین ایک یہ کہ جتنی عمر مین بچہ ایک سبق سے ایک علم پڑھے گا اوتنی ہی عمر مین اوسکو
دو علم حاصل ہونگے۔ دوسرے یہ کہ اکثر دو تین گھنٹے مین سبق یاد ہوجاتا ہے پھر
اوس یاد کیے ہوئے کی تکرار کرنے سے دل اکتا جاتا ہے پھر اوسمین مطلق جی
نہین لگتا تیسرے یہ کہ مختلف وقتون مین مختلف کتابون کے پڑھنے مین جی
زیادہ لگتا ہے کیونکہ ہر کتاب مین نئے نئے مضامین اور مطالب حاصل ہونے
سے جی بہت خوش ہوتا ہے اور بچہ اوسکو یاد بھی جلد کرلیتا ہے اسواسطے کہ نئے
کام کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور اوسکے کرنے مین طبیعت خوب لگتی ہے چنانچہ
مثل مشہور ہے کہ کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ یعنی ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے پس لازم
ہے کہ مختلف علمون کی دو کتابین مختلف وقتون مین بچون کو پڑھواوین جیسے
ایک وقت انشا کی کتاب پڑھواوین تو دوسرے وقت حساب کی اس لئے کہ

حساب کا علم پڑہوانا بہی بچے کو نہایت ضرور ہے اور اس علم سے بہت کام پڑتا
ہے حاصل یہ کہ بچے کو ایسے علم پڑہواوین کہ جو دین و دنیا کے کار آمد ہون
اور اس قسم کی کتابین کہ جن مین چہوٹی چہوٹی حکایتین اور قصے یا مضامین عشق عاشقی
کے مندرج ہون اور اون سے بچے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نظم ہون
یا نثر ہرگز نہ پڑہواوین سچی حکایتون اور قصائد اور ایسے نظم کے پڑہوانے کا جسمین
نصیحت وغیرہ نکلتی ہو مضائقہ نہین بلکہ اسطرح کے نظم کا پڑہوانا اچھا ہے اسلئے
کہ نظم مین اکثر جی لگتا ہے اور بہت نظم پڑہنے سے شعر کہنے کا سلیقہ بہی آجاتا ہے
اور اسکی مہارت بہی ایک جداگانہ علم ہے پس اسکا سکہا دینا بہی بہتر ہے اور
لڑکیون کو جب تک اون کی شادی نہو جاوے نظم کتابین پڑہنے کی اجازت
نہ دین اس لئے کہ اسمین ایک قسم کے فساد اور بگاڑ کا خیال ہے مگر ایسے نظم
کو جسمین شرعی مسائل یا عقائد خواہ نصائح وغیرہ کا ذکر ہو پڑہنے کا مضائقہ نہین
لیکن اون کو زیادہ تر علم دنیوی کی کتابین نہ پڑہوانی چاہئین ہان بعد سکہا
دینے ضروری علم دین کے چند کتابین اس قسم کی پڑہاوین کہ جس سے وہ خط و
کتابت اور گہر کا حساب وغیرہ اردو یا فارسی زبان مین لکہہ پڑہ لین تاکہ اونکی
ضرورت کے کامون مین حرج واقع نہ ہو کیونکہ اکثر باتین عورتون کو ایسی شرم و
حیا کی پیش آتی ہین کہ اون کو سوائے اپنے خاوند کے مان بہن ساس نند وغیرہ
کسی عزیز و قریب سے بہی ظاہر نہین کر سکتین اسی طرح خاوند کو بہی کبہی کبہی پوشیدہ

باتون کا اپنی بی بی سے کہنا منظور ہوتا ہے اور اتفاق سے وقت پر میان بی بی پاس نہین ہوتے پس سوائے لکھنے پڑہنے کے اور کسی طرح کام نہین نکل سکتا ورنہ راز مخفی دوسرون پر بہی آشکارا ہوجاویگا اور عورتون کو علم حساب اور سیاق کا سکھانا امور خانہ داری کے لئے بہت مفید ہے اس لئے کہ خاص اون کے یا اون کے خاوند اور باپ بہائی کے مال مین جو بڑی محنت اور مشقت سے کما کر لاتے ہین کوئی دوسرا شخص فریب دہی کی راہ سے اونکو بیوقوف بنا کر چوری اور خیانت نہین کرسکتا اس واسطے کہ وہ خود اپنے گہر کا حساب کتاب لکھ پڑہ کے سمجہہ سکتی ہین اور یہ لکھا ہوا اکثر وقتون مین خوب کام آتا ہے جیسے بعضے مردون کی عادت ہوتی ہے کہ روپیہ پیسا جو گہر کے خرچ کے لئے دیتے ہین اوسکا حساب بہی پوچہتے ہین اوس وقت حساب لکھا ہوا بڑے کام آتا ہے کیونکہ مہینے دو مہینے تک پورے مصارف کا یاد رکہنا مشکل ہے اور اوس کی بہول چوک مین مرد کو انواع اقسام کے شبہے ہوتے ہین ادنی اون مین کا یہ ہے کہ کہین یہ روپیہ پیسا اپنے ماں باپ بہائی بہن وغیرہ میکے والونکو تو نہین دیدیا اور ایسے بیہودہ شبہون سے آپسمین ناحق کا رنج فساد پیدا ہوتا ہے اور بڑہتے بڑہتے آخر کو منجر بافتراق و بربادی خان و مان ہوتا ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ بعد سکھانے علوم دینیہ ضروریہ کے دنیا کا علم بہی بقدر حاجت عورتون کو ضرور پڑہاوین کیونکہ لیاقت اور سمجہہ انسان کو دوہی وجہ سے آتی ہے ایک اون مین سے یہ کہ کسی عالم باعمل زاہد

کامل فاضل اجل کی خدمت بابرکت مین بیٹھکے اکتساب عقل کی باتون اور ہوشیاری وسلیقہ شعاری کا کرین اور یہ طریقہ بوجہ ضروری ہونے پردے کے ہمارے دین مین مستورات کے حق مین بالکل مفقود ہے دوسری وجہ علم پڑہنا سواد سکو مردون نے لغو اور بیہودہ سمجھہ رکھا ہے پہر کون سی صورت عورتون کی حسن تربیت کی ہے جس سے وہ بیچاریان تمیزدار اور ہوشیار ہون جیسا کہ فصل سابق مین بیان ہو چکا اور میرے نزدیک بہی سوائے علم کے اور کوئی شکل عورتون کی تعلیم و تربیت کی نہین ہے غرضکہ لڑکیون کو بہی علم سے محروم نہ رکہین اور ضروری ضروری علم اون کو پڑہواوین تاکہ وہ بہی اس نعمت سے محروم نرہین اور علم حاصل کرکے نجات دارین پاوین اور اپنے علم سے راحت اور نفع اوٹہاکر ان باپ کو دعاے خیر سے یاد کرین فقط۔

فصل لکہنا سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ بچون کے لئے پڑہانے کے زمانے مین ایک گہنٹا لکہوانے کا بہی ضرور اس طور سے مقرر کرین کہ جب وہ اپنا سبق اچہی طرح سمجہہ کے یاد کرلین اور اوسکے بار بار دہرانے سے اون کے دل پر کسی طرح کے آثار کاہلی اور پریشانی کے معلوم ہون اوس وقت سبق چہڑواکے گہنٹا بہر لکہنے مین محنت کراوین تاکہ جتنی ماندگی اور تکن بچے کو پڑہنے کی وجہ سے ہوئی ہو وہ سب جاتی رہے اور وہ لکہنا اوسکے حق مین باعث تفریح کا ہو سوائے اسکے لکہنا پڑہنا دونون آپس مین لازم ملزوم ہین کیونکہ پڑہنے لکہنے کی برابر ضرورت ہوتی ہے اور بغیر لکہنا جاننے

کے نراپڑہا ہونا کچھہ کام نہین آتا پس دونون کو برابر سیکھنا چاہیے طریقہ لکھانیکا
یہ ہے کہ اول حروف مفردہ یعنی الف بے تختی پر لکھواوین جب وہ حرف
فی الجملہ صاف اور کرسی سے درست ہوجاوین تو دوسری تقطیع یعنی بابت لکھوانے
اور اوس کے ساتھہ بہی ایسا ہی معاملہ کرین حاصل یہ کہ کل تقطیعون کے
صاف ہونے کے بعد مرکبات یعنی ابجد اور بہت سے قطعات لکھواوین اسکے
بعد پہر الف بے سے وصلیون پر لکھوانا شروع کراوین جب قطعات کی نوبت
پہونچے تو اونکے ساتھہ بچے کا روزمرہ سبق بہی متوسط قلم سے لکھواتے رہین کیونکہ
اسمین کئی فائدے ہین اول تو لکھنے سے سبق خوب ذہن نشین ہوجاویگا۔ دوسرے
عبارت لکھنے سے بہی کچھہ مناسبت ہوجائیگی تیسرے املا بہی فی الجملہ
درست اور صحیح ہوجاویگا پہر جب بچے کو اس طرح کا لکھنا آجاوے تو مطلب
کا مسودہ اردو عبارت کا اوس سے لکھواوین تاکہ مضمون بنانے مین بہی کچھہ
دخل ہوجاوے اسکے بعد اردو عبارت سے فارسی زبان مین مسودہ بنانا شروع
کراوین تاکہ فارسی بنانے کی بہی استعداد ہوجاوے غرضکہ اس طرح کے لکھوانے
سے املا انشا تصنیف وغیرہ کی بہی مہارت ہوجاوے گی کیونکہ جتنے کام ہین
وہ بدون کئے نہین آتے اگر تمام عمر لڑکے کو پڑہاتے رہین اور لکھنا نہ سکھاوین
تو اوسکو لکھنا ہرگز نہ آویگا بڑے بڑے عربی اور فارسی دان ایسا بدخط لکھتے ہین
کہ جسکا پڑہنا دشوار ہوتا ہے اور اسی بدخطی اور بدا ملا ہونے کے سبب سے مطلب

بھی اونکی عبارت کا مشکل سے سمجھ مین آتا ہے اور یہ بدخطی وغیرہ بے مہارتی کی وجہ
سے ہوتی ہے انشا املا کی صحت صرف پڑھنے سے نہین ہوتی بلکہ منشی گری فن
دوسرا ہے بغیر لکھنے کی مہارت کے حاصل نہین ہوتا اور ایسا ہی بات چیت کا
حال ہے کہ بدون سیکھے اچھی طرح سے نہین آتی دیکھو بعض علما کتب درسیہ بخوبی
جانتے ہین مگر گفتگو مین دو چار جملے عربی فارسی کے بھی بلا تکلف صحیح موافق محاورے
کے نہین بول سکتے اسی طرح تحریر مین بھی سمجھنا چاہیئے کہ بڑی بڑی استعداد والے
اونی طالبہ کی جو اس فن مین مہارت رکھتے ہین تحریر مین برابری نہین کر سکتے اس سے
صاف ظاہر ہے کہ پڑھنے کا فائدہ لکھنے ہی سے خوب ظاہر ہوتا ہے پس لڑکون
کے لکھنا سکھانے مین بہت کوشش کرین مگر لڑکیون کو بہت فارسی وغیرہ لکھوانے
اور منشی گری سکھانے کی ضرورت نہین صرف اتنا لکھوانا کافی ہے کہ
جس سے وہ اپنے مخفی امور یا خانگی حالات اپنے خاوند یا ماں باپ بھائی بہن وغیرہ
کو لکھ بھیجین اور اون کی مفصل کیفیت خود معلوم کرلین یا اپنے گھر کا حساب کتاب
لکھ لین اور اپنے جملہ امور خانگی مین کسی کے لکھنے پڑھنے کی محتاج نرہین اس لیئے کہ
بعض وقت اپنا کوئی پوشیدہ حال سوائے عزیز قریب کے اور کسی پر اظہار کرنا منظور
نہین ہوتا یا کوئی ایسی مخفی بات ہوتی ہے کہ وہ بجز اپنے خاوند کے اور کسی سے
کہنے کی نہین ہوتی اسی طرح خاوند کو بھی کوئی ایسی مخفی بات بی بی سے کہنا منظور ہوتی
ہے کہ وہ ماں بہن سے نہین کہہ سکتا اور اوس وقت اتفاق سے میان بی بی

پاس نہین ہوتے ایسے وقت مین لکھنے پڑہنے ہی سے کام نکلتا ہے اور کسی دوسرے پر گھر کا راز نہین کھلتا پس عورتون کو اتنا سکھانا نہایت ہی ضرور ہے کہ وہ بیچاریان اپنی خانہ داری کی حاجتون کے لکھنے پڑہنے مین کسی دوسرے کی محتاج نرہین اور اپنے دین کے احکام سے واقف ہوکر نجات دارین کی پاوین اور اپنے بزرگون کو دعاے خیر سے یاد کرین۔

باب یازدہم

فصل ریاضت کے طریقونکے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جسم کی توانائی اور قوت کے لئے ورزش کرنا نہایت عمدہ بات ہے اسلئے کہ اکثر ریاضت سے انسان قوی اور تندرست رہتا ہے اور صحت و توانائی نعماے الٰہی مین سے ایک بڑی نعمت ہے جیساکہ بخاریؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ یعنی تندرستی اور فراغت ایسی دو نعمتین ہین کہ بہت سے لوگ اونمین ٹوٹا پاتے ہین یعنی بے محل صرف کرتے ہین اور اونکی قدر نہین جانتے اور اسی صحت و قوت سے بڑے بڑے سخت اور مشکل امور انصرام پاتے ہین چنانچہ جنگ مین دشمنان دین و دولت پر فتحیابی بلکہ تمام امور عظیمۂ دنیا و عقبیٰ پر کامیابی اسی زور اور قوت کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور بغیر اس کے کچھہ کاربراری نہین ہوسکتی اسی واسطے علماے دین

اور حکماے حکمت آئین نے قوت حاصل کرنے کے لئے ورزش اور ریاضت
کرنیکا ایما کیا ہے اور حکیمون نے فرمایا ہے کہ ورزش جو ایک قسم کی ریاضت ہے
انسان کے تمام رگ پٹھون کو درست کر دیتی ہے اور جو غذا کھائی جاتی ہے جلد ہضم
ہو کر جزو بدن ہو جاتی ہے اور محنت کے سبب سے سب فضول بدن کے تحلیل
ہوتے رہتے ہین اور پارسائی بھی جو رضاے آلہی کی موجب ہے حاصل ہوتی ہے
کیونکہ ورزش کے شوقین فسق و فجور کی طرف ہرگز میل نہین کرتے بلکہ اپنی بی بی سے
بھی کنارہ جوئی کرتے ہین اور کمتر اس شغل کی طرف متوجہ ہوتے ہین حکیمون نے بدن
کی قوت اور تیاری کے لئے طرح طرح کی ورزش کے طریقے ایجاد کئے ہین دو
انمین سے جو زیادہ نافع اور عمدہ ہین اس جگہہ بیان کئے جاتے ہین اور اون کی
خوراک اور موسم وغیرہ کا بھی حال لکھا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ اول ان مین کا ڈنڈ
ہین اور یہ کئی طرح کے ہوتے ہین بعض قسم مین اوپر کے بدن کو زیادہ قوت حاصل
ہوتی ہے اور نیچے کے بدن کو کم اور بعض مین نیچے کے بدن کو زیادہ نفع پہونچتا
ہے اور اوپر کے جسم کو کم مگر جو طریقہ کہ حکما اور اطباے کاملین کے نزدیک مقبول
و پسندیدہ ہے یہ ہے کہ اپنے دونون ہاتھون کو برابر صاف مسطح زمین پر مقابل ایک
دوسرے کے رکھے اور اون کے درمیان مین تین یا ساڑھے تین بالشت کا فصل
چھوڑے اور دونون پانون کے بیچ مین بہ نسبت ہاتھون کے کم فاصلہ یعنی
دو ڈہائی بالشت کا رکھے اور ہاتھہ پانون مین پانچ بالشت کا فصل رکھکے ڈنڈ کرنا

شروع کرے اور ڈڑکے وقت اسکی احتیاط ضرور چاہیئے کہ ہاتھہ پانون مونہہ
گردن سر کو کج نہ کرے جو عضو جس وضع پر ہو اوسکو اپنے حال اور شکل پر رہنے دے
سر اور سینے کو آگے کی جانب زیادہ کھینچے اور مونہہ بند رکھے اور سانس کو دیر دیر
مین آہستہ آہستہ نتھنون سے باہر نکالے اور مونہہ سے سانس نہ لے اور ڈڑکے
شروع کے زمانے مین بہت سانس نہ روکا کرے کیونکہ زیادہ دم روکنے سے کئی
طرح کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اگر معدہ خالی ہو تو ڈڑ کرنے سے پہلے کوئی
لطیف اور مقوی چیز کہالے کہ خالی پیٹ ورزش کرنے سے کلے خشک ہو جاتے
اور آنکھون مین گڑھے پڑ جاتے ہین جب ورزش شروع کرے تو پہلے روز پانچ
ڈڑ سے زیادہ نکرے پھر بقدر طاقت کے ہر روز بتدریج بڑہاتا رہے اور جتنا تحمل ہو
اوتنی گنتی تک پہونچاوے اور قوت کے موافق ایک بار مین جسقدر ڈڑ ہو سکین
اوتنے کرکے کہڑا ہو جاوے پھر اپنی سانس کو درست کرے اور بازو کی مچھلیون
کو اچھی طرح سے پھیرے اور مڑوڑی دے اور سینے کی مشتی کرے جب دم راست
اور گرمی بدن کی دور ہو جاوے تو پھر ڈڑ کرنا شروع کرے جب دم بھر جاوے
تو پھر بدستور سابق کہڑا ہو جاوے اور دم کو راست کرکے آرام لے غرضکہ
اس طور سے جسقدر ڈڑ کرنا منظور ہون اوس قدر اپنے معمول کے موافق پورے
کرے اور ابتدا سے انتہا تک اونکی گنتی کا دل مین خیال رکھے اور فائدہ ڈڑ کرنے
مین یہ ہے کہ تمام اعضا کو اس سے طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے اور

دوسری قسم ورزش کی مگدر ہے اس کی دو قسمین مشہور ہین ایک رومالی دوسری بغلی اور یہی دو قسمین مگدر کی سب قسمون سے بہتر ہین فائدہ خاص اس ورزش کا یہ ہے کہ اس سے ہاتھہ بازو شانے گردن سینے بغل مین تیاری اور توانائی آتی ہے اور اس ورزش مین بھی حبس دم کی رعایت ضرور ہے اور اسکو بھی ڈنڈ کے مثل بتدریج بڑہاتا جاوے یکبارگی نہ بڑہاوے رفتہ رفتہ ہزار دو ہزار ہاتھہ تک نوبت پہونچے تو نہایت بہتر ہے عمدہ فصل ورزش کے لئے برسات کی ہے اسلئے کہ موسم کی حرارت نہونے کے سبب سے تحمل ورزش کی محنت و مشقت کا اچھی طرح سے ہوتا ہے اور اس موسم مین جو رطوبت زیادہ پیدا ہوتی ہے وہ بھی ورزش سے خوب تحلیل ہوتی رہتی ہے اور گرمی مین تو حرارت کی وجہ سے جو لوگ ریاضت کے عادی ہین وہ بھی کم کر دیتے ہین اس لئے کہ موسم اور ورزش کی حرارت سے روح زیادہ تحلیل ہوتی ہے اور جاڑے مین سردی کی زیادتی سے پسینا جو باعث تیاری کا ہے نہین نکلتا ورزش کرنے والے کو عمدہ اور مقوی غذائین کہانی چاہئین جیسے دودہ یخنی یا مرغ کا انڈا اور کلہ بکری کا اور ورزش کرنے کے وقت بھیگے ہوئے چنے چابنا نہایت مفید ہے اور خشک میوہ بھی مثل پستہ بادام فندق چارمغز کشمش وغیرہ کے جو مقوی اعضا ہو اور بدن کو تیار کرے کہانا چاہیے بعد اس کے گیہون کی روٹی اور حلوان کا گوشت موافق بھوک کے کہاوے اور ترش چیزون سے احتیاط رکھے کیونکہ اس سے قوت کو ضعف ہوتا ہے

پس ہر انسان کو چاہیئے کہ جس طرح ہو سکے قوت و توانائی حاصل کرے اسلیئے کہ
زور قوت ہی پر تمام امورات دین اور دنیا کے موقوف ہین اور سب کام طاقت
ہی سے بنتے ہین اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکے سن شعور
کو پہونچین تو اونکو ورزش کرنے کے طریقے بھی ضرور سکھاوین تاکہ وہ زور و قوت
حاصل کرکے سب کام دین و دنیا کے نہایت خوش اسلوبی سے درست کرین
اور ہر طرح کے آسائش و آرام اوٹھا کے والدین کو دعاے خیر سے یاد کرین فقط

فصل شہسواری کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ گھوڑے اور اوسکی سواری کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث
شریف مین بہت مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ والعادیات مین گھوڑون کے
ساتھ قسم کھائی اور چند آیتون مین انہین کے اوصاف ذکر فرمائے ہین اور حدیث
شریف مین بھی وارد ہوئے ہین جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُمْنُ الْخَیْلِ
فِی الشُّقْرِ[1] یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صاف سرخ رنگ کا
گھوڑا یعنی جسکو سرنگ کہتے ہین بہت مبارک ہوتا ہے اور بخاری و مسلم نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اَلْبَرَکَۃُ فِی نَوَاصِی الْخَیْلِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

[1] اشقر وہ گھوڑا ہے کہ جس کی رنگت صاف سرخ ہو اور اوسکی ایال اور دم بھی سرخ ہو اور اگر سیاہ ہو تو وہ کمیت ہے

کہ گھوڑون کی پیشانی مین برکت ہے اور سوا اسکے سب عقلا کا اسپر اتفاق ہے
کہ اللہ جل شانہ نے سب جانورون مین گھوڑے کو معزز و ممتاز فرمایا ہے اور انبیا
علیہم السلام اور بادشاہان ذوی الاحترام کا اسکو مرکب ٹھیرایا اسی لئے شرع شریف
مین مردون کو گھوڑون پر سوار ہونے کی تاکید آئی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم گھوڑون سے بہت محبت رکھتے تھے جیسا کہ نسائی نے انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمْ یَکُنْ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَآءِ مِنَ الْخَیْلِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتون کے بعد گھوڑون سے زیادہ محبوب
کوئی چیز نہ تھی پس مردون کو اوسکی سواری کے قاعدے سیکھنا نہایت ہی ضرور
ہین اس واسطے کہ مردون کے لئے گھوڑے سے بہتر اور عمدہ کوئی سواری نہین
ہے اگرچہ ہاتھی کی سواری خالی عظمت اور شان سے نہین ہے لیکن آدمی اس
سواری پر محض بے اختیار رہوتا ہے بخلاف گھوڑے کی سواری کے کہ اسمین
ہر طرح کا اختیار حاصل ہے جدہر باگ کو پھیرا اُدہر دوڑا اور ہاتھی فیلبان کے
قابو مین ہوتا ہے سوا اسکے چلت پھرت اور تیزی و چالاکی جو گھوڑے مین ہوتی
ہے وہ ہاتھی مین کہان گھوڑے کی رفتار سات قسم کی ہوتی ہے نام اون کے
یہ ہین گام دوگامہ شاہ گام اپیہ راہوار یرغان خوشخرام پس ان سب چالون
مین سے شاہ گام بہت اچھی رفتار ہے کہ جس سے سوار کو کسی طرح کی تکلیف اور تکان

نہین ہوتی بلکہ نہایت آسائش و آرام پاتا ہے ایسی چال کا گھوڑا بہت نادر ہے
بادشاہون اور سردارون کی سواری کے قابل ہوتا ہے اور دوڑ گھوڑے
کی تین طرح پر مشہور ہے دُلکی چہارتاگ پلّا یعنی سرپٹ عمدہ انمین سے چہارتاگ ہے
کہ اوسمین سوار کو بہ نسبت دُلکی کے آسائش اور آرام ملتا ہے اور دُلکی مین نہایت
زحمت اور تکلیف ہوتی ہے اور پلّے کی دوڑ مین بھی بہت تیزی کے سبب سے
سوار کو نہایت ایذا ہوتی ہے گھوڑے کی سواری کے قاعدون مین دو نکتے بہت
عمدہ ہین اول یہ کہ گھوڑا لگام ہی سے قابو مین رہتا ہے اور لگام باگ سے بندھی ہوتی
ہے پس ہر لحظہ دھیان اپنا باگ کی طرف رکھنا چاہیئے اور اوس کو اتنا سُست اور
ڈھیلا نہ چھوڑدے کہ گھوڑا اختیار سے باہر ہوجاوے اور نہ ایسا بہت سخت اور
کھینچا رکھے کہ گھوڑا چلنے سے باز رہکر کھڑا ہوجاوے بلکہ باگ کو اعتدال سے رکھنا
چاہیئے اور سوار کو یہ بھی ضرور ہے کہ نگاہ اپنی گھوڑے کے دونون کانون کے بیچ مین
رکھے اسلئے کہ اس قاعدے کے برتاؤ سے گھوڑا ٹھوکر وغیرہ سے اور سوار گرنے پڑنے
سے محفوظ رہتا ہے اور جن گھوڑون مین پشتک مارنے کا عیب ہو تو سوار کو چاہیئے
کہ گھوڑے کی باگ خوب مضبوط پکڑے اور فی الجملہ کھینچی ہوئی رکھے تاکہ سر اوسکا اونچا
اور بلند رہے اسلئے کہ گھوڑی کا قاعدہ ہے کہ پشتک مارنے کے وقت سر نیچے
کرلیتا ہے جب سر اوسکا اونچا رہے گا تو وہ ہرگز پشتک نہ مار سکیگا اور جنمین الف
آنے کا عیب ہو تو سوار کو ضرور ہے کہ الف ہونے کے وقت فوراً باگ کو

بائین طرف جھکا کر تھوڑا سا زور دیوے تو وہ الف ہونے سے باز رہے اگر الف
ہونے کے وقت گھوڑے کے سر گردن مونہہ پر کوڑے مارنے تو بھی اپنے عیب
سے باز رہے گا اور بعض گھوڑے کو ٹھوکر کھانے کی عادت ہوتی ہے پس اگر باگ
گھوڑے کی ڈھیلی ہوگی تو ضرور ٹھوکر کھائے گا اور غافل سوار زین سے گھوڑے کی گردن
پر آرہے گا یا اوسپر سے نیچے گر پڑے گا اور جو باگ چست رہے گی تو ٹھوکر لینے سے
باز رہے گا اور جو ٹھوکر بھی کھائے گا تو سوار اور گھوڑے کو کسی طرح کی ایذا اور تکلیف
نہوگی اور دونو اوس کے صدمے اور آسیب سے امن مین رہین گے دوسرا نکتہ گھوڑے
کی سواری مین یہ ہے کہ زین پر بیٹھنے کے بعد اوسکو اپنی دونون رانون سے خوب
مضبوط پکڑے اور اچھی طرح سے رانون کو گھوڑے کے دونون کوکھون پر جمائے
رہے اور اپنے پانون کے نیچے کو بھی ذرا گھوڑے کے پیٹ کی طرف مائل اور
پانون کا رکاب پر زور رکھے ٹیڑھا اور خمیدہ ہو کر نہ بیٹھے سیدھا اور تنا ہوا بیٹھے تہمنے
اور سست چلنے کے وقت تھوڑا سا اشارہ اپنی ایڑی کا گھوڑے کے پیٹ کی
جانب کردے اور مارے پیٹے نہین بلکہ ایڑی اور ران کے اشارے سے اپنا
کام نکالے جو لوگ شہسواری کے فن مین کامل اور استاد ہوتے ہین وہ گھوڑے
کو ایڑ اور ران کے اشارے سے ایسا آشنا کر لیتے ہین کہ وہ دوڑنا اور پھرنا اور
ٹھیرنا جو کچھ کہ مقصود ہوتا ہے اسی ایڑ اور ران کے اشارے سے بجالاتا ہے پھر سوار
اور گھوڑا دونون مار پیٹ کی ایذا اور تکلیف سے بچ جاتے ہین غرضکہ گھوڑے

کی سواری مین باگ کی رعایت اور ران کی مضبوطی ہر دم ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ گھوڑے کی شرارت اور شوخی سے محفوظ رہے اور اوسکی نشست سے آرام اور فائدہ اوٹھاوے۔

فصل تفنگ اور تیراندازی اور غلیل بازی کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ لکھنے پڑہنے کے بعد مردون کے لئے سب ہنرون مین سے فنون سپہگری جیسے تفنگ اور تیراندازی اور غلیل بازی وغیرہ نہایت عمدہ فن ہین فضیلت ان کی کتاب عزیز اور سنت مطہرہ سے بہی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کے دسوین پارے چوتھے رکوع مین ارشاد فرمایا ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ یعنی تیار کرو دشمنون کے دفع کے لئے جو تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندہنا مفسرین فرماتے ہین کہ مراد قوت سے ہر وہ چیز ہے کہ لڑائی مین دشمن پر قوت دے اور سارے ہتیار اور کمان وغیرہ اسی قبیل سے ہین صحیح مسلم وغیرہ مین عقبہ بن عامر کی حدیث مین وارد ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نے منبر پر اس آیت شریف کو پڑہا اور فرمایا کہ خبردار رہو بیشک مراد قوت سے تیراندازی ہے اور اس کلمے کو تین بار فرمایا اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ تیراندازی کا فن

سارے فنون سے افضل ہے اور علم باوجودیکہ سب فنون سے اعلیٰ ہے لیکن
بعض اوقات نرے علم سے کاربراری نہین ہوتی بلکہ فنون سپہگری کی حاجت
پڑتی ہے اَن پڑہ عزت دار اور شریف لوگ تو انہین فنون مین نوکری کو بہتر اور
عمدہ جانتے ہین اور بعض پڑہے آدمی بہی فوج ہی کی نوکری کو پسند کرتے ہین علاوہ
اس کے اکثر عالم مین جنگ و جدال کا کام پڑتا ہے اس لئے طریقے اور قواعد اون
فنون کے جو لڑائی مین مفید ہون اپنی اولاد کو تعلیم کرنا نہایت ضرور ہین تاکہ حاجت
سے پہلے ہی اونکے دل کی دہشت دور ہو جاوے اور جوانمردی و شجاعت
کہ خاصکر مردون کے حق مین بہترین صفات انسانی سے ہے اون کے دلون مین
پیدا ہو اور اللہ جل شانہ بہی اون کو بہادری کے سبب سے دوست رکہے سوائے
اس کے طریقے اور قواعد حرب کے سیکہنا دشمنون کے دفع کرنے مین نہایت
مفید ہوتے ہین اسلئے کہ آدمی کیسا ہی بہادر و شجاع ہو جب تک کہ سامانِ
جنگ کا اوس کے پاس نہو اور قاعدے طریقے حرب کے نہ آتے ہون نری
دلیری و مردانگی سے کچہہ کام نہین چلتا اگلے زمانے مین تلوار تیر گرز نیزہ کمند
گوپھن خنجر جمدہر تیر وغیرہ آلات جنگ کے تہے مگر اس زمانے مین بندوق سنگین
تمنچے کرچ توپ وغیرہ کا سارے جہان مین رواج زیادہ ہے اور حقیقت مین دشمن
کے دفع کرنے اور اوسکی ایذا سے امن مین رہنے کے لئے کوئی آلہ حرب کا بندوق
اور توپ سے زیادہ بہتر نہین علاوہ اسکے بندوق لگانا سب فنون سپہگری مین نہایت

آسان اور جلد حاصل ہوتا ہے اس فن کے کامل لوگ کہتے ہین کہ اگر چالیس روز
بندوق لگانے کی مشق کیجاوے تو نشانہ ہرگز خطا نکرے پس ہر بہادر آدمی کو چاہیئے
کہ بندوق لگانے مین کمال پیدا کرے اور خوب مشاقی بہم پہونچاوے تاکہ ضرورت کے
وقت دشمنون کے ہاتھ سے نجات پاوے اور اون کی شرارتون اور ضرر رسانی
سے محفوظ رہے بندوق کی کئی قسمین ہین لیکن انگریزی بندوق کہ بہت مضبوط
اور ہلکی ہوتی ہے سب بندوقون مین نہایت بہتر ہے پر زے اوسکے لائق تعریف
کے ہوتے ہین اسی طرح انگریزی باروت بہی زور اور تیزی مین اور ولایتون کی
باروت پر فوقیت رکہتی ہے قاعدہ تفنگ اندازی کا یہ ہے کہ ابتدا مین مقدار
سے نصف باروت بغیر گولی اور چہرے کی بندوق مین بہر کر پٹاخے کی ٹوپی
چڑہا کے بچے کے ہاتہہ سے سر کراوین اور اس کو رنجک اوڑانا کہتے ہین جب
اس سے بچے کے دل کی جہجک جاتی رہے تو بندوق مین قاعدے کے
موافق پورا وزن باروت کا بہر کے گولی ڈالین اور بچے کے ہاتہہ مین دیکے یہ
سکہاوین کہ بندوق کے کندے کو اپنے دہنے شانے پر رکہے اور زور سے جما کے
ایک آنکہہ بند کرے اور دوسری آنکہہ سے دید بان کی راہ سے دیکہے جب مکی
بندوق کی نشانی کے برابر ہووے اوس وقت دم روک کے بندوق سر کرے
تاکہ گولی نشانے سے خطا نکرے اس ڈہنگ پر تہوڑے دنون مشق کرنے سے
امید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالی جلد قدر انداز ہوجاویگا پہر نشانہ کبہی خطا نکریگا۔

بخلاف تیراندازی اور غلیل بازی کے کہ قواعد اس کے بہ نسبت بندوق لگانیکے
بہت مشکل ہین بڑی محنت سے یاد ہوتے ہین اور برسون کی مشق کے بعد نشانہ صحیح
اور درست ہوتا ہے کہ تیر اور غلا بے خطا نشانے پر پہونچتا ہے لیکن لڑکون کو اگر
اس فن کی بھی مشق کرائی جاوے تو نہایت عمدہ بات ہے کیونکہ تیر کمان بھی مثل
تفنگ کے بہترین سلاح سے ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے بھی اسکے
سیکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے پس علاوہ مصالح دنیویہ کے سیکھنا اس کا خالی ثواب سے
نہین اس واسطے چند مشہور قاعدے اس فن کے بھی لڑکون کی تعلیم کے لئے اس
جگہہ لکھے جاتے ہین پہلا یہ کہ جب کوئی تیراندازی سیکھنا چاہے تو پہلے ایک کباوہ نرم
اور ملایم لیوے چنانچہ مبالغۃً اُستادون نے کہا ہے کہ نوسکھون کے واسطے کمان ایسی
نرم چاہیئے کہ اگر اوسپر مکھی بھی بیٹھے تو متحمل ہو سکے بوجہہ کی نہو اور ٹیڑھی ہو جاوے
خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا مین کمان نہایت نرم ہونا چاہیئے اور جس قدر ملائم ہوگی اوتنی
ہی نو آموزون کو اوس کی کشش زیادہ تر آسان ہوگی دوسرا قاعدہ قبضۂ کمان کی
گرفت کے طریقون مین اور وہ چار ہین اول گرد مشت یعنی گول مٹھی وہ یہ ہے کہ
کمان کے قبضے کو بائین ہاتھہ کی مٹھی مین ایسا مضبوط پکڑین کہ چارون اُنگلیان بلی
رہین اور انگوٹھا کلمے کے اُنگلی پر رکھین اور شانے سے مٹھی تک ہاتھہ کو تیر کے مثل
سیدھا رکھین کہین خم نہ دین دوسرا چنگل بازو وہ یہ ہے کہ نرے انگوٹھے اور بیچ کی
اُنگلی اور اوس کے پاس والی سے قبضے کو پکڑین اور ہتیلی کو قبضے سے علیحدہ

رکھین تیسرا بہرام مشت طریقہ اوس کا یہ ہے کہ اونہین تین انگلیون سے قبضے کو
مضبوط پکڑ کے ہاتھہ کو تیر کی طرح سیدہا رکھین لیکن ہاتھہ کے گٹے کو قبضے کے نیچے
کی جانب تھوڑا سا خم دین چوتھا شیر دہان یہ بعینہ بہرام مشت کی طرح ہے مگر اتنا فرق
ہے کہ اوسمین ہاتھ کا گٹا قدرے نیچے کو جھکا رہتا ہے اور اسکی گرفت مین برابر رہتا ہے
تیسرا قاعدہ کمان کی شست اور سوفار تیر کی گرفت مین بیان اوسکا یہ ہے کہ
انگوٹھی اور کلمے کی انگلی کو چست رکھنا چاہیئے اسلئے کہ انہین دو انگلیون سے گرفت
ہوتی ہے بیچ کی انگلی اور اوسکے پاس والی چھنگلیا کچھہ کام نہین آتین پس جب ایسا
کبادہ کہ جسکا بیان اوپر ہو چکا دستیاب ہو جاے تو قبضے کی گرفت کے طریقون مین
سے کہ جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ایک طریقہ اختیار کر کے اوسکے موافق کبادے
کو پکڑین اور شست کی گرفت کے قاعدے سے جو ابھی لکھا گیا ہے شست کو پکڑ کے
نہایت درستی اور نرمی سے داہنے کان کی لو تک کھینچین اور پھر آہستہ آہستہ کمان
تاک اوسکو لیجائین تاکہ وہ شست اپنی جگہہ پہونچ جائے اور اس شست کے
آمد و رفت کو تیر اندازون کی اصطلاح مین ایک قلابہ کہتے ہین پہلے روز پانچ
قلابے سے زیادہ نہ کھینچین اور ہر روز ایک قلابہ بڑہاتے جاوین جب نوبت یہانتک
پہونچے کہ ایک وقت مین ایک جگہہ بیٹھہ کے سو قلابے کھینچ لین تو پھر پانچ قلابے
ہر روز زیادہ کرتے جاوین جب ہزار قلابے تک کھینچنے لگین تو اوس کبادے کو
چھوڑ کر دوسرا کبادہ اوس سے زیادہ سخت لیوین اور اوس کبادے کی مشق بھی ہزار

قلابے تک بہم پہونچاوین غرضکہ اسی طرح جتنی مشق زیادہ اور قوت وصنعت
ہاتھہ کی بڑہتی جاوے ویسے ہی کبادے ایک دوسرے سے زیادہ سخت بدلتے
جائین جب کبادہ کھینچنے کی خوب مشق ہوجاے اور اوسکی کشش کی اچھی طرح
سے قوت آجاوے اور سخت کمان کھینچنے کی نوبت پہونچے اوس وقت خاک
تودہ جو مشہور ومعروف ہے تیار کرین اور تیر کو برس چھہ مہینے تک اوسپر لگاتے رہین
تاکہ خوب مشق حاصل ہوجاوے ان قواعد مذکورہ کے موافق جو شخص مشق کریگا
تو امید قوی ہے کہ فن تیراندازی مین کامل ہوجاویگا چند نکتے اور مقولے جو اس
فن کے اُستادون سے منقول ہین سیکھنے کے لئے اس جگہہ لکھے جاتے
ہین استادون نے کہا ہے کہ کمان کا زور کماندار کے زور سے نصف بلکہ اوس
سے بھی کم چاہیئے تاکہ تیر لگانے مین عجیب وغریب صنعتین ظاہر ہون اور سخت
کمان سے جو کماندار کی قوت سے قوی تر ہوگی تیر پریشان جاویگا اور کماندار
ہرگز قدر انداز نہوگا اسی طرح تیر بھی کمان کے مناسب چاہیے اس واسطے
کہ اگر ہلکا تیر سخت کمان مین لگایا جائیگا تو اوسکے ٹوٹنے کا گمان ہے اور جو نرم
کمان مین بھاری تیر لگایا جائیگا تو نشانے تک نہ پہونچ سکے گا اور مدعا حاصل
نہوگا پس لازم ہے کہ تیر کمان کے لائق ہو یعنی کمان کی سختی اور نرمی کے
موافق سبک اور گران ہو اور یہ بھی چاہیئے کہ کمان کے قبضے کو خوب مضبوط
ومستحکم پکڑین اور گھٹا ہاتھہ کاٹیڑھا ہونے دین کہ یہ بہت بڑا عیب ہے اور

کمان کھینچنے کے وقت اس طور سے کھڑے ہون کہ دہنا پانون بائین پانون سے
آٹھ دس گرہ آگے بڑہا رہے اور داہنے پاؤن کو ایسا ترچھا رکھین کہ اگر بائین
پانون کی ایڑی سے ایک لکیر کھینچین تو دہنے پانون کے بیچ مین پہونچے اور
اس طریق سے کھڑے ہونے مین یہ فائدہ ہے کہ دشمن کو آگے پیچھے دہنے
بائین ہر طرف تیر مار سکتے ہین اور کمان کے وزن کا بہی خیال رکھنا چاہیئے
اس لئے کہ ایک ٹانک سے کم اور پانچ ٹانک سے زیادہ نہین ہوتی ہے
اور ٹانک تیر اندازون کی اصطلاح مین پانچ سیر وزن کو کہتے ہین اور جس
کمان کی شست مین پانچ سیر کا بوجہ باندہنے کے بعد اسقدر خم نہووے کہ
کھینچتے وقت کان کی لو تک شست خم کہا جاوے ایسی کمان کو ایک ٹانک
کی کہتے ہین اسی طرح پانچ ٹانک کی کمان کو بہی سمجھنا چاہیے اور ہندوستان
مین اول درجے کی عمدہ اور بہتر کمان ملتان گجرات لاہور سرہند کی مشہور ہے
بعد اس کے باڑی اور فرید آباد کی کمان تحفہ اور نادر ہوتی ہے اوس کے بعد
بہار پٹنے حاجی پور کی کمان بہی اچہی ہوتی ہے اور تیر اندازی کے واسطے غلیل
بازی سیکہنا بہی نہایت مفید ہے اور اکثر قاعدے غلیل بازی کے تیر اندازی
کے قواعد سے مشابہ ہین اور صورت بہی اوسکی کمان کی سی ہوتی ہے اور غلیل
ہند کے محاورے مین ایسے بانس کی کہپاچ کو کہتے ہین کہ سوہن سے تراش کے
کمان کے مثل بنائی جاتی ہے اور اوسمین بجائے تیر کے غلہ رکہا جاتا ہے اور وہ غلہ

گولی اور تیر کی برابر کام کرتا ہے اور مشاق کامل کا غلہ دوسیر کے لوہے کے توے کو
توڑکر باہر نکلجاتا ہے اور انسان اور حیوان کے حق مین تیر اور گولی کی طرح کارگر
ہوتا ہے پس جو کوئی غلیل لگانے کا شوق کرے تو چاہیئے کہ ایسی مشق بہم پہونچاوے
کہ اوسکی غلیل کا غلہ لوہے مین سوراخ کرکے باہر نکل جاوے اور قاعدہ غلیل لگانے کا
یہ ہے کہ کمان کی طرح پہلے نرم غلیل سے مشق شروع کرے پھر بتدریج سخت غلیل تک
نوبت پہونچاوے اور انتہا اوسکی سختی کی یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے نصف ہووے
اور غلیل بازی مین حکمی نشانہ باز ہونا بہ نسبت تیر اندازی کے بہت آسان ہے اور
نرم غلیل کے لئے کمہارون کی مٹی کا غلہ بنانا چاہیئے اور سخت کے واسطے غلہ بہی
سخت چاہیئے سخت اور بہاری غلہ بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کے بیل کو جو
لوہارون کے یہان بہت پڑا رہتا ہے ہاون دستے مین خوب باریک کوٹ کے کپڑچھان
کرکے ایک حصہ یہ اور دو حصے کمہارون کے یہان کی مٹی اور تھوڑی سی پرانی
روئی اوسمین ملاکے گوندکے پانی مین تین دن تک تہائی پر گھن سے خوب کوٹین
جب سب ایک ذات ہوجاوے تو پہر اوس کے غلے انداز کے موافق بناکے
دھوپ مین خشک کرین ایسے غلے کامل مشاق کے ہاتھ سے دشمن کے مغز کی
ہڈی بلکہ آہنی توے کو توڑتے ہین غرضکہ غلیل بہی ہتیارون مین کامل ہتیار ہے اگر
پوری پوری مشق ہوجاوے تو بندوق اور تیر کے مثل کارگر ہوگی اور مصارف مین
اون دونون سے کم ہے لیکن صرف اسقدر فرق ہے کہ غلہ کامل و مشاق کے ہاتھ

سے دوسو قدم سے زیادہ حریف پر کارگر نہین ہوتا تیر اور گولی تین چار سو بلکہ پانسو
قدم تک دشمن کا کام تمام کردیتی ہے پس بلحاظ ان سب امور کے ماں باپ کو
چاہیئے کہ اپنی اولاد کو فنون مذکورۂ سابق نہایت محنت اور کوشش سے سکھاوین
کیونکہ بعد علم اور خوشنویسی کے یہ فنون بہی بہت عمدہ ہین اور مردون کو اکثر انسے
کام پڑتا ہے عزت دار اور شریف لوگ انہین فنون مین نوکری کرنے کو بہتر اور
عمدہ جانتے ہین اور اکثر آدمی لکہنے پڑہنے کی ملازمت پسند کرتے ہین اس واسطے
ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لڑکون کو تحصیل علم ہی کے زمانے مین فنون سپہگری
کی بہی تعلیم اور تربیت کرادین تاکہ بچے اسمین بہی ہوشیار ہوجاوین اور ایسے
ہنرون کے سیکہنے مین ایک فائدہ یہ بہی ہے کہ بچون کا کہیل کود اور ہواخوری وغیرہ
مفت مین ان فنون کے سیکہنے کے ضمن مین ہوجاے گی اور تمام دن کی محنت
کی کوفت اور تہکن بہی جاتی رہے گی اور ایک عمدہ اور بہتر فن بہی حاصل ہوجاویگا
پس کیا اچہی بات ہے کہ ایک کام کے سیکہنے مین اور فائدے بہی حاصل ہون
ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؛ اور یہ بہی لازم ہے کہ بچون کو فنون
مذکورہ سکہانے کے بعد اور عمدہ عمدہ ہنرون کی تعلیم و تربیت مین مشغول رکہین
تاکہ وہ مثل معلوم کے ان فنون اور ہنرون کو بہی سیکہ لین کیونکہ بعض اوقات نرے
علم سے کام نہین نکلتا ہنر کی بہی بہت حاجت پڑتی ہے اسی لئے اگلے بادشاہون
اور امیرون کا دستور تہا کہ باوجود بادشاہت اور دولت و امارت کے اپنی اولاد

کو سوائے علوم و فنون سپہگری کے اور شریف سہزون کی بہی تعلیم کراتے تھے تاکہ وقت
مصیبت کے کام آوین اس واسطے کہ دنیا کی ثروت و فراغ بالی قابل اعتبار
و اعتماد کے نہین ہوتی بڑے بڑے امیر کبیر محتاج اور فقیر ہوجاتے ہین دیکھو ابہی
تھوڑے دنون کی بات ہے کہ غدر کے بعد دہلی وغیرہ ہندوستان کے
بڑے بڑے شہرون مین کیسے کیسے گہر دولتمندون کے تباہ اور برباد ہوے اور
خاندان تیموریہ کی تو یہان تک نوبت پہونچی کہ اون کو بہیگ مانگے بہی نصیب
نہین ہوتی کیونکہ بوجہ بغاوت کے سرکار انگریزی سے کوئی اپنے دروازے
پر بہی خوف کے مارے اونکو ٹہیرنے نہین دیتا پہر اور طرح کی خبر گیری کیسی اور
اون بیچارون نے اپنی آسودگی اور ثروت کے غرور مین کسی طرح کا علم و فن اور
ہنر بہی نہین سیکہا کہ جس سے تباہ ہونے کے بعد اپنی شکم پروری کرتے اور اسی باعث
سے آج تک کہ زمانہ چھبیس برس کا گذرا اونکو سوائے گداگری کے اور کوئی حیلہ
شکم پروری کا نصیب نہوا کہ جس سے آسودگی اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر
کرتے اور سوائے اس خاندان کے اور سب ہنر اور پیشے والے لوگ اپنی اپنی
تباہی کے بعد ہنرون کی وجہ سے پہر ویسے ہی آسودہ اور دولتمند ہوگئے حاصل
یہ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی آسودگی اور ثروت کو غنیمت جانے اور خدا کی عنایت
و فضل کا شکر بجالاکر اپنے آرام اور فرصت کے وقت کو ضایع نکرے اور ایسے
وقتون مین کوئی فن اور کسی طرح کا ہنر ضرور سیکہ لے اور اپنی اولاد اور اقارب وغیرہ

کو بھی سکھاوے تاکہ اوسکی وجہ سے شکم پروری اپنی اور اہل وعیال وغیرہ کی متوسط حال سے آرام اور اطمینان کے ساتھہ ہوجاوے اور کسی سے سوال کی نوبت نہ پہونچے اور کسی دوسرے کا دست نگر اور احسانمند بھی نہو اس لئے کہ غیر کا محتاج ہونا شرعاً وعرفاً مذموم ہے سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

حقا کہ باعقوبت دوزخ برابرست	رفتن بہ پای مردی ہمسایہ درہشت

فصل سیف اور بانک اور پٹے بازی وغیرہ کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ سپہگری کے فنون مین سیف بازی کا فن بھی نہایت عمدہ اور بغایت پسندیدہ ہے اسکی شرافت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دروازے جنت کے تلوارون کے سایون کے نیچے ہین جیسا کہ ترمذی نے ابوبکر بن ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ یعنی ابوبکر کہتے ہین کہ مینے اپنے باپ کو دشمن کے مقابلے مین یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک جنت کے دروازے تلوارون کے سایون کے نیچے ہین پس جس کے سایے مین جنت ہو اوسکی فضیلت کا کیا کہنا اور اوس کی بزرگی کا کیا پوچھنا یہ فن لڑائی کے سب ہنرون سے بہت بڑا اور مشکل ہے مگر

مبتدیون کے سمجھانے کے لئے چند قاعدے جو اس فن کے اصل اصول ہین لکھے
جاتے ہین اور اس مبارک فن کے اوصاف مین سے ایک یہ ہے کہ دشمن
کے مقابلے مین بہت کام آتا ہے اس فن کے مشاق پر اگر سوا ناڑی آدمی تیغ
تبر جمدہر برچھی سنان وغیرہ سے حملہ کرین تو اوسپر ہرگز غالب نہین ہوسکتے بلکہ خدا
کی مدد سے وہی سب پر غالب ہوگا لیکن سیف باز تیر گولا گولی غلے وغیرہ سے
ناچار ہے کہ یہ سب چیزین دور ہی سے اوس کا کام تمام کرسکتی ہین اس فن کے
چار اصول ہین اوّل چالشگر جس کو ہندی محاورے مین پیترا کہتے ہین اسکے
نوآموز کے لئے بڑا میدان چاہیئے جب حریف سامنے آوے تو اوسکی آنکھہ
سے اپنی آنکھہ ملائے رہے اس لئے کہ آنکھہ چوکانے مین وہ اپنا کام کرے گا
پہلیت کو لازم ہے کہ ایک جگہہ پر نہ ٹھیرے اپنے جسم کو چست وچالاک پھرتی
اور سُرت کے ساتھہ رکھے یعنی نہایت ہوشیاری سے دشمن کی چوٹ بچاکے اپنا
وار کرے دوسری وہیج اسکی کئی قسمین ہین بعض ان مین سے جو بہتر ہین لکھے جاتے
ہین اوّل ہنونتی وہیج وہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھہ مین تلوار اور بائین مین سپر لیکر چست و
خیز سے حریف کا مقابلہ کرے اور زانوون کو کشادہ خمیدہ اور تلوار و سپر کے دونون
ہاتھون کو دو طرفہ لنبا رکھے اور تلوار کو کبھی کھڑا اور کبھی اوس کے قبضے کو پیچیدہ رکھے
کہ اوسکا سر زمین پر پہونچے اور کبھی قبضے پر اسی طرح سپر کی گدّی کو پہراتا رہے
اور چو طرفہ دیکھتا رہے پہر پیترا بدل کے دہنے بائین آگے پیچھے جائے اور جسم کو

سمیٹ کر سپر اور تلوار مین چھپا کے حریف پر چوٹ کرے اور اوسکے وار کو خالی دے
بلکہ پیترا بدل کے اوسکی چوٹ کی حد سے دور ہو جاوے دوسری قسم امر دہج طریق
اوسکا یہ ہے کہ پانون کے پنجون پر کھڑا ہو کے دونون پانون کو آگے پیچھے برابر زمین
پر رکھکے کمر کو ٹھہرا کرے اور سیف و سپر کے دونون ہاتھون کو سر کے مقابل لنبا کر کے
لگاتار حریف پر وار کرے اور اوسکی چوٹون کو تڑپ کر خالی دے تیسری گاؤ مکھہ دہج
بیان اسکا یہ ہے کہ سیف و سپر کے ہاتھون کو برابر و کشادہ رکھکے گردن کو دشمن
کی جانب جھکاوے اور اون دونون ہاتھون کو حرکت دیکے خصم پر چوٹ مارے
اور اوسکے وار کو خالی دے چوتھی چور دہج ڈھنگ اسکا یہ ہے کہ حریف کے
مقابل میدان مین اپنے اختیار سے کبھی قدم آگے اور کبھی پیچھے رکھے اور
اپنے سارے جسم کو چست کر کے سیف و سپر کے دونون ہاتھون کو سینے کی برابر
لنبا کر کے پیترا بدلے پھر حریف پر وار کر کے بجلی کی طرح تڑپ کے اوس کے
ضرر سے دور ہو جاوے پانچوین علی مدد دہج یہ دہج سب دہجون سے نرالی ہے
طرفہ یہ ہے کہ اسکے حرکات و سکنات مین پہلوانیت کے جسم کی وضع لفظ علی کی سی
ہو جاتی ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کے بایان پانون اس طرح
رکھے کہ ایڑی شمال کی جانب اور انگلیان جنوب کی طرف رہین اور دہنا پانون
مغرب کی طرف اس طور سے رکھے کہ ایڑی اوسکے بائین پانون کے ٹخنے کے
محاذی رہے اور پیٹھہ مشرق کی طرف اور دونون پانون مین نو دس گرہ کا فاصلہ ہووے

اور داہنے ہاتھہ کو جسمین تلوار ہے سینے کے داہنی طرف بالشت بھر آگے رکھے
اور سیدہی ہاتھہ کے بازو کو بائین طرف تھوڑا سا ٹھڑا کرکے تلوار کو ترچھا ہاتھہ مین
رکھے اور داہنے پہلو کی طرف سے دشمن کی آنکھہ سے آنکھہ لڑاے رہے اور ہاتھہ
کے گٹے کو ملایم رکھے بائین سے قدرے پیچ دیوے اور بائین ہاتھہ کو جسمین سپر ہے
سیدہا لٹکا کر حرکت دیکے کبھی سپر کو آگے لاوے اور کبھی پٹہ کے پیچھے لیجاوے
اور دونون زانوون کو خمکار رکھے اور سارے جسم کا بوجھہ بائین پانون پر ڈالکے داہنے
پانون کو سبک رکھے اور دشمن کی آنکھہ سے آنکھہ لڑاکے خوب زور سے اوسپر وار
کرے اور بائین پانون کو میخ کی طرح بجاے خود کھڑا رکھے اور داہنے پانون کو نرم
رکھے کہ حملے کے وقت حریف کو آگے آجاوے پہر اوسکی چوٹ بچانے کو اوس کے
بائین پانون کی برابر آجاوے تیسرا قاعدہ چوٹون کا کہ اوسکو داد کہتے ہین اور وہ چھہ
ہین اوّل طمانچہ وہ یہ ہے کہ داہنی طرف سے دشمن کے کلے پر مارین دوسرا باہرہ
وہ یہ ہے کہ بائین طرف سے حریف کے کلے اور گردن پر مارین تیسرا کرٹک کہ داہنی
طرف سے دشمن کے پانون پر وار کرین چوتھا پالٹ کہ بائین جانب سے دشمن کے
کولے سے پانون تک چوٹ مارین پانچوان سروہ یہ ہے کہ حریف کے سر پر ضرب
لگاوین چھٹا ہول کہ خصم کے سینے یا پیٹ خواہ پیڑو پر سیدہی ضرب لگاوین یہ
چھہ چوٹین اصل ہین اور شاخین اسکی بہت ہین استادون نے تینتالیس چوٹین اور
نکالی ہین اور ہر ایک کا نام علیحدہ مقرر کیا ہے چوتھا قاعدہ چوٹون کی روک کا طمانچے

کی روک یہ ہے کہ جب حریف طمانچے پر تلوار مارے تو فوراً داہنے پانون کو بائین پانون سے ملا کے سپر اور تلوار کے قبضے کو قریب طمانچے کے لائے کہ وار دشمن کا سپر پر پڑے اور بائین پہلو سے حریف کی آنکھ سے آنکھ لڑائے رہے اور باہر کی روک کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن بائین طرف سے باہری کی چوٹ مارے تو وہ بھی اسی قاعدے سے روکے اور کڑک کی روک یہ ہے کہ اگر کڑک کی چوٹ مارے پس جب میدان وسیع ہو تو بجلی کی طرح تڑپ کر پیچھے ہٹ جاے اور خالی دے ورنہ سیف کو کڑک کے مقابل زمین پر کھڑا کرے اور اپنے داہنے پانون کو پیچھے ہٹاے تاکہ اوسکا وار تلوار پر پڑے اور پالٹ کی روک کا طرز کڑک کے مثل ہے اور سر کی روک کا دستور یہ ہے کہ داہنے پانون کو بائین پانون کی برابر لاکر تلوار کو داہنے کندھے پر رکھے سپر سر پر لاوے اور کمر اور دونون زانون کو خمیدہ رکھے اور دشمن کی آنکھون سے آنکھین لڑا کے اوس کی چوٹ سپر پر روکے اور ہول کی روک یہ ہے کہ جو اعلیٰ کی طرف وار کیا ہو تو فوراً زمین پر بیٹھ کے تلوار و سپر سے ہول کی چوٹ کو روکے اور جو سینے اور پیٹ پر دشمن ہول مارے تو پیترا بدل کے دشمن کے پہلو مین بیٹھ جاے تاکہ اوسکی ہول خالی جاے غرضکہ اس فن مین چستی اور چالاکی اور ہوش وحواس کا درست رکھنا اور اعضا کا قوی ہونا اور ہر طرف آنکھ لڑاے رہنا اصل اصول ہے اور مطلب اس سے یہ ہے کہ دشمن کی چوٹ کو خالی دے یا سپر پر روکے اور اپنے وار سے اوس کا

کام تمام کرے اور ان چار اصول کے سوا پانچوان قاعدہ تلوار کے قبضے کی
گرفت کا اساتذہ نے اِس طرح بیان کیا ہے کہ قبضے کی پتلی کو پانچون اُنگلیون
سے پکڑین اور اون کے سرون کو آپس مین ہتیلی سے چپکائے رکھین اور انگوٹھے
کو کلمے کی اُنگلی پر رکھ کے اس طرح قوت سے پکڑلین کہ ہرگز اوسکو جنبش نہونے
پائے اسلئے کہ اگر قبضہ سیف کا ہاتھہ مین ڈھیلا رہے گا تو ہتیلی پر صدمہ پہونچیگا
اور دشمن کی ضرب سے قبضہ اکثر ہاتھہ سے نکل جائیگا اور سب سے پہلے قبضے
کی گرفت کے قاعدے کو سیکھنا چاہیئے پھر پیترے اور وہیج اور داد اور روک کے
ضوابط کو استادانِ فن اور ماہران کہن سے حاصل کرین اگرچہ تھوڑے سے قواعد
اس فن کے بیان بطور اختصار لکھے گئے ہین مگر بے اُستاد کامل کے مہارت
ان فنون کی محال ہے اور سوائے اس فن کے بانک کا فن بھی انسان کو سیکھنا
نہایت ضرور ہے کیونکہ یہ فن بھی ہر قسم کے حربے سے محفوظ رہنے کے لئے
نہایت عمدہ اور کارآمد ہے کامل اُستادون نے چھوٹے ہتیارون کی ضرب سے
محفوظ رہنے کے لئے اس فن کو اختراع کیا ہے جو شخص اس فن مین کمال رکھتا
ہے وہ سوائے گولی کے تیر تلوار خنجر نیزے وغیرہ اور ہتیارون کی ضرب کو بیکتی
کے ہنر سے بآسانی رد کرسکتا ہے اور خدا کے فضل سے دشمن کو ہلاک
کرکے آپ صحیح سالم رہ سکتا ہے بلکہ اس فن کے کامل لوگ تو نہتے بھی مسلح
دشمن سے نہین ڈرتے اور رومال موزے جوتی وغیرہ کی اوٹ سے ایسی ایسی

صنعتین اور عجیب و غریب ہنر ظاہر کرتے ہین کہ آخر کو دشمن کے ہاتھ سے
تمام ہتھیار گر پڑتے ہین پھر وہ تن تنہا سو آدمیون پر جو اس فن سے محض بیخبر
اور ناواقف ہون غالب آتے ہین اصل اصول اس فن کا یہ ہے کہ انسان نہایت
چستی اور چالاکی اختیار کرے اور بندون کی گرفت کا کمال بہم پہونچاوے پس
اگر اس فن کا کامل نہایت منحنی ہو اور دشمن قوی پہلوان مثل رستم کے اور اس
فن سے محض بیخبر تو بکمیت اوسکو پیچ پر چڑھا کے جیسے بلی چوہے کو پکڑ لیتی ہے
گرفتار کرکے اوسپر غالب اور فتحمند ہوگا اور اُس کے ہر حربے سے انشاء اللہ تعالیٰ
محفوظ و مصئون رہے گا اور سیف بازون نے پٹے بازی کے ہنر کو بھی دشمنون کے
حرب ضرب سے محفوظ رہنے اور اونکے دفع کے لئے ایجاد کیا ہے سیف بازی یکہتی
پٹے بازی کے فنون کو عقلمندون نے ہاتی سے نکالا ہے یعنی جیسے ہاتی اپنی سونڈھ کو داہنے
بائین سر پر پھراتا ہے اسی طرح پٹے باز وغیرہ بھی اپنے داہنے بائین پٹے وغیرہ کو پھراتے
ہین تاکہ دشمن کے قابو مین نہ آجائین بلکہ خود ہی اوسپر غالب رہین اور پٹے بازی
کے فن کا کمال یہ ہے کہ اس ہنر کا مشاق ہزار جوان کی صف کو جو سیف بانک
پٹے بازی کے قاعدون سے بیخبر اور ناواقف ہون اکیلا توڑ کے معرکے سے اپنی
جان بچا کے صحیح سالم نکل جاتا ہے پس شرفا کو چاہیئے کہ حریف پر غالب ہونے
اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان فنون مین بھی ضرور مشاقی حاصل کرین اور
ایسے شریف فنون کے سیکھنے مین جہان تک ہو سکے نہایت کشش و کوشش

کرین اور اپنی اولاد کو بھی ضرور ان عمدہ ہنرون کی تعلیم اور تربیت سے محروم نہ رکھین
اسلئے کہ یہ تمام فنون جنگ و حرب کے واسطے نہایت مفید اور کارآمد ہین
اور لڑائی کے وقت دشمنون کے شر رد فع کرنے کے لئے انہین فنون سے بہت
کام نکلتا ہے اور سپہ گری کے بہت ہنر ہین چنانچہ مثل مشہور ہے کہ سپاہی کی چھنیس
فن پس اگر سب حاصل نہو سکین تو اون مین سے اعلیٰ اور بہتر فنون سیکھنا تو نہایت
ہی ضرور ہے خود بھی سیکھین اور اپنی اولاد اور عزیز قریب دوست وغیرہ کو بھی سکھاوین
تاکہ ضرورت کے وقت کام آوین اور حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے اپنی اور اپنے
اقارب وغیرہ کی جان دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے۔

باب دوازدہم

فصل کھانا پکانے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ دنیا مین انسان ہو یا جن خواہ حیوان کسیکو کھانے سے چھٹکارا نہین
اور اسی پر زندگی کا مدار ہے پس ماں باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکیان سات آٹھ
برس کی ہو جاوین تو پڑھنے سے چھٹی پانے کے بعد اون کو طریقے کھانا پکانے کے
ضرور سکھاوین اور اون سے سالن اور سیر آوہ سیر کی پتلی روٹی ہاتھ کی ہر روز پکوا لیا
کرین اور جمعے کے دن چند طرح کا کھانا تکلف کا جیسے پلاؤ کباب کوفتے میٹھے پانول
زردہ مطنجن فیرنی قلیہ قورمہ بریانی بورانی پوری کچوری پراٹھا سنبوسہ وغیرہ بھی
پکوا لیا کرین اسی طرح مربے مٹھائی چٹنی اچار حلوے وغیرہ بنانے کی ترکیب

بھی لڑکیون کو بتانا اور سکھانا ضرور ہے کیونکہ ان مین سے بعض چیزون سے اکثر
اور بعض سے گاہے ماہے کام پڑتا ہے اور مہمانداری مین تو اکثر ایسی چیزون کے
پکانے کی ضرورت ہوتی ہے پس ہر قسم کے کھانے پکانے کی ترکیبین سیکھنا اور
اونکا دھیان اور خیال رکھنا ہر بیٹی کے لیئے نہایت ہی ضرور ہے اس واسطے
کہ کھانے کی ضرورت ہر روز دو وقتا انسان کو ہوا کرتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ لونڈی باندی ماما وغیرہ میسر نہین ہوتین پس اگر گھر کی بی بی کو کچھ بھی پکانا آتا
ہوگا تو وہ خود پکا کر اپنا اور بچون اور خاوند کا پیٹ تو بھر دے گی نہین تو سب
بچے اور گھر والے بھوکے رہین گے اور بی بی کا خیلاپن سبھون پر ظاہر ہوگا اور
میان بھی بھوک کی جھنجھلاہٹ مین بی بی سے طعن تشنیع کی باتین کریگا اور وہ بھی
بھوک کے غصے مین میان کو سخت جواب دیگی اور آخر کو اس طرح کی باتین باعث
لڑائی اور فساد کا ہونگی اور ناحق کی رنجش آپس مین بڑھتی رہیگی غرضکہ جو عورتین کھانا
پکانا نہین جانتین وہ ہمیشہ تکلیف اور ایذا اوٹھاتی ہین اور تمام عورتین اون کو
خیلا سمجھکر اون سے ہنسی اور مذاق کرتی ہین اور جو اچھا پکانا جانتی ہین اون کی اکثر
تعریفین ہوا کرتی ہین اور سب لوگ اونکو سلیقہ شعار کہتے ہین چنانچہ ایسا ہی دیکھنے
اور سننے مین آیا ہے کہ جو آدمی مچھلی کریلے وغیرہ کوئی چیز مزے دار پکاتا ہے تو اوسکی
ہر شخص صفت کرتا ہے اگرچہ یہ چیزین کچھ ایسی عمدہ اور تحفہ نہین کہ لائق تعریف
کے ہون لیکن مزے دار پکانے کے سبب سے سب لوگ پکانے والے

کی مدح کرتے ہین اور اوسکو سلیقہ شعار جانتے ہین اور جو کہ کھانا پکانا بھی امور خانہ داری
کا ایک جزو اعظم ہے اس لئے سیکھنا اس کا ہر عورت کو بہت ضرور ہے اگرچہ خدمت
کے واسطے لونڈیان باندیان مامائین کتنی ہی گھر مین موجود ہون اس واسطے کہ زمانہ
ہر آدمی کے ساتھ ہمیشہ موافق اور یکسان نہین رہتا پس انسان کو چاہیئے کہ راحت
و آسایش کے زمانے مین محنت و جفاکشی سے جی نہ چراے اور خاصکر خانہ داری
کے کام کاج نہایت کوشش اور مشقت سے کرتا رہے اور احدیون کی طرح اپنے
تئین کاہل اور سست نہ بناوے اس لئے کہ حدیث شریف مین ایسے شخص کی
جس سے کوئی کام دین دنیا کا نہو سکے مذمت آئی ہے جیساکہ طبرانی نے اوسط
مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ اِبْنَ السَّبْعِیْنَ فِیْ اَھْلِہٖ
اِبْنِ عِشْرِیْنَ فِیْ مِشْیَتِہٖ وَمَنْظَرِہٖ یعنی بیشک اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے
ایسے شخص سے کہ وہ اپنے گھر مین تو ستر برس کی عمر کا ہو اور اپنی چال اور صورت
مین بیس برس کا یعنی جو شخص کہ گھر کا کام کاج نہ کرے سست کاہل پڑا رہے گویا
ستر برس کا بوڑھا ہے اور صورت شکل چال ڈھال مین بیس برس کے جوان کے
مثل ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو مبغوض رکھتا ہے کیونکہ آدمی کا بیکار گھر مین بیٹھنا
یا ایسے کام مین مشغول ہونا جسمین دین دنیا کا کوئی نفع نہو مذموم ہے اور جو شخص
کہ کوئی پیشہ یا کھیتی یا تجارت وغیرہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو دوست رکھتا
ہے اوسے چاہتا ہے جیساکہ حکیم ترمذی و طبرانی و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما

سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بندے مومن پیشہ ور کو یعنی جو شخص کہ طلب معاش مین محنت و مشقت گوارا کرتا ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونون حدیثون کو جامع صغیر مین ذکر کیا ہے اور اوسکی شرح مین اون کو ضعیف بتایا ہے اور کہانا تو ایسی چیز ہے کہ دنیا کیا جنت مین بہی اس سے چھٹکارا نہو گا پس کہانا پکانے کے سب کام کاج سیکہنا ضرور ہین جیسے برتن مانجنا مصالح پیسنا اور آگ جلانا آٹا گوندہنا روٹی سالن پکانا اور سوا اسکے بعض عمدہ نفیس کہانون کی ترکیبین بہی سیکہنا چاہین اور کہانا پکانے مین صرف آنچ اور آب و نمک کا دہیان رکہنا لازم ہے اسلئے کہ کہانے کا مزہ دار ہونا انہین چیزون کی درستی پر منحصر ہے جس کہانے کا آب و نمک درست ہوتا ہے اور گلتا بہنتا خوب ہے وہی لذیذ ہوتا ہے اور جس کا آب و نمک درست نہوا سمین کیسا ہی تکلف کرو اور کتنا ہی گہی اور میوہ اور زعفران اور مشک وغیرہ ڈالو وہ کہانا ہرگز خوش ذائقہ نہو گا۔ اور نہ وہ کسی آدمی سے کہایا جاویگا اور نہ اوس سے طبیعت سیر ہو گی بلکہ ایسے کہانے سے کہ جسکا آب و نمک ٹہیک نہو چٹنی، روٹی جو آب و نمک سے درست ہو بہتر ہے کہ آدمی کی طبیعت اوسے کہا کر خوش اور سیر تو ہو جاوے گی اور چونکہ کہانا پکانے کی ترکیبون سے اکثر لوگ واقف ہین اس لئے اوس کے طریقون اور قسمون کا بیان تفصیل سے نہین لکہا گیا

علاوہ اس کے اس فن مین بہت سی کتابین لوگون نے تالیف کی ہین اور انواع و اقسام کے کھانے پکانے کی ترکیبین اون مین لکھی ہین ہر شخص اون کو دیکھکے اپنے سلیقے کے موافق پکانا کیا بلکہ مہارت اور کمال حاصل کرسکتا ہے فقط

فصل گٹکہ اور بیڑہ بنانیکے طریقون مین

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان کے شہرون مین پان اور ملک مالوہ مین گٹکا اور پان کھانے اور خاطرداری مین اوسکو پیشکش کرنے کا ایسا رواج ہے کہ اگر لحظہ بھر کے لئے بھی کوئی کسی کے یہان جاوے تو پانچ بیڑے یا تھالی بھر گٹکے سے اوس کی تواضع ضرور ہی کرنا پڑے گی نہین تو بدنامی اور نام رکھائی ہوگی اور اس ملک مین تو گٹکے پان کی تواضع کی یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ اگر کوئی کسی کے گھر مہمان آوے تو اوس کے کھانے پینے کی اتنی فکر نہین کی جاتی جس قدر اوس کے پان گٹکے کا خیال رکھا جاتا ہے اس لئے کہ اگر اوس کی اس تواضع مین کسی طرح کا فتور ہوجاتا ہے تو وہ بھی اسی کے منہ پر کا گلہ شکوہ کرتا ہے کہ فلان شخص کے یہان گئے تھے کسی نے ایک عمل گٹکا یا دو پان بھی نہ دیے اور جو کھانے پینے مین کسی طرح کا قصور ہوتا ہے تو کوئی بھی اس قدر اوسکی شکایت نہین کرتا اور سوائے تواضع و خاطرداری کے اس شہر کے مرد اور عورت چار برس کے بچے سے لیکر بوڑھے تک خود بھی اس قدر پان اور گٹکا کھانے کے عادی ہین کہ گھڑی بھر بھی اوس سے خالی مونہہ نہین رہ سکتے علاوہ اس کے کھانا اس کا خالی کئی فائدون سے نہین ایک یہ کہ

اس کے کھانے سے مونہہ خوب صاف ہوجاتا ہے دوسرے زردہ یعنی متبا کو پیٹ
کے نفخ اور درد دغیرہ کو مفید ہوتا ہے تیسرے مسوڑہون اور دانتون کے درد کو
دور کرتا ہے اور اون کی مضبوطی کا فائدہ بخشتا ہے چوتھے موتہہ کی بدبو بہی اس سے
جاتی رہتی ہے پانچوین پان کی دہڑی سے چہرہ بہی خوبصورت معلوم ہوتا ہے
خلاصہ یہ کہ اس کے کھانے مین بہت سے فائدے ہین اس واسطے مان باپ
کو لازم ہے کہ لڑکیون کو بیڑے اور گٹکا بنانے کے طریقے بہی ضرور سکہاوین تاکہ
حاجت کے وقت اس کے بنانے مین دوسرے کے محتاج نہ رہین ترکیب گٹکا
بنانے کی یہ ہے کہ چہالیا کتر کے اوسکی دہول اور ردی کو نکال ڈالین اور سیر بہر عمدہ
گول چہالیا کتری ہوئی مین آدہ سیر کتہا دو چلا ہوا کہ دہول اور ردی سے صاف ہو
ملا دین اور پاؤ بہر چکنی ڈلی اور آدہا پاؤ لونگ کتری ہوئی اور زیادہ کہانے والے
پون پاؤ لونگ اور پاؤ بہر چہوٹی الائچی اور چٹا نک چٹا نک جوز جاوتری ڈالین
اور پون پاؤ بادام کی گری کتر کے ملا وین اس قدر مصالحہ سیر بہر چہالیا کے گٹکے
کو کافی دوافی ہے اور ایسا گٹکا نہایت عمدہ ہوتا ہے اور جو ان چیزون مین سے
کوئی چیز نہ ڈالی جاوے یا اس وزن سے کم مصالح ملایا جاوے تو وہ گٹکا اچہا
نہین ہوتا اور اوسکے کہانے سے زبان اور تالو چہل جاتے ہین اور زبان اینٹہہ
جاتی ہے اور اگر گٹکے مین زیادہ تکلف کرنا چاہین تو پہلے کتری ہوئی چہالیا کو زعفران
اور شنجرف وغیرہ مین رنگ کے دہوپ مین سکہالین پہر سب مصالحہ اوس انداز سے

جو اوپر لکھا گیا اوسمین ملاوین اور اوس سے زیادہ نہ ڈالین نہین تو گٹکا خراب
ہوجائیگا اور اگر اس سے بہی زیادہ تکلف منظور ہو تو اول چہالیا کو کیوڑے
مین بسالین پہر زعفران و مشک مین رنگ کے سائے مین خشک کرلین جب
سوکہہ جاوے تو اوسمین کیوڑے کا بسایا ہوا کہتا ملا کے وہی سب مصالح اوسی
وزن سے ملاوین اور جو جی چاہے تو سب مصالح کو سونے چاندی کے ورقون
مین منڈہ لین اور اگر تھوڑے سے پتے بہی کتر کے ملاوین تو وہ نہایت ہی تکلف
کا ہو جاوے گا اور ترکیب گٹکا کہانے کی یہ ہے کہ طلب کے وقت حاجت
کے موافق گٹکا لیکے انداز سے اوسمین چونا ملا کر خوب ملین جب چونا اور
گٹکا ایک ذات ہوجاوے تو اوسمین کہانے کا تنبا کو جسکو ہمارے یہان
زردہ کہتے ہین انداز کے موافق ملاوین اور اس طرح کے گٹکا کہانے سے
مونہہ کو کچہہ ایذا اور تکلیف نہین ہوتی ہے اور جو بے ملا گٹکا کہایا جاتا ہے
تو اوس سے مونہہ کو تکلیف ہوتی ہے کلّا اور زبان چونے سے کٹ جاتی ہے
پہر کہانا کہانے مین نہایت ایذا ہوتی ہے اور ملا ہوا گٹکا کہانے مین یہ فائدہ
ہے کہ چونا مونہہ کو نہین لگتا اسلئے کہ ملنے سے وہ یکسان ہوجاتا ہے کہین
زیادہ کہین کم نہین رہتا کہ جس سے مونہہ کٹنے کا اندیشہ ہو اور اوپر سے چونا
کہانے مین ہمیشہ مونہہ پہٹنے کا اندیشہ رہتا ہے غرضکہ جب گٹکا کہاوے تو
ملکر کہاوے بغیر ملے کبہی نہ کہاوے اور گٹکا کہانے کا رواج ہمارے ہی

ملک مین ہے ہندوستان کے شہرون کے لوگ اسکا بنانا اور کھانا نہین
جانتے وہان پان ہی کھایا جاتا ہے اور بعض اوقات مین گوٹا کہ جسمین بُنا ہوا
دھنیا اور پہالیا اور چکنی ڈلی اور باریک کترا اور رنگا ہوا کھوپرا اور چھوٹی الائچی اور
پستے بادام کی ہوائی ملاتے ہین کھایا جاتا ہے اگرچہ یہ بھی بجاے خود مزے دار
ہوتا ہے مگر جیسا عمدہ گٹکا ہمارے ملک مین طیار ہوتا ہے ویسا شاید کہین
نہ بنتا ہو اور نہ ہمارے ملک کا سا خوش ذائقہ پان کہین کھایا جاتا ہے اسلئے
کہ ہندوستان کے شہرون مین اگرچہ گلوری بڑے تکلف سے بنائی جاتی ہے
لیکن پھر بھی ہمارے یہان کے بیڑے کے مثل خوش ذائقہ نہین ہوتی اور
اسکے سوا اوسکے بنانے مین محنت بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اول سفید کتھا
تلاش کرکے پانی مین بھگو کر کئی بار بکٹھا پن دور کرنے کے لئے اوس کے پانی کو
بدلنا پھر پکا کے اور کپڑے چھان کر کے گاڑھا گاڑھا صافی مین پھیلا کے کنڈے کی
راکھہ پر بچھا کر متعدد وقتون مین بکٹھا پن دور کرنے اور رنگ کاٹنے کے لئے پانی
چھڑکنا تاکہ وہ کتھا گلوری مین لگانے کے قابل ہوجاوے خالی دشواری سے
نہین دوسرے گیلے کتے کے بیڑے مین یہ بھی دقت ہے کہ ہر وقت آرام دان
پان دان پٹاری وغیرہ ساتھہ رکھنا پڑتا ہے کیونکہ اگر بہت سے بیڑے بنا کر
خاصدان وغیرہ مین رکھہ لئے جاوین تو کتھا بہ کر تمام پانون کو بدشکل اور خراب
کردیتا ہے اور ڈلی کے بھیگ جانے سے پان کا مزا ہی بُرا ہوجاتا ہے سوائے

اسکے ایسے پان کی پیک بہی نہایت رقیق اور پتچھٹی ہوتی ہے غرضکہ گیلے
کتھے کا پان باوجود زیادتی مشقت کے بدمزہ ہوتا ہے بخلاف ہمارے یہان کے
بیڑے کے کہ وہ نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور علاوہ اسکے محنت بہی اوسکے
بنانے مین کم پڑتی ہے اس واسطے کہ کتھا بہگونے اور بار بار اوسکے پانی بدلنے
اور پکا کر راکھ پر ڈالنے وغیرہ کی کچھہ دقت اور ضرورت نہین ہوتی اور نہ ہر وقت
پاندان پٹاری کے بوجھ اوٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے اس لئے کہ بہت سے
بیڑے بہیگی صافی مین لپیٹ کے اگر خاصدان مین رکھہ لئے جاوین تو دن بہر کو
کافی ہون گے اور خوبی ترکیب اور بندش کے سبب سے اتفاقاً اگر دوسرے روز
بہی کہائے جاوین تو اوس کے ذائقے مین کسی طرح کا تغیر متمیز نہ ہوگا ترکیب بیڑا
بنانے کی یہ ہے کہ پہلے عمدہ اور اچہی ذات کے پان جیسے پہلوادولا گنگیری
ڈہوڈہو اکرمنگوا دین کرنج اور کپوری کہ بُری قسم کے ہوتے ہین ہرگز نہ لیوین
پہراون کو ستہرے پانی مین دہو کر کسی صاف پاکیزہ کپڑے سے پونچہہ ڈالین تاکہ
مٹی اور کرکرا ہٹ وغیرہ سب دور ہو جاوے اور جہان کہین سڑے گلے ہون اوسکو
اور اونکے کنارون کو قینچی سے کتر کے صاف اور خوبصورت کرلین پہر جتنے پانون
کا بیڑا بنانا منظور ہو اون کو اس ترکیب سے جوڑ کر بنا لین کہ اول دو پان اولٹے
رکہین پہر جے پان رکہنے منظور ہون اونپر سیدہی رکہکے اوپر کے پان پر چونا
اس انداز سے لگاوین کہ ہر جگہہ برابر ہو کہین کم اور کہین زیادہ نہ ہو اور چونے مین رواہ غیرہ

بھی نہو کیونکہ اس سے بھی مونہہ پھٹ جاتا ہے پھر اوسپر سوکھا باریک پسا ہوا
کتھا بُرُبُرا کے پان کو صافی وغیرہ تر کپڑے پر اولٹ دین تاکہ کتھا اوسکی تری
سے سیل کر پان پر خوب جمجاے پھر جب وہ بھیگ جاوے تو پان کو اولٹ کے
اوس کے چونے کو دیکھ لین اگر سفیدی چونے کی معلوم ہو تو پھر دوسری بار ویسا ہی
کتھا چھڑک کے اوسکو جمنے کے لئے تر کپڑے پر اولٹ دین جب وہ جم جاے
اور رنگت اوسکی سنہری سیاہی مارنے لگے تو اوسمین چھالیا الائچی بادام زردہ
وغیرہ ڈالکر بطریقۂ معروف اوسکو موڑلین اور لونگ لگا کر قینچی سے کتر اور
صاف کر کے کسی صافی مین لپیٹکر خاصدان وغیرہ مین رکھدین اس طرح کے
بنے ہوئے بیڑون مین ایک یہ بھی عمدگی ہے کہ دو ایک روز تک چندان
متغیر نہین ہوتے اور گیلے کتھے کے تازے بیڑون سے زیادہ خوش رنگ اور
خوش ذائقہ ہوتے ہین۔

فصل سینا سکھانیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ ماں نانی دادی قرابت والی عورتون کو لازم ہے کہ لڑکیان جب
پڑھنے سے فراغت پاوین تو اون کو سواے پکانا سکھانے کے دو ایک گھنٹے
سینے کے اقسام جیسے تپیچی لڑہیاون اور مانجیا وغیرہ بھی ضرور سکھا دین تاکہ
حاجت کے وقت کسی دوسرے کی محتاج نرہین اور ابتدا مین کوئی پرانا موٹا
کپڑا دیکر تپیچی بھرنا بتاوین اور جب تک اوسمین ہاتھہ صاف نہو اودھڑوا اودھڑوا کر

اوس کو سلواتے رہین جب فی الجملہ سیون تیبچی کی صاف اور سیدہی آنے لگے تو
پہلے سید ہے ساد ہے کپڑے جیسے لبتنی دست بقچہ تہبلی وغیرہ سلواوین جب
آیمین ہاتھہ خوب صاف ہوجاوے تو بخیا اور ماکڑہیا دن وغیرہ کے بتانے مین
محنت اور کوشش کرین جب اس قسم کے سینے مین فی الجملہ ہاتھہ درست ہوجاوے
تو پھر انچ پینچ کے کپڑے جیسے تورہ پوش بٹوا تلمیدانی جھولنا ٹوپی وغیرہ سلواوین
پھر اوس کے جھول دینے اور گوٹ وغیرہ لگانے کے طریقے اور باریکیان بتاوین
جب ایسے کپڑے اچھی طرح بے تکلف سینے لگین تو خود اون لڑکیون اور
چھوٹے بچون کے کپڑے مثل کرتے پائجامے اوڑھنی وغیرہ کے اون سے
سلواوین اس کے بعد فتوحی انگرکھا انگیا وغیرہ مشکل کپڑے سلواوین غرضکہ
طرح طرح کے کپڑے سینے کے طریقے بتاوین اور انکی قطع وبرید کے قاعدے
بھی ضرور سکھاوین اس لئے کہ پہلے اسی سے کام پڑتا ہے اور بہ نسبت سینے کے
مشکل بھی ہے اسکے سوا جس کپڑے کی قطع وبرید اچھی ہوتی ہے وہ سڈول
اور خوشنما ہوتا ہے اور اوسکا پہننے والا بھی خوش وضع اور طرحدار معلوم ہوتا ہے
علاوہ اسکے جو شخص قطع وبرید کے ضوابط اور باریکیون سے بخوبی واقف ہوگا خدا
چاہے تو اوس کا کوئی کپڑا خراب نہ ہوگا اور نہ اوس کے کپڑے کے ٹکڑے پارچے
بیکار اور چوری جائینگے اس واسطے ہر انسان خاصکر عورتون کو لازم ہے کہ ہر طرح کے
لباس خصوصًا اپنے اور بچون کے کپڑون کا قطع کرنا ضرور سیکھین تاکہ حاجت کے وقت

دوسرون کی منت نہ کرنی پڑے دیکھو اکثر بیوقوف عورتین اپنے کپڑے قطع کرانے
کے لئے دوسرون کے پاس لئے پھرتی ہین اور اونکی کیسی کیسی خوشامد اور لجاجت
کرتی ہین علاوہ اسکے اپنے آپ کو خیلا اور احمق کہلواتی ہین عقلمند اور سلیقے
دار عورتین ہنسی اور مذاق کی راہ سے اونکو مسخرہ بناتی ہین پس اگر تھوڑا سا بھی خیال
کرکے کپڑون کا قطع کرنا سیکھہ لین تو کاہیکو کسی کی خوشامد درآمد کی نوبت پہونچے
اور کیون خیلا اور احمق کہلاوین اور قطع کرنا کچھہ ایسا مشکل کام نہین کہ سیکھنے کے
بعد بھی نہ آوے بلکہ تھوڑی سے غور و فکر سے بخوبی آسکتا ہے البتہ مردانے
کپڑون مین تو انگرکھے اور زنانے کپڑون مین انگیا کی قطع دشوار ہے مگر یہ بھی چندان
مشکل نہین ذرا سا دھیان رکھنے سے سب طرح کے کپڑون کا بیوتنا آجاتا ہے
پھر لوگ اوسکو تمیزدار اور سلیقہ شعار جانتے ہین اور جب لڑکیان ہر طرح کے
کپڑون کا بیوتنا اور سینا پرونا سیکھہ جاوین تو اوس وقت گوٹے کا کام بھی جیسے
اُلٹو چٹکی لہرگوکھرو چنپا کلی وغیرہ سکھاوین کیونکہ ہندوستان مین اسکے پہننے کا
بہت رواج ہے اور جب اس کام سے بھی خوب واقف ہوجاوین تو اونکو ابرہ
ریشمی کشیدے اور بنت وغیرہ بنانے کا کام بھی سکھاوین کیونکہ اسکے سیکھنے مین
بھی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ اس طرح کے کام مین بہت جی لگتا ہے اور طبیعت
خوش رہتی ہے اور ہر طرح کے دنیاوی رنج والم اس دھندے سے بہل جاتے
ہین دوسرے یہ کہ اکثر عورتون کی عادت ہوتی ہے کہ گھر مین خالی بیٹھی ہوئی لوگون کے

گھرون کے اچھے بُرے ذکر کیا کرتی ہین اور ناحق گناہ مین گرفتار ہوکر اپنی تھوڑی بہت
نیکیون کو ضائع اور برباد کرتی ہین اور گناہ بے لذت سے اپنی نیکیون کا اجر اور
ثواب کھوتی ہین غور سے دیکھو تو یہ سب بُری باتین بیکار بیٹھے رہنے سے ہوتی
ہین اور جو نیک بیبیان کہ فرائض و نوافل اور گھر کے ضروری کام کاج سے فارغ
ہوکے اپنی فضول اوقات کو ایسے عمدہ ہنرون مین صرف کرتی ہین وہ لوگون
کی غیبت اور بُرائی سے جو بڑا گناہ ہے محفوظ رہتی ہین تیسرے جو عورتین کہ ایسے
کامون سے واقف ہوتی ہین خدا کے فضل سے وہ کسی کی محتاج نہین رہتین
بلکہ ہمیشہ نہایت فراغبالی اور اطمینان سے بسر کرتی ہین چوتھے اونکے خاوند بھی
انہین ہنرون کی وجہ سے بہت خوش رہتے ہین اور باہم اتفاق و محبت بھی خوب
ہوتا ہے اور کبھی جھگڑا اور فساد کہ جو شرعًا و عرفًا مذموم ہے واقع نہین ہوتا اسی لئے
عورتون کو لازم ہے کہ جب گھر کے ضروری کامون سے فارغ ہون تو پڑھنے لکھنے
سینے وغیرہ کے دھندون مین لگے رہین کیونکہ پڑھنے لکھنے کے بعد سینے سے بہتر
کوئی شغل نہین اس واسطے کہ سینے پرونے کا کام تو ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ
انسان اپنے گھر مین امیرون کی طرح مسند تکیہ لگائے بیٹھا رہتا ہے علاوہ اس کے
اس ہنر کی وجہ سے اکل حلال بھی اچھی طرح سے آبرو کے ساتھہ پیدا کرسکتا ہے اور
اکل حلال کا حاصل کرنا کچھہ غریب ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ امیرون کو بھی ہاتھہ کی
مزدوری سے معاش پیدا کرکے کھانا چاہیئے دیکھو بڑے بڑے بادشاہ جو متقی

اور پرہیزگار تھے وہ اپنے ہاتھہ ہی کے کسب سے کھانے پینے کا صرف اوٹھاتے
تھے چنانچہ شاہجہان بادشاہ کہ بڑے دیندار تھے اپنے ہاتھہ سے ٹوپی وغیرہ سیکر
اوسکی اُجرت سے اپنا کھانا پینا کرتے تھے اور اونکے بیٹے عالمگیر بادشاہ جو بڑے
عالم اور متشرع تھے اپنے ہاتھہ سے قرآن شریف لکھکر اوسکی اُجرت سے اوقات
بسر کرتے تھے بادشاہ کیسے اکثر پیغمبر علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اور
صلحاے اُمت رحمہم اللہ بھی ریاضت اور کسب سے اپنی گذر اوقات کرتے تھے
چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام خیاطی
اور کتابت کا پیشہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریان چراتے تھے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ننھیال مین نجاری کا پیشہ ہوا کرتا تھا اسی طرح
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بزازی کا پیشہ کرتے تھے غرضکہ انسان کسی طرح
کے کسب اور پیشے کو جو شرعاً ممنوع اور معیوب نہو برا اور حقیر نہ سمجھے بلکہ اوس کے
حیلے سے اپنی معاش حاصل کرتا رہے اور میرے نزدیک خاصکر عورتون کے
لئے کوئی پیشہ آسان اور آبرو کا سینے کے ہنر سے بڑھکر نہین ہے پس نادان احدی
پھوہڑ عورتون کے کہنے کے موافق کہ ہم سینا سیکھکر کیا کرینگے جو اللہ ہمکو آٹھہ دس آنے
کپڑا خریدنے کو دیگا وہ دو چار پیسے سلائی کے بھی دیدیگا مزدوری کرنے سے
کیا حاصل خیال کرکے ایسے اچھے ہنر کے سیکھنے مین ہرگز دریغ نہ کرین بلکہ ہمیشہ اپنے
اوقات عزیز کو علم و ہنر کے سیکھنے مین صرف کرتی رہین اور اپنی اولاد کو بھی علم و ہنر

سکھانے رہین تاکہ دونون کو نعمتین دونو جہان کی نصیب ہون۔

فصل کپڑے رنگنے کی ترکیبونمین

جاننا چاہیئے کہ شرع سے عورتون کے حق مین رنگین لباس پہننے کا جواز بلکہ حکم نکلتا ہے اور اکثر ان کو رنگین لباس پہننے کا ذوق وشوق بہی ہوتا ہے اس واسطے مامانی داوی وغیرہ کو چاہیئے کہ جس طرح لڑکیون کو سب گہر کے کام کاج سکھاتے ہین اسی طرح کپڑے رنگنے کی ترکیبین بہی ضرور اونکو بتاوین اسلئے کہ عورتون کو اس سے بہت کام پڑتا ہے اور اکثر اوقات اسکی حاجت ہوتی ہے اور مزدوری دیکر رنگانے مین مفت کا نقصان ہے پس اگر خود اونکو رنگنا آتا ہو اور گہر ہی مین اپنے کپڑے رنگ لیا کرین اور یہ دام جو بازار کی رنگائی مین صرف ہوتے ہین کسی اور گہر کی ضرورت کے وقت کام آجاوین تو کیا اچہی بات ہے سوا اسکے جو عورتین طرح طرح اور رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا جانتی ہین جیسے سرخ عباسی نارنجی گلابی پیازی شنجرفی فالسائی اودا نافرمانی بادامی کپاسی کافوری کاسنی خشخاشی دہانی سروئی انگوری آبی آسمانی سنہری چنپئی آتشی گلِ شفتالو عنابی پستئی کاکریزی بینجنی طاؤسی شربتی صندلی اگرئی وغیرہ اوران رنگون کی ترکیبون اور طریقون سے خوب واقف ہین وہ عورتین سلیقہ شعار تمیز دار کہلاتی ہین اور گہر گہراون کی تعریف ہوتی ہے علاوہ اس کے رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا اور اونکی کنہون سے خبردار ہوکے کمال حاصل کرنا

یہ بھی بجاے خود ایک ہنر ہے اور ہر فن مین جو شرعاً و عرفاً مذموم ہو مہارت پیدا
کرنا خالی نفع سے نہین اگر گھر کے ضروری کامون سے اتنی فرصت نہ ملی کہ اس فن
مین کمال پیدا ہو تو اتنا ضرور چاہیئے کہ تھوڑی سی بکار آمد ترکیبین رنگ نکالنے اور
ایک رنگ سے دوسرا رنگ بنانے اور اون کے مرکب کرنے کی سیکھ لین
اور یہ بھی معلوم کرلین کہ کس چیز کے رنگ سے کس طرح کے رنگ کا کپڑا رنگا جاتا
ہے اور کن رنگون کو باہم ملانے سے کیا رنگ پیدا ہوتا ہے اور کن کن چیزون کا
رنگ کپڑا رنگنے مین کام آتا ہے اور کس چیز کے ملانے سے رنگ مین صفائی اور
آب و تاب زیادہ ہوتی ہے پس جتنی ترکیبین اور رنگنے کے طریقے اور اون کی باریکیان
مجھے یاد ہین اون مین سے بقدر ضرورت کے عورتون کے سیکھنے کے لئے بیان لکھے
جاتے ہین جاننا چاہیئے کہ پہلی وہ چیزین بیان کیجاتی ہین کہ اونکے رنگ رنگنے
مین کام آتے اور اون مین کپڑے رنگے جاتے ہین تفصیل اونکی یہ ہے کسم ہلدی
نیل زعفران ٹیسو تن ہار سنگار ان سب چیزون مین سے اکثر ایسی ہین کہ اون مین
ترشی دینا ضرور ہے اس لئے کہ اونکے رنگ بغیر ترشی ملائے اچھے اور صاف
نہین ہوتے چنانچہ کسم اور ہلدی کا رنگ خالص ہو یا دوسرے کے ساتھ ملایا جاوے
بغیر ترشی دئے اچھا نہین ہوتا اور رنگ مین آب و تاب خوب نہین آتی اور ترشی
لیمون کی ہو یا امچور خواہ املی کے سب سے رنگت مین صفائی آتی ہے اور رنگ کھلتا
ہے لیکن لیمون کی ترشی سے رنگ نہایت صاف اور با آب و تاب ہوتا ہے

بخلاف املی وغیرہ کے کہ اسکی ترشی دینے سے دیسی صفائی اور آب وتاب
نہین آتی علاوہ اس کے ایسی ترشی سے رنگ مین تھوڑی سی سیاہی اور کچھہ
ملگجاہٹ بھی آجاتی ہے اور لیمون دینے سے چمک اور صفائی زیادہ ہوتی ہے
زعفران تن ٹیسو نیل ہارسنگار کے رنگون مین ترشی دینے کی کچھہ ضرورت نہین
اور ترکیب اِن سب چیزون کے رنگ نکالنے کی یہ ہے کہ ٹیسو تن ہارسنگار
اِن تینون کا رنگ جوش دینے سے نکل آتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ ٹیسو اور
ہارسنگار کے فقط پھول جوش دئے جاتے ہین اور تُن کے پھولون کو ملکر اوس کے
بیجون کو جوش دیتے ہین اور زعفران کے جوش دینے کی حاجت نہین فقط رات
کو پانی مین بھگو دینا کافی ہے صبح کو اوس کا رنگ خود بخود نکل آتا ہے نیل اور ہلدی
سے رنگ نکالنے کی کوئی خاص ترکیب نہین صرف اون کو پیسکر پانی مین بھگو دینا
کافی ہے لیکن نیل کو خوب پیسنا چاہیئے اسلئے کہ دور انیل چھاننے کے بعد بھی
لائق رنگنے کے نہین ہوتا کیونکہ صافی مین سے اوس کے روئے نکل آتے ہین
پھر اوسمین رنگنے سے کپڑے مین ایسے دھبے پڑجاتے ہین کہ دور ہونا اون کا مشکل
ہوتا ہے اس واسطے نیل کی پسائی گھٹائی مین بہت مبالغہ کرنا چاہیئے اور کسم کے
رنگ نکالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اول اوسکو کوٹ کے چھاننے کے کپڑے مین
رکھکر اوس کپڑے کے چارون سرون کو جیولی کی طرح لٹکن پر باندہ دین پھر اوسمین
پانی ڈالتے رہین تاکہ اوسکی زردی نکل آوے اور اس زرد پانی کو ضایع نکرین کسی

برتن مین فاطلت سے رہنے دین اس لئے کہ یہ بھی کئی رنگون مین کام آتا ہے
جب اوس کی زردی جسے پیلک بھی کہتے ہین نکل چکے تو پھر پانی ڈالکر اوسکو
خوب دھوئین جب اوس مین سے صاف نسوت پانی ٹپکنے لگے تب اوسکا دھونا
موقوف کرین اور اس دھوون کو بھی جسے ڈہل کہتے ہین ضایع نہ کرین کسی برتن مین رہنے
دین کیونکہ یہ بھی اکثر رنگون مین کام آتا ہے غرضکہ جب کسم کی زردی یعنی پیلک اور
ڈہل بالکل نکل جاوے اور دھلکر خوب صاف ہوجاوے تو اوسکو اوسی کپڑے
مین باندہکر پتھر وغیرہ کسی وزنی چیز سے دباکر رکھدین جب اوسکا تمام پانی نتھر جاوے
سیر بھر کسم پیچھے چار پیسے بھر دلیسی سجی پسی ہوئی اس طرح سے اوسمین ملاوین کہ کسم
اور سجی دونون ایک ذات ہوجاوین پھر اوس کپڑے مین رکھکے اوسی طرح سے لٹکن
مین جھولی کی طرح باندہکر تھوڑا تھوڑا پانی ڈالتے رہین اور ایک برتن اوس کے نیچے
رنگ لینے کے واسطے رکھدین جب اول رنگ جسے جیٹھا کہتے ہین اور وہ نہایت
سرخ اور گہرا ہوتا ہے نکل آوے تو اوسکو علیحدہ برتن مین رکھہ چھوڑین پھر دوسرے
رنگ کو جو کچھہ رقیق اور ذرا کم رنگ ہوتا ہے اور تیسرے کو بھی جو نہایت رقیق اور
بہت کم رنگ پیازی سا نکلتا ہے ان دونون کو جدا جدا برتنون مین رکھہ لین
پس اگر گہرا رنگ جیسے سرخ گلنار وغیرہ رنگنا منظور ہو تو اول کپڑے کو زردی
اور ڈہل مین رنگ کے پچھلے رنگ مین جو بہت رقیق اور ہلکا نکلتا ہے اوس کو
ڈالدین جب کپڑا اُس سب رقیق رنگ کو جذب کرلے تو اوسکو بیچ کا رنگ جو اول

سے کم اور پچھلے سے تیز ہوتا ہے جذب کراوین اسکے بعد پہلے رنگ مین جسے جٹیا
کہتے ہین اوسکو ڈال دین جب اوس کو بھی خوب پی لے اور کپڑے کا رنگ انداز پر
آجاوے تو ترشی اور کلب دیکر اوسکو درست کرلین سُرخ اور گلنار عباسی اور فالسائی
نارنجی اور نافرمانی یہ سب رنگ بھی اسی ترکیب سے رنگے جاتے ہین لیکن عباسی
اور فالسائی اور نافرمانی مین پیلک اور ڈہل نہین دیا جاتا صرف کسم کا رنگ ہی دیا
جاتا ہے اور جب سُرخی کسم کی ایک انداز پر آجاوے تو اوس کپڑے مین جسے
اُودا فالسائی نافرمانی عباسی رنگنا منظور ہو تھوڑا سا نیل بھی دیدین لیکن اودے
فالسائی نافرمانی مین نیل زیادہ دیا جاتا ہے اور عباسی مین بہت کم اور نیل دینے کے
بعد ترشی اور کلپ بھی دیدین تاکہ اوس کا رنگ صاف اور چمکدار ہوجاوے
جاننا چاہیے کہ صرف کسم سے دو تین ہی رنگ رنگے جاتے ہین جیسے گلابی پیازی
شرتی لیکن اکثر رنگون مین اس کا میل دیا جاتا ہے جیسے کاسنی بادامی خشخاشی
آتشی شنجرفی سنہری چنپئی گل شفتالو وغیرہ اس لئے کہ یہ سب رنگ شہاب
ہی سے رنگے جاتے ہین اور تھوڑا بہت میل ہلدی اور نیل کا بھی دیا جاتا ہے
کاسنی خشخاشی گل شفتالو مین تو شہاب کا رنگ دیکر تھوڑا سا میل نیل کا بھی دیدیتے
ہین اور سنہری چنپئی بادامی آتشی شنجرفی مین شہاب کے ساتھہ تھوڑا سا ہلدی کا
میل بھی کردیتے ہین اور سرخ گلنار نارنجی مین شہاب زیادہ دیا جاتا ہے اور ہلدی
بہت تھوڑی اسی طرح عباسی مین شہاب بہت دیا جاتا ہے اور نیل نہایت کم اودے

اور فالسائی اور نارنجی مین شہاب بہت صرف ہوتا ہے اور نیل بہ نسبت عباسی
کے زیادہ اور جتنے گہرے رنگ رنگے جاتے ہین جیسے سُرخ گلنار عباسی
اودا نارنجی فالسائی وغیرہ ان سب مین کسم کا زیادہ خرچ ہوتا ہے یعنی اگر ان
رنگون مین ایک جوڑا رنگا جاوے تو سیر بھر کسم صرف ہوگا اور نری ہلدی مین سوائے
زرد کے اور نرے نیل مین سوائے نیلے کے اور دوسرا رنگ نہین رنگا جاتا ہان
اگر اونمین کسی اور رنگ کا میل دیا جاوے تو اور رنگ بھی رنگ سکتے ہین مثلاً
اگر ہلدی کے رنگ مین نیل کا میل دیدین تو اوس سے سبز دھانی انگوری کپاسی
کاغوری پستئی وغیرہ رنگ بنجاتے ہین یا ہلدی مین اگر شہاب کا میل دیا جاوے
تو اوس سے بادامی سنہری آتشی وغیرہ رنگ جو اوپر مذکور ہو چکے رنگے جاتے
ہین اسی طرح نیل مین شہاب دینے سے کاسنی خشخاشی وغیرہ رنگ کہ اون کا
بھی ذکر اوپر ہو چکا ہے رنگ جاتے ہین اسی طرح تن اور ٹیسو اور ہار سنگار
کے رنگون کو بھی سمجھنا چاہیئے یعنی جتنے رنگ ہلدی کے میل سے رنگے جاتے
ہین اوتنے ہی ان چیزون کے میل سے بھی مثلاً اگر شہاب مین ان کے رنگون
کا میل دیا جاوے تو جو رنگ ہلدی اور شہاب سے رنگے جاتے ہین وہی اس سے
بھی رنگے جاوین گے اسی طرح اگر نیل کا میل ان رنگون مین دیا جاوے تو جو رنگ
نیل اور ہلدی سے بنتے ہین وہی ان سے بھی طیار ہو جاتے ہین غرضکہ ان چیزون
کا رنگ ہلدی کے رنگ کا کام کرتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اکثر رنگ شہاب

ہلدی نیل ہی سے رنگے جاتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ اون مین ان رنگون کا
کچھہ صرف نہین جیسے صندلی اگری کاکریزی وغیرہ کہ ان مین شہاب نیل ہلدی
بالکل نہین دیجاتی اسلئے کہ صندلی اور اگری کی زمین گیرو یا تن یا آم کی مستی سے
باندہتے ہین پہر صندل مہندی وغیرہ خوشبودار مصالح سے رمگتے ہین اور کاکریزی
وغیرہ آل کے رنگ سے زلگا جاتا ہے اور انگریزی رنگون سے کپڑا رنگنے مین
یہ نقصان ہے کہ اول تو یہ رنگ ایسا کچا ہوتا ہے کہ پانی کی بوند پڑتی ہی کپڑے
مین سفید دہبا پڑجاتا ہے دوسرے اس رنگ مین خدا جانے کیا چیز تیزاب سی
ملی ہے کہ اوس کے رنگے ہوے کپڑے پہننے سے بدن مین خارش ہوکر دانے نکل
آتے ہین اور جہان جہان بدن سے وہ رنگ چھو جاتا ہے وہ سب رنگین ہو جاتا ہے
پس اس رنگ مین ہرگز کپڑے نہ رنگنا چاہئین۔

باب سیزدہم

فصل بلوغ کے بیان مین

پندرہ برس کی عمر کو پہونچنا مرد اور عورت دونون کے لئے اعلیٰ مدت بلوغ کی ہے
اور یہی مذہب جمہور کا ہے خواہ اور علامتین بلوغ کی ظاہر ہون یا نہون اور ادنیٰ
مدت بالغ ہونے کی مرد کے لئے بارہ برس اور عورت کے واسطے نو سال ہین یعنی
اگر اس عمر مین وہ دعویٰ بلوغ کا کرین اور کہین کہ ہم بالغ ہوگئے تو اون کے قول کی
تصدیق کرنا ضرور ہے اور اون دونون پر احکام شرع شریف کے بالغون کے مثل

جاری کرنے چاہئین جب بلوغ کی کوئی علامت لڑکا لڑکی مین ظاہر ہو تو ماں باپ
اور قرابت والون کو لازم ہے کہ اون کی شادی بیاہ کی جلد فکر کرین اس لئے کہ شرع
شریف مین جیسے بچون کی پرورش کی تاکید آئی ہے اسی طرح بلوغ کے بعد اون کے
نکاح کر دینے کا بھی حکم آیا ہے اور اس کار خیر مین جہان تک ہو سکے عجلت کرین
اس لئے کہ بسبب تاخیر کے اگر اولاد گناہ مین مبتلا ہو جاویگی تو وہ معصیت انہین کے
نامۂ اعمال مین لکھی جاویگی جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا ہے۔
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ
بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ یعنی کہا ابو سعید خدری اور ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس شخص کے
یہان لڑکا پیدا ہو تو چاہیے کہ اچھا نام رکھے اوس کا اور اوس کو خوب ادب سکھاوے
یعنی احکام شریعت اور آداب معیشت کے کہ دنیا و آخرت مین مفید ہون اوسکو تعلیم
کرے پھر جب وہ بالغ ہو جاوے تو چاہیئے کہ اوس کا نکاح کر دے اس لئے کہ اگر وہ
بالغ ہو گیا اور اوس کا نکاح نہ کیا اور اوس سے کوئی گناہ سرزد ہوا تو اوس کا گناہ
اوس کے باپ ہی پر ہے یعنی اس واسطے کہ یہ گناہ باپ ہی کے قصور سے سرزد ہوا
کہ اوس نے اپنے لڑکے کا بالغ ہونے کے بعد نکاح نہ کیا اسی طرح لڑکی کے حق
مین بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِي التَّوْرٰيةِ مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهٗ اِثْنَتَىْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ ذَنْبًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ یعنی حضرت عمر اور انس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا توراۃ مین لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہونچ جاوے اور وہ اُسکا نکاح نکرے یعنی باوجود میسر آنے کفو کے پھر اوس بیٹی سے کوئی گناہ ہوجاوے تو اسکا گناہ اوسکے باپ پر ہے پس ان دونون حدیثون سے واضح ہے کہ حتی الامکان اولاد کے بلوغ کے بعد اون کے نکاح کرنے مین کسی طرح کی غفلت نہ کرین ورنہ دنیا کی رسوائی کے سوا آخرت کے مواخذے مین بھی گرفتار رہونگے۔

فصل ستر اور پردے کے بیانمین

جاننا چاہیے کہ دین اسلام مین جن اعضا کا چھپانا مرد اور عورت دونون پر فرض ہے تفصیل اونکی یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنون کے نیچے تک ہے پس سوائے اوسکی بی بی یا لونڈی کے اور کسی کو مرد ہو یا عورت اس ستر کا دیکھنا بے ضرورت قوی کے درست نہین اسی طرح ستر عورت کا عورت کے لئے ناف کے نیچے سے زانو تک ہے یعنی بغیر ضرورت قوی کے اور کسی عورت کو بھی اس ستر کا دیکھنا درست نہین اور آزاد عورت سوائے اپنے خاوند کے اور محرمون سے پیٹ اور پیٹھ اور ناف سے زانو تک چھپانا ضرور ہے پنڈلی اور بازو اور چہرہ اور سر اوس کا محرم کے حق مین ستر نہین

یعنی ان اعضا کا دیکھنا محرم کو درست ہے اور اجنبی مرد سے سارا بدن چھپانا ضرور ہے یہان تک کہ سر کے بال بھی ستر مین داخل ہین انکا دیکھنا بھی غیر مرد کو منع ہے ضرورت نبی کے وقت صرف چہرہ اور دونو ہاتھہ اور دونون قدمون کا دکھانا اجنبی مرد کو جائز ہے اسی طرح ان اعضا مین سے کسی کے عضو پر اگر دہوکے سے کسی نامحرم کی نگاہ جا پڑے تو شرعًا اسمین کچھہ گناہ نہین ہے اور جاننا چاہیئے کہ سب مسلمانون کی عورتون کو پردہ کرنا بہت ضرور ہے اس لئے کہ احادیث صحیحہ سے ترغیب پردہ کرنے کی ثابت ہے جیسا کہ ترمذی مین وارد ہوا ہے عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا عورت ستر ہے پس جب کہ اپنے پردے سے نکلتی ہے تو اچھا کرکے دیکھتا ہے اوس کو شیطان مردون کی نظر مین حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ جس طرح شرمگاہ کو چھپاتے ہین اسی طرح عورت کو بھی پردے مین رہنا چاہیئے اور جیسا ستر کا کھولنا بُرا ہے ویسا ہی بے پردے عورت کا لوگون کے سامنے آنا مذموم ہے اور جیسا کہ بیہقی کے شعب الایمان مین وارد ہے عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مجھے یہ بات پہونچی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ

دیکھنے والے کو اور اوس کو جسکی طرف دیکھا گیا یعنی جو قصداً کسی اجنبی عورت یا اوس
کے ستر کی طرف دیکھے اوسپر آپ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی اسی طرح دکھانے
والے پر بھی حکم لعنت کا فرمایا ہے پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کی نہایت تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی ہے
اگرچہ پردہ کرنا ازواج مطہرات کے حق مین فرض تہا اور اُمت کی بیبیونکے حق مین مستحب
مگر خواہ مخواہ بدون ضرورت شدید کے بے پردہ اپنے تئین مردون کو دکھانا اور اونسے
خلا ملا رکھنا اور جلوت و خلوت مین غیر مرد کے سامنے ہوجانا اور اوسکو اپنے کامونمین
شریک رکھنا اس خیال سے کہ ہمپر پردہ فرض نہین صرف ستر کا چھپانا فرض ہے یہ
سب گناہ کبیرہ مین داخل ہے علاوہ اس کے کسی روایت قوی یا ضعیف سے
جواز بے پردگی کا ثابت نہین ہوتا بلکہ جہان دیکھو وہان پردے کی خوبیان اور اوسکے
منافع اور بے پردگی کی خرابیان اور اوس کے نقصانات مذکور ہین خصوصًا اس
اخیر زمانہ پر آشوب مین کہ سوائے فتنہ و فساد اور بدطینتی اور بدافعالی کے اچھے
کامون کی طرف اکثر لوگون کو خیال و توجہ نہین ہے پس ماں باپ کو چاہیئے کہ جب
لڑکیان چھ سات برس کی عمر کو پہونچین تو اون کو باہر پھرنے سے روکین اور غیر مردون
سے پردہ کرنے کی تاکید کرین تاکہ چھٹپن ہی سے اون کو پردہ کرنے کی عادت پڑے
اور زندگی بھر شرم و آبرو کے ساتھ شرفا کی طرح اپنے گھر مین خوش اوقاتی کے ساتھ
گذران کرین اور ہر طرح کی تہمت اور رسوائی اور ذلت وغیرہ سے بچکر کونین کی نعمت

حاصل کرین۔

فصل اون ناتے دارون اور مذہب والون کی بیان مین جن سے نکاح درست نہین

جاننا چاہیئے کہ شرع مین عورتون سے نکاح حرام ہونے کی دو وجہین مذکور ہین ایک نسب دوسرے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب سے رشتہ داری اور یہ سب پندرہ عورتین ہین بارہ ان مین سے ہمیشہ کو حرام ہین کہ اون سے کبھی نکاح درست نہین اور تین ایسی ہین کہ بی بی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اونسے نکاح درست ہوجاتا ہے اوّل یعنی نسب کی جہت سے جو سات عورتین ہمیشہ کو حرام ہین تفصیل اون سب کی اور جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہین اون مین سے جہہ کی کلام مجید کی اس آیت شریف مین جو چوتھے پارے کے اخیر مین واقع ہوئی ہے مذکور ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ أَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

یعنی حرام کی گئین تمپر تمہاری مائین اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری پھوپھیان اور تمہاری خالائین اور تمہارے بھائیون اور بہنون کی بیٹیان یعنی بھتیجیان

اور بہانجیان اور وہ مائین تمہاری جنہون نے تم کو دودہ پلایا ہے اور دودہ شریک
بہنین اور تمہاری بیبیون کی مائین اور ربائب یعنی تمہاری بیبیون کی بیٹیان
اور خاوندسے جو تمہاری گودیون مین ہین تمہاری اون بیبیون سے جن سے تم
نے صحبت کی ہے پس اگر نہین صحبت کی تم نے اون سے تو نہین کچھہ گناہ
تمپر اور تمہارے بیٹون کی بیبیان جو تمہارے صلب سے ہین اور یہ کہ اکٹھا کرو
تم دو بہنون کو مگر جو آگے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان
پس اس آیت مین تیرہ عورتون کا ذکر آیا ہے اور باقی دو عورتین جن کی حرمت
حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہین ایک بی بی کی پہوپی اور دوسری
اوسکی خالا پس یہ سب پندرہ عورتین ہوئین ان مین سے صرف تین عورتین ایسی
ہین کہ جن سے نکاح ہمیشہ کو منع نہین ایک وقت خاص تک حرام ہے وہ
یہ ہین بی بی کی بہن اور اوس کی پہوپی اور خالا کہ بی بی کے ساتھہ جمع کرنا اون کا
منع ہے اور اوس کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد نکاح اونسے جائز ہے
جاننا چاہیئے کہ یہ جو رشتے اوپر مذکور ہوئے جن کے سبب سے نکاح حرام ہے
بعض اون مین سے تین طرح پر ہین یعنی علاتی اخیافی حقیقی خود ظاہر ہے علاتی
اوسے کہتے ہین جسکا رشتہ باپ کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنین کہ جن کا
باپ ایک ہو اور مائین دو ایسے ہی پہوپی اور خالا بھی علاتی ہوتی ہین اور اخیافی
وہ ہین جن کا رشتہ مان کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنین دوسرے باپ سے

کہ مان سب کی ایک ہو اور باپ دو پھوپیان اور خالائین بہی اخیافی ہوتی ہین اور
یہ علاتی اور اخیافی رشتے بہی نسب ہی مین داخل ہین یعنی جو ناتے وار حقیقی
رشتے کے سبب سے حرام ہین وہ علاتی اور اخیافی ہونے سے بہی حرام
ہوتے ہین اور جیسے ان رشتون کی عورتین حرام ہین ویسے ہی ان رشتون کے
مرد بہی حرام ہین یعنی ان سے نکاح باہم درست نہین تفصیل اون مردون کی
جن سے نکاح عورتون کو حرام ہے یہ ہے سگا یا سوتیلا خواہ رضاعی بیٹا اور
باپ اور سگا بہائی اور سگا داماد اور سگا سسرا اور بہائی کا بیٹا یعنی بہتیجا سگا ہو یا سوتیلا اور
بہن کا بیٹا یعنی بہانجا سگا اور سوتیلا اور باپ کا بہائی یعنی چچا سگا ہو خواہ سوتیلا
اور ایسا ہی مان کا بہائی یعنی مامون یہ سب محرم ہین ان سے نکاح جائز نہین
اور نسبی رشتون مین دادا نانا اور اون کے باپ یعنی پردادا پرنانا وغیرہ جتنے
اوپر کے ہون اصول کی وجہ سے سب حرام ہین اور فروع کی وجہ سے پوتا پروتا
نواسا کنواسا وغیرہ جتنے نیچے درجے کے ہون سب حرام ہین سگے ہون یا
سوتیلے اور ان کی بیبیان یعنی دادی نانی پردادی پرنانی حقیقی ہون یا سوتیلی
یہ بہی سب حرام ہین اصول کی وجہ سے اور فروع کے سبب سے پوتے پروتے
نواسے کنواسے کی عورتون سے بہی نکاح حرام ہے اسلئے کہ یہ سب بیٹون
کے حکم مین ہین اور بیٹے حقیقی ہون یا حکمی اون کی ازواج سے نکاح درست
نہین ایسا ہی حال خاوند کے رشتہ دارون کا ہے یعنی جو مرد اپنے نسب کے

اصول اور فروع کی وجہ سے حرام ہین وہی خاوند کے نسب سے عورت پر
حرام ہین اور ایسا ہی مردون پر بی بی کے اصول اور فروع کی عورتین یعنی
اوسکی دادی نانی وغیرہ اصول کی وجہ سے اور بی بی کی اولاد یعنی اوس کے
پوتے پروتے نواسے کنواسے جو اوسکے اور خاوند سے ہون یہ سب اُس
دوسرے خاوند پر حرام ہین عورت کے فروع کے سبب سے جتنے نیچے
درجے کے ہون اس لئے کہ انکے خاوند داماد کے حکم مین ہین اور داماد سے
نکاح حرام ہے ہان بی بی کی وہ لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو شوہر کے
اوس بیٹے پر جو دوسری عورت سے ہو حرام نہین یعنی اوس لڑکی کا نکاح اُس
سے درست ہے اور ایسا ہی حال رضاعت کا سمجھنا چاہیئے مگر دودہ کی وجہ سے
حرمت اوس وقت ثابت ہوتی ہے کہ دودہ پینے کی مدت مین پیا ہو یعنی دو
ڈھائی برس کی عمر مین اس سے زیادہ عمر مین پینا معتبر نہین اور یہ بھی شرط ہے
کہ پانچ بار چھاتی چوسی ہو اور دودہ پیٹ مین گیا ہو اسلئے کہ خالی چھاتی کا
چوسنا معتبر نہین اور رضاعت رضیع کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اور
دو عادل مردون خواہ ایک مرد یا دو عورتون کی گواہی سے مگر حدیث شریف کے
موافق ایک ہی عورت کی گواہی ثبوت رضاعت مین کافی ہے جیساکہ
بخاری کی اس حدیث سے ثابت ہے، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حَارِثٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ اِبْنَةً لِاَبِیْ
اِهَابِ بْنِ عَزِیْزٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعَتْ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ تَزَوَّجَ

بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِي وَلَا اَخْبَرْتِنِي فَاَرْسَلَ
اِلَى اَبِي اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ
اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ

یعنی روایت ہے عقبہ حارث کے بیٹے سے یہ کہ تحقیق نکاح کیا اوس نے
ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے پھر آئی ایک عورت اور کہا اوس نے کہ بیشک
دودھ پلایا ہے مینے عقبہ اور اوس عورت کو کہ نکاح کیا ہے عقبہ نے اوس سے
یعنی وہ عورت دودھ شریک بہن ہے عقبہ کی اور نکاح اونکا باطل ہے پس
عقبہ نے اوس عورت سے کہا مین نہین جانتا کہ تحقیق تو نے دودھ پلایا ہے
مجھکو اور نہ خبر دی تو نے مجھکو یعنی پہلے اس سے اس امر کی پس بھیجا عقبہ
نے یعنی ایک شخص کو ابی اہاب کے گھر والون کی طرف پھر پوچھی اوس شخص نے
اونسے یعنی یہ بات کہ دودھ پلایا ہے تمہاری لڑکی کو اس عورت نے پس کہا
اُنھون نے نہین جانتے ہم کہ دودھ پلایا ہو اس عورت نے ہماری لڑکی کو پس سوار
ہوکر چلے عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینے مین اور پوچھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی حکم اس نکاح کا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ کس طرح اپنے نکاح مین رکھی گا تو اس کو اس حال مین کہ تحقیق
کہا گیا ہے کہ وہ دودھ شریک بہن ہے تیری پس جدا کر دیا اوس عورت کو عقبہ نے

اور نکاح کیا اوسنے سوائے اوسکے اور خاوند سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ رضاعت کے ثبوت مین ایک عورت کا کہنا بہی کافی ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے
کہ دودہ پلائی مان کے حکم مین اور اوسکا خاوند باپ کے حکم مین ہے اور اولاد اس
رضاعی باپ کی خواہ اسی بی بی سے ہویا دوسری سے حنفی مذہب وغیرہ مین
بہن بہائی کے حکم مین ہوجاتی ہے غرضکہ حکم دودہ اور نسب کا ایک ہے سب
اصول اور فروع مین اور جس طرح شیرخوار پر رضاعت کے سبب سے انّا کے اور اُسکے
خاوند کے رشتے دار مثل پوتا پوتی نواسا نواسی کے حرام ہین اسی طرح انا اور
اوسکے خاوند پر شیرخوار کے یہ سب رشتے دار حرام ہین جبکہ رضاعت کا حکم
شرع شریف مین مثل نسب کے ہے اس لئے اس کا بہت لحاظ رکہین اور
ہرگز اس باب مین غفلت نہ کرین بلکہ جن عورتون سے اولاد کو دودہ پلوایا ہو
اور جن بچون کو خود پلایا ہو اون کو اور اون کے رشتہ دارون کو خوب یاد رکہین
تاکہ دہوکے سے نکاح محرمات کے ساتہہ نہوجاوے اور مان باپ کی پہوپی اور
خالہ حقیقی ہون یا علاتی خواہ اخیافی ان سب سے بہی تمام عمر کو نکاح حرام ہے۔
اور چچی اور ممانی اور بھاوج سے ان کے خاوندون کے مرجانے یا طلاق کے
بعد نکاح درست ہے اور اسی طرح پہوپا اور خالو سے بہی بعد مرجانے یا طلاق
خالہ اور پہوپی کے نکاح صحیح ہے اور معاذ اللہ جس عورت سے مرد نے زنا کیا
اوسکی مان اوسپر حرام ہی اور وہ زانیہ اس زانی کے باپ دادا بیٹے پوتے پر حنفیہ

کے نزدیک حرام ہے اور جس شخص نے اپنی لونڈی سے صحبت کی اوس
لونڈی کی مان ہمیشہ اسپر حرام ہے اور اوسکی بہن جبتک کہ لونڈی کو اپنے
اوپر حرام نکرے حلال نہین مثلاً آزاد کردے یا بیچ ڈالے یا کسیکو بخش دے یا
کسی سے اوسکا نکاح کردے اور جس مرد کے نکاح مین آزاد عورت ہو اوس کو
لونڈی سے نکاح کرنا درست نہین مگر اوسکی طلاق یا وفات کے بعد درست
ہے اور آزاد عورت کے نکاح پر قدرت ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا
مکروہ ہے اور غلام کا نکاح بے اذن مالک کے نہین ہوسکتا ہے اور جس عورت
کو طلاق دی ہو جب تک وہ عدت مین ہو اوسکی بہن سے نکاح نہین ہوسکتا
بعد عدت گذرنے کے درست ہے اور جو عورت عدت مین ہو اوس سے
نکاح جائز نہین بلکہ اس عدت مین صریح پیغام نکاح کا دینا بھی منع ہے
اشارۃً اگر اس طرح کی بات چیت کرے کہ جس سے اوس عورت کو یہ امر
معلوم ہو جاوے کہ اس شخص کا ارادہ نکاح کا ہے تو یہ جائز ہے اور
عدت طلاق کی تین حیض ہین اور وفات کے چار مہینے دس دن اور
اگر حاملہ ہو تو طلاق اور وفات کی عدت کا زمانہ جننے تک ہے یعنی بچا پیدا
ہونے سے عدت پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیتون
سے واضح ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ

بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ
خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا
تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ
حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ یعنی اور جو لوگ مرجاوین تم مین سے اور چھوڑجاوین اپنی
بیبیان انتظار دیوین وہ اپنی جانون کو چار مہینے اور دس دن پہر جب پہونچ چکین
وہ اپنی عدت کو تو نہین گناہ تمپر اوس چیز مین جو وہ اپنے حق مین کرین موافق دستور
کے اور اللہ خبردار ہے اوس چیز کے ساتھ جو تم کرتے ہو اور گناہ نہین تمپر اوس چیز
مین جو پردے مین کہو پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے دلون مین معلوم ہے
اللہ کو کہ تم البتہ اون کا ذکر کروگے لیکن وعدہ نہ کررکھو اون سے چھپکر مگر
یہی کہ کہدو ایک بات جسکا رواج ہے اور نہ باندہو گرہ نکاح کی جبتک پہونچ
چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل مین
ہے تو اوس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا یعنی
عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت مین ہے تب تک کسی اور کو
روا نہین کہ اوس سے نکاح باندہے یا صاف وعدہ کرے مگر دل مین نیت
رکھے کہ یہ فارغ ہوگی تو مین نکاح کرونگا یا اوسکو پردے مین سُنا رکھے تا اس سے
پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹھے پردہ یہ کہ ایک بات کہدے مروّج سی مثلاً عورت کو

کہے کہ تجھکو ہرگز کوئی عزیز کرے گا یا کہے کہ مجھکو ارادہ نکاح کا ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ
اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ یعنی اے نبی جب تم
طلاق دو عورتون کو تو اون کو طلاق دو اونکی عدت پر یعنی عدت تین حیض ہین۔
طلاق حیض سے پہلے دو کہ سارا حیض گنتی مین آوے اور اوس پاکی مین
نزدیکی نہ کی ہو اور گنتی رہو عدت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ۔
یعنی اور جن کے پیٹ مین بچا ہے اونکی عدت یہ کہ جن دیوین پیٹ کا بچا اور
زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ اس آیۂ
کریمہ سے ظاہر ہے اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَا
اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی زنا کرنیوالا نہین نکاح کرتا مگر زنا
کرنے والی یا بت پرست عورت کو اور زنا کرنے والی عورت کو نہین نکاح
کرتا مگر زنا کرنیوالا یا بت پرست اور حرام کیا گیا ہے۔ یہ ایمان والون پر پس
آیت سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ
سے نکاح کرنا حرام ہے مگر جو کہ اس آیۂ شریفہ کی شان نزول اور معنی مین بہت
اختلاف ہے بعض کہتے ہین منسوخ ہے بعض فرماتے ہین خاص لوگون کے
حق مین نازل ہوئی ہے اسی لئے علما رحمہم اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہین کہ اگر
اونہون نے توبہ کرلی ہو تو اون سے نکاح درست ہے اور مولانا شاہ عبدالقادر
صاحب مرحوم اس آیت کے فائدے مین یہ ارشاد فرماتے ہین ف مرد

اگر بدکار ہو تو پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے
دو واسطے ایک یہ کہ اوسکا کفو نہین اوسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک
سے دوسرے کو علت نہ لگجاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت
بدکار نہین درست جبتک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے
فقط رافضی[۵] اور خارجی مرد ہو یا عورت اوس کا نکاح سنی سے نہین ہو سکتا۔

[۵] - علماء کو اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے - کلام مجید مین صاف حکم ہے
کہ مشرک مرد اور مشرک عورت سے نکاح جائز نہین اسلئے از روے عقاید و احکام اسلام
جو اقوام کہ مشرک کی صفت مین داخل ہون اون سے سلسلہ مناکحت قایم نہین ہو سکتا - لیکن
اسی ذیل مین مسلمانون کے اون فرقون کا داخل کرنا جو خدا اور رسول اور قرآن مجید کو مانتے ہین کہان
تک درست ہے - اسطرح تو اسلام کا دائرہ بہت محدود ہو جائیگا اور روز بروز تفرقے زیادہ ہوتے
جائین گے حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ باہمی تفرقے مٹین اور آپس مین محبت و ہمدردی
پیدا ہو -

سنی شیعہ کے جھگڑون نے افراد سے لیکر سلطنتون تک کو جسقدر نقصانات پہونچائے
ہین وہ محتاج بیان نہین اور اُن کے مٹانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہی ہے کہ اسلام کے تمام
پیرو خواہ اون مین کتنا ہی اختلاف عقائد ہو آپس مین سلسلہ مناکحت قایم کرین اور یہی سلسلہ اونکو
سلسلہ اتحاد مین مربوط کردے گا - اب بھی ہندوستان مین بہت سے ایسے خاندان ہین جہان تعلقات
خاندانی اور مناکحت مین شیعہ و سنی کا امتیاز نہین اور اون خاندانون مین ارتباط و ہمدردی موجود ہے -

اور محمدیون کا نکاح اہل کتاب کی عورتون اور پارسیون سے جائز ہے رافضی اور خارجی عورتون سے جب تک وہ سنی نہ ہوجاوین نادرست یعنی اہل کتاب کی عورتون اور پارسیون کا نکاح بغیر مسلمان ہونے کے مسلمان مرد سے ہوسکتا ہے رافضیہ اور خارجیہ کا نہین ہوسکتا اور اسی طرح نکاح بت پرست سے آزاد ہو یا لونڈی درست نہین سورج چاند تارے وغیرہ کے پوجنے والے بت پرستون مین داخل ہین پس ان سب سے بھی نکاح کرنا منع ہے اور متعہ کرنا حرام ہے متعہ اوس نکاح کو کہتے ہین کہ جس کی میعاد مقرر کی جاوے یعنی یہ کہا جاوے کہ اس عورت کو ایک مہینے یا ایک سال تک اپنے نکاح مین رکھونگا پھر چھوڑ دونگا جیسا کہ آج کل رافضی کرتے ہین پس ایسا نکاح کرنا حرام ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین متعہ منسوخ ہوچکا ہے اور شغار کرنا بھی حرام ہے شغار یہ ہے کہ مثلاً زید عمرو سے یہ کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے مجھسے کردے اور مین اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بے مہر کے تجھسے کردون سو یہ حرام ہے۔

فصل ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطون کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ نکاح کرنا انبیا علیہم السلام کے عمدہ طریقون مین سے ہے جیسا کہ ترمذی نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْحَیَاءُ[1] وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ

[1] اور بعضی روایتون مین بجاے الحیاء کے الختان واقع ہوا ہے ۱۲

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزین رسولون کے طریقون سے ہین حیا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح اور بخاری شریف مین عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین عورتون سے نکاح کرتا ہون سو جو کوئی میرے طریقے سے مونہہ پھیرے وہ مجھسے نہین یعنی وہ میرے طریقے مین نہین ہے اس حدیث شریف سے شادی بیاہ کرنیکی تاکید شدید معلوم ہوتی ہے علاوہ اس کے کئی جگہہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین نکاح کا ذکر بصیغۂ امر مذکور ہے اوس سے حکم نکاح کرنے کا سمجھا جاتا ہے خاصکر جو شخص کہ اسباب یعنی قوت اور مہر دینے کی قدرت اور عورت کے نان نفقے کی مقدرت رکھتا ہو اوسکے لئے تو نکاح کرنا نہایت ہی ضرور ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَآءٌ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے گروہ جوانون کے جو کوئی طاقت رکھے تم مین سے پس چاہیے کہ وہ نکاح کرے بیشک نکاح بہت جھکانے والا ہے نگاہ کو یعنی اوس کے سبب سے اجنبی عورت پر نظر نہین پڑتی اور نہایت روکنے والا ہے شرمگاہ کو یعنی حرامکاری سے بچاتا ہے اور جو شخص کہ

روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ جو بی بی کو شرع شریف مین دینا فرض ہے دیسکتا، تو اوسکو چاہیئے کہ ضرور ہی نکاح کرے مجرد نہ رہے اسلیئے کہ باوجود قدرت کے بے نکاح رہنے کی شرع مین مما لغت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعَۃٌ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَمَّنَتِ الْمَلٰئِکَۃُ رَجُلٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ ذَکَرًا فَاَنَّثَ نَفْسَہٗ وَتَشَبَّہَ بِالنِّسَاءِ وَامْرَاَۃٌ جَعَلَہَا اللّٰہُ اُنْثٰی فَتَذَکَّرَتْ وَتَشَبَّہَتْ بِالرِّجَالِ وَالَّذِیْ یُضِلُّ الْاَعْمٰی وَرَجُلٌ حَصُوْرٌ وَلَمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ حَصُوْرًا اِلَّا یَحْیٰی بْنَ زَکَرِیَّا[۵۱] یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار آدمی لعنت کیے گئے ہین دنیا و آخرت مین اور فرشتون نے آمین کہی ایک وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے مرد بنایا اور اوس نے اپنے تئین عورت بنایا اور عورتون کے مشابہ کیا دوسرے ایسی عورت جس کو عورت بنایا اور اوسنے اپنے تئین مرد اور مشابہ مردون کے ٹھیرایا تیسرا وہ شخص کہ بٹھکاتا ہے اندھے کو چوتھا وہ شخص جو عمر بھر بن بیاہا رہے اور اللہ تعالیٰ نے سوائے یحییٰ بن زکریا کے کسی کو حصور نہین بنایا اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بے نکاح رہنا بُری بات ہے اگر آزاد بی بی کے مصارف کا متحمل نہین ہوسکتا تو لونڈی ہی سے نکاح کرے جیسا کہ اس آیت شریف مین

۵۱ - امام منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب و ترہیب مین اس حدیث کو غریب کہا ہے ۱۲

آیا ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ (یعنی اور تم مین سے جس کسی کو مسلمان بیبیون سے نکاح کرنے کا مقدور نہو تو خیر لونڈیان (ہی سہی) (جو کافرون کی لڑائی مین) تم مسلمانون کے قبضہ مین آجائین۔ بشرطیکہ ایمان رکھتی ہون اور اللہ تمھارے ایمانون کو خوب جانتا ہے (آدم زاد ہونے کے اعتبار سے) تم ایک دوسرے کے ہم جنس ہو پس (بے تامل) لونڈی والون کے اذن سے ان کے ساتھ نکاح کرلو۔ اور دستور کے مطابق اونکے مہراون کے حوالے کردو۔ مگر شرط یہ ہے کہ قید (نکاح) مین لائی جائین (اور) نہ (تم سے) بازاری عورتون کا سا تعلق رکھنا چاہتی ہون اور نہ خانگیون کا سا یعنی فرمایا جسکو مقدور نہو آزاد عورت سے نکاح کرنے کا اور صبر مین ڈرتا ہو کہ اوس سے حرام ہو جاوے۔ تو درست ہے کہ کسی کی لونڈی سے نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح مین شاہد لازم ہوے پس اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت بغیر نکاح کے نہ رہین اس لیئے کہ بے نکاح رہنا پیغمبرون کی سنت کے بھی خلاف ہے دیکھو اکثر نبیون کی بیبیان تھین اور اولاد بھی ہوئی چنانچہ اس کا ذکر قرآن شریف مین بہت جگہہ آیا ہے جیسے سورۂ رعد کے اخیر رکوع مین اللہ جل شانہ

سنے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ
اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً یعنی بیشک بھیجے ہم نے کتنے رسول تجھسے پہلے اور دی
تھین اون کو بیبیان اور اولاد غرضکہ نکاح کی خوبیان اور اوسکے فائدے
کتاب وسنت مین بہت مذکور ہین چنانچہ بعض کا ذکر اس جگہہ کیا گیا اور بے
نکاح رہنے مین باوجود مخالفت قرآن وحدیث اور طریقے پیغمبرون کے
دینی ودنیوی بھی بہت سے نقصان ہین چنانچہ نکاح نکرنے سے طرح طرح کے
مرض جوشش اور فساد خون وغیرہ کے پیدا ہوتے ہین جیسے پھنسی پھوڑے
دنبل وغیرہ اور بی بی والے اکثر ایسے امراض سے محفوظ رہتے ہین اور
سوا اسکے نکاح نکرنے سے اکثر بے احتیاط لوگ امراض متعدی اور بری
عادتون وغیرہ مین گرفتار ہوکر عمر بھر ایذا اور تکلیفین اوٹھاتے ہین اور اکثر مرد وعورت
ایسے ہی مرضون کی بدولت اولاد سے کہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے
محروم اور بے نصیب رہتے ہین اور بیچاری بیبیون کو بھی اپنی شامت اعمال
سے ان مرضون مین مبتلا کرکے عمر بھر کی تکالیف اور غم مین گرفتار کرتے ہین لہذا
مان باپ کو چاہیے کہ بلوغ کے بعد ہی اپنی اولاد کی شادی بیاہ کی فکر کرین
جیساکہ مفصل بلوغ مین گزر چکا پس جہان کہین اپنی اولاد کی بات ٹھیراوین تو ان
شرطون کا ضرور خیال رکھین ایک یہ کہ عورتین اوس جرگے کی چاہنے والیان
ہون اپنے خاوندون کو دوسرے یہ کہ جننے والیان ہون بانجھ نہون اور یہ مضمون

حدیث شریف سے جو ابو داود اور نسائی مین ہے ثابت ہوتا ہے عَنْ مَعْقِلِ
بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا
الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھے اپنے خاوند کو اور
بہت جننے والی ہو اس لئے کہ تحقیق مین فخر کرون گا تمہاری بہتایت کے
سبب سے اور امتون پر یعنی جس کے یہان اپنی اولاد کی شادی مقرر کرین
تو اوسکے کنبے والی عورتون مثل خالہ پھوپی چچی بہن وغیرہ کو تلاش کرین کہ وہ
جننے والیان ہین یا بانجھ کثیر الاولاد ہین یا نہین تیسرے عورت کی دینداری اور
آسودگی اور خوبصورتی اور شرافت کا بھی خیال رکھین مگر دینداری کو سب پر مقدم
سمجھین جیساکہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ مین آیا ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْاَۃُ
لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَجَمَالِھَا وَلِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ۔
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کیجاتی ہے عورت چار
چیز کے سبب سے بسبب اوسکے مال اور جمال کے اور حسب اور دین کے پس
فتحیاب ہو دیندار عورت کے ساتھ خاک مین آلودہ ہون تیرے دونو ہاتھ پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو حسب اور مال اور جمال پر مقدم کیا
ہے اور اسی طرح تقدیم دین اسلام کی قرآن مجید کی اس آیت شریف سے

بہی ثابت ہوتی ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ
مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ
مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ
وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ یعنی نکاح مین نہ لاؤ
شرک والی عورتین جب تک ایمان نہ لاوین اور البتہ لونڈی ایمان والی
بہتر ہے شرک کرنیوالی بی بی سے اگرچہ خوش لگے تم کو اور نکاح نہ کردو شرک
والون کو جب تک ایمان نہ لاوین اور البتہ غلام ایمان لانے والا بہتر
ہے شرک کرنے والے میان سے اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلاتے
ہین آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے بہشت اور بخشش کی طرف اپنے حکم
سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگون کو شاید وہ چوکس ہوجاوین پس اس آیت
سے بہی دین کو سب شرطون پر مقدم رکہنا ثابت ہوا اسلئے ہر ایماندار کو
لازم ہے کہ دین ہی کو سب شرطون پر مقدم سمجہے اور ہر حال مین اوسی کو ترجیح
دے چوتہے یہ کہ حتی المقدور اپنی شادی کنواری لڑکی سے کرے اوس کو دوسرے
شخص کے نیک اور بد کی خبر ہی نہین ہوتی اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے بہی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرمایا ہے جیسا کہ بخاری
ومسلم مین آیا ہے عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا وَكُنَّا قَرِيْبًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اِنِّیْ حَدِیْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِکْرٌ اَمْ ثَیِّبٌ قُلْتُ
بَلْ ثَیِّبٌ قَالَ فَهَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُکَ یعنی جابر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے ہم ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ایک لڑائی مین پھر جب ہم پھرے اور مدینے کے قریب پہونچے مینے
عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق مین نیا بیاہا ہوا ہون یعنی اگر حکم ہو تو مین پہلے
سے گھر چلا جاؤن فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا ہے تو نے
مینے کہا ہان فرمایا کنواری ہے یا خاوند کر چکی ہے مینے کہا کنواری نہین ہے
بلکہ خاوند کر چکی ہے فرمایا کنواری سے کیون نہ نکاح کیا کہ کھیلتا تو اوس سے
اور کھیلتی وہ تجھسے پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جہان تک
ہو سکے کنواری ہی سے نکاح کرے کہ اس مین بہت فائدے ہین پانچوین شرط
یہ کہ لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھ لین تاکہ اوس کا حسن و قبح بخوبی معلوم ہو جاوے
اور جو نکاح کرنے والا خود ہی دیکھ لے تو بہت اچھا ہے کیونکہ شرع شریف
مین بھی اسکی اجازت آئی ہے چنانچہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور
دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
خَطَبْتُ امْرَاَةً فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ اِلَیْهَا
قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا یعنی کہا مغیرہ بن شعبہ
نے کہ ارادہ کیا مینے منگنی کا ایک عورت سے پس فرمایا مجھسے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھ لیا ہے تو نے اوسکو بینے کہا نہین فرمایا پس دیکھ لے
تو اوسکو اسلیئے کہ مقرر دیکھ لینا بہت اچھا ہے آپس مین ہمیشہ اُلفت و
محبت رہنے کے لیئے اُس سے معلوم ہوا کہ پہلے سے اپنی منگیتر کو دیکھنا بہتر
ہے اور نکاح سے پہلے تحفہ وغیرہ منگیتر کے یہان بھیجنا شرعًا درست ہے اسلیئے
کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے چھٹے یہ کہ عورت کی خوش خلقی اور خوش مزاجی کا
بھی ضرور خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ بدمزاج عورت سے بیحد ایذا اور تکلیف
ہوتی ہے اور تمام عمر بے لطفی سے گذرتی ہے خاصکر جبکہ مرد نیک اور بی بی
بدمزاج ہو تو نہایت ہی خرابی اور تباہی سے زندگی بسر ہوتی ہے اور وہ گھر گھر نہین
رہتا بلکہ دوزخ کا نمونہ بنجاتا ہے جیساکہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎

زن بد در سرائے مرد نکو		ہمدرین عالمست دوزخ او	

ساتوین اوسکی سلیقہ شعاری کا بھی دہیان رکھین کیونکہ نکاح کے فائدون مین
سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ گھر کا بندوبست خوب ہو پس اگر عورت بے سلیقہ
ہوگی تو زندگی بھر گھر کی تباہی اور بربادی رہے گی آٹھوین یہ کہ جہان کہین بات
ٹیڑھی ہو اوس خاندان کی عورتون کا چال چلن بھی ضرور دریافت کرلین کہ اوس
کنبے کی عورتین کیسی ہین اگر دیندار باحیا شرم والی نیکبخت غریب مزاج اپنے
خاوندون کو ہر حال مین عزیز اور دوست رکھتی ہون اور اپنی سسرال والون
کو بھی چاہنی والی اور ہر حال مین اونکی شریک اور سب طرح سے اونکی فرمانبردار

اور مطیع ہون اور طلاق دینے کو جہانتک ہو سکے بُرا اور معیوب جانتی ہون
اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے پس ایسے گھرانے
کی لڑکی سے بلا تکلّف منگنی کرلین نوین یہ کہ اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیئے
کہ جو لوگ اپنی بیٹی یا بہن بھانجی یا بھتیجی کو منگنی کے وقت یا اوسکے بعد سسرال
والون کے سامنے کردین اور اون سے پردہ نہ کراوین یا لڑکیون کی شادی کا
خود ہی بے سبب قوی کے بیحد تقاضا کرین یا اپنی معاش کا بندوبست
لڑکیون کے واسطے سے چاہین یا کنواری لڑکیون کو شہر بشہر کسبیون کی طرح
اپنے ساتھ بیاہ کے واسطے لئے پھرین اور تمام خرچہ لڑکیون کی شادی کا
سسرال والون ہی پر رکھین اور اپنی طرف سے ایک حبہ بھی نہ اوٹھاوین بلکہ
کچھہ لینے ہی کی اُمید رکھین اور جب شادی کا پیغام بھیجا جاوے
تو فوراً منظور اور قبول کرلین ذرا بھی تامل اور تاخیر نہ کرین تو ایسے خاندان
مین ہرگز شادی نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی جگہہ شادی کرنا خالی فساد سے نہین
ہوتا اس لئے کہ لڑکی والے اپنا وقت نکالکر اور موقع پاکے شادی کے
بعد طرح طرح کے فساد کرتے ہین اور ہر قسم کے مکر و فریب کرکے بیٹے والون
کو سخت حیران اور پریشان کرتے ہین دسوین یہ کہ لڑکا لڑکی ہم عمر ہون اگر دو چار
برس چھوٹے بڑے ہون تو کچھہ مضائقہ نہین مگر دس بارہ برس ایک کا دوسرے
سے بڑا ہونا نچاہیئے کہ اسمین بہت نقصان ہین پس ماں باپ کو لازم ہے کہ

ہم عمری کا ضرور بیان رکھین اور یہ بھی چاہیے کہ اولاد کی شادی چھوٹی عمر مین
نہ کردین کیونکہ کم عمری مین شادی کرنے سے کئی طرح کے ضرر ہین خاصکر عورت
کا تو چھوٹی عمر مین شادی کرنے سے نہایت ہی نقصان ہے اور ایسی عمر مین
شادی کرنے سے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد قوی اور زبردست نہین
ہوتی دیکھو سب ولایتون کے لوگ کبھی چھوٹی عمر مین اپنی اولاد کی شادی
نہین کرتے تو اون کی اولاد کیسی قوی اور زبردست ہوتی ہے بخلاف ہندیون
کے کہ یہ لوگ اکثر چھوٹی عمر مین شادی کر دیتے ہین اور اسی کو اچھا سمجھتے ہین۔
علاوہ اسکے کم عمری کی شادی مین ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ بچون کی کم عمری
کے سبب سے اون کے چال چلن سے آگاہی اور واقفیت نہین ہوسکتی کہ
وہ کیسے ہونگے لائق یا نالایق چنانچہ کئی جگہہ سننے اور دیکھنے مین آیا ہے
کہ مان باپ نے اچھا خاندان دیکھکر اور لڑکے کو لائق سمجھ کے اپنی لڑکی کی
شادی قبل بلوغ کے کردی پھر وہ لڑکا جوانی مین ایسا نالائق نکلا کہ سوائے
آوارگی وغیرہ کے کبھی بی بی کی طرف متوجہ نہوا اور نہ اوس کا کوئی حق ادا کیا
لڑکی بیچاری عمر بھر میکے مین رہی اور تمام جوانی رنج وغم مین بسر کی مان باپ بھی
اپنی لڑکی کو طرح طرح کی تکالیف و ایذا مین مبتلا دیکھکے تمام عمر جلتے رہے اور
کم سنی مین شادی کرنے سے یہ بھی نقصان ہے کہ مان باپ کے حسب دلخواہ
اولاد تعلیم و تربیت نہین پاسکتی اس لئے کہ پھر وہ اپنے شغل اور کھیل کود مین

مصروف رہ کے مان باپ کی تعلیم پر کچھ خیال نہین کرتے اور
مان باپ سے جدا ہوجانے کے سبب سے نڈر ہوجاتے ہین اور والدین
بھی بسبب شادی ہوجانے کے بچون سے بیخبر رہتے ہین اس واسطے اون کو
کچھہ سلیقہ اور تمیز خانہ داری کا حاصل نہین ہوتا جس سے اپنے گھر کا کاروبار
سنبھالین اور لونڈی غلام نوکر وغیرہ پر اپنی حکومت رکھین اور رعب جمائین
بلکہ وہ خود بسبب اپنی کم عمری کے سب سے دبے رہتے ہین اور اسی وجہ سے
اکثر تمام مال و اسباب اونکا تباہ اور برباد ہوجاتا ہے اتفاقاً اگر کچھہ باقی بھی رہا تو
خوشامدی وغیرہ نہین چھوڑتے اور وہ اپنی کم عمری اور نادانی کی وجہ سے خوشامدکرنیوالون
ہی کو اپنا دوست اور خیرخواہ جانتے ہین اور نصیحت کرنے والون کو دشمن
سمجھتے ہین غرضکہ چھوٹی عمر مین شادی ہونے سے بہت نقصان ہین مصلحت
اور بہتری اسی مین ہے کہ بچون کی شادی بلوغ کے بعد جب اونکو خوب عقل اور
سمجھہ آجاوے اوسوقت کرین دیکھو انگریز کیسے عقلمند اور ہوشیار ہین کہ وہ
کبھی اپنے بچون کی شادی کم عمری مین نہین کرتے بلکہ تمام زمانہ اون کے لڑکپن
کا علم ہی کی تحصیل مین صرف کراتے ہن جس کے سبب سے ہر فن مین وہ کیسے ہوشیار
اور ہر علم مین یگانۂ روزگار ہوتے ہین پھر کیا کیا دانائی اور عقلمندی کے کام کرتے
ہین بخلاف ہندوستانیون کے کہ تمام عمر اونکی جہالت مین گذر جاتی ہے اور سوائے
کھانے پینے سونے اور لوگون کی برائی اور عیب جوئی کے کوئی فن اور ہنر نہین آتا

شب و روز بیفائدہ اور بیہودہ باتون مین بسر کرتے ہین پورا پورا نماز روزہ جو
ہر مسلمان پر فرض عین ہے ادا کرنا کیسا عقبیٰ کا خیال اور گناہ و ثواب کا لحاظ
بھی کبھی نہین کرتے اور آخرت کا خیال کیونکر دل مین آوے اس لئے کہ اللہ
تعالی کا پہچاننا اور اوسکے احکام سے آگاہ ہونا علم پر موقوف ہے جیسا کہ سعدی
علیہ الرحمہ فرماتے ہین ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت - اور اون کو علم کی
طرف کچھہ رغبت نہین اور نہ مان باپ اس کا کچھہ خیال کرتے ہین کہ ہماری
اولاد کسی قدر علم حاصل کرے یا کوئی ہنر سیکھہ لے بلکہ شادی کی ایسی جلدی
کرتے ہین کہ قرآن شریف بھی پورا نہین پڑھواتے اور نہ نماز روزے کے
مسئلون سے واقف ہونے دیتے ہین بلکہ جہان سات آٹھہ برس کی لڑکی ہوئی مان
باپ خود ہی گھبرانا اور شادی کی جلدی کرنا شروع کر دیتے ہین کہ کہین اسکی جلد
شادی ہو جاوے تو ہم فارغ ہو جاوین بعضے جاہل مسلمان تو ہنود کی رسم کے
ایسے پابند ہین کہ وہ اپنی اولاد کی چھوٹی ہی عمر مین شادی کر دیتے ہین اور اسکو
ثواب جانتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ اگر لڑکی جوان ہو جاویگی تو ثواب شادی کا
نہین ملے گا سو یہ کہنا اون کا محض غلط ہے اور بالکل خلاف شرع شریف
کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی تو بہت بڑی عمر مین ہوئی تھی
ایک روایت سے اٹھارہ برس کی عمر مین شادی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے
بائیس برس کے سن مین ہان شرعًا نابالغ کی شادی کرنا منع نہین کیونکہ حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی سات برس کی عمر مین ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی مصلحت سے اپنی اولاد کی شادی کم عمری مین کردے تو کچھہ مضائقہ نہین لیکن شرع شریف سے اسکی کچھہ تاکید اور فضیلت ثابت نہین ہوتی کہ جس سے ضروری کم عمری مین شادی کردیجاوے مگر مرد کو نابالغ لڑکی سے قربت کرنا شرعًا منع ہے اگرچہ نکاح درست ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ تمام دنیا کی مصلحتون کو چھوڑکر خواہ مخواہ ہندؤن کی طرح اپنی اولاد کی شادی کم عمری مین کرکے خود بھی مصیبت اور تکلیف مین گرفتار ہون اور اولاد کو بھی ایذا مین ڈالین فقط۔

باب چہاردہم

فصل نکاح کی شرطون کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اوس کا راضی ہونا شرعًا نکاح مین معتبر ہے اور جو نابالغ ہو تو اُسکے ولی کو اختیار ہے یعنی باپ بھائی چچا وغیرہ جو شرع شریف مین اوسکے وارث ہین اون کی رضامندی شرط ہے بغیر اون کے رضامندی کے نابالغ لڑکی کا نکاح نہین ہوسکتا بلکہ اگر وہ چاہین تو خود اپنے اذن سے بغیر پوچھے اوس کا نکاح کردین کچھہ حاجت لڑکی سے اذن لینے کی نہین ہے اسی لئے اوسکی شادی کا پیام اوس کے وارث ہی کو دینا چاہیئے۔ اور بالغ

لڑکی سے اجازت لینا ضرور ہے کہ اوسکا نکاح بغیر اوس کے اذن کے نہین
ہوسکتا اور چپ رہنا یا ہنس دینا یا رو دینا منظوری کے حکم مین ہے یعنی اگر
بالغ لڑکی نکاح کی اطلاع کے وقت چپ ہو رہے یا خوشی سے ہنس دے یا
بے آواز کے رو دے جب تک انکار نکرے یہ سب منظوری مین داخل ہین۔
ان صورتون مین نکاح ہو جاتا ہے اور اوس مین کچھہ خلل نہین آتا جیسا کہ بخاری
ومسلم کی حدیث سے جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ثابت ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا
تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کی جاوے جوان
بیوہ عورت یا طلاق والی یہان تک کہ طلب کیا جاوے امر اوسکا اور نہ بیاہ
لیجاوے جوان کنواری عورت یہان تک کہ اذن لیا جاوے اوس سے
کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کس طرح ہے اوس کا اذن یعنی کنواری کا اس لئے
کہ وہ بہت حیا رکھتی ہے فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی انکار نکرے غرضکہ جوان
لڑکی سے اوس کے نکاح کی اطلاع کر دینا ضرور ہے بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے
نزدیک تو بالغ لڑکی کا نکاح اوسی کی رضامندی پر موقوف ہے کچھہ وارث کی
حاجت نہین جیسا کہ ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا ہے قَالَ اِنَّ جَارِیَۃً بِکْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ تحقیق آئی ایک کنواری بالغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس بیان کیا اونے یہ کہ اوسکے باپ نے اوسکا نکاح کردیا اور وہ ناخوش تھی پس اختیار دیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی یہ اختیار دیدیا کہ چاہے نکاح باقی رکھے یا فسخ کرڈالے پس اس سے معلوم ہوا کہ جوان عورت پر وارث کو جبر نہین پہونچتا اگرچہ وہ کنواری ہو لیکن یہ جبر نکرنا جب تک ہے کہ وہ اپنے کفو یا اپنے کفو سے معزز مین شادی کرے جیسے شیخ یا پٹھان کی لڑکی سید سے راضی ہو تو ایسی صورت مین اوسکے ورثا کی رضامندی شرط نہین اور جو عورت اپنی قوم سے کم درجے کی قوم مین راضی ہوجاوے اور وارث اوسکے بسبب حقارت اور ذلت کے اِس نکاح سے ناخوش ہون تو ایسے موقع مین ولی کی رضامندی بہی ضرور ہے اور کم سے کم بغیر ایک ولی کے نکاح نہین ہوسکتا اور اگر ولی مالغ ہو یا غیر مسلمان تو بے ولی بہی نکاح درست ہے اس لئے کہ جوان مرد کو خود بہی اپنے نکاح کا پیغام دینا عاقلہ بالغہ لڑکی کو درست ہے اور مرد و عورت دونون کو چاہیئے کہ کسی شخص کو واسطے وکالت نکاح کے مقرر کرین اگرچہ دونون کی طرف سے ایک ہی آدمی ہو لیکن وکیل کے ساتھہ دو گواہون کا ہونا بہی ضرور ہے اگر دو مرد گواہی کے لئے نہ مل سکین تو ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی کافی ہے مگر

بے گواہ نکاح درست نہین جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ
اَلْبَغَایَا اللَّاتِیْ یَنْکِحْنَ اَنْفُسَھُنَّ بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ وَالْاَصَحُّ اَنَّہٗ مَوْقُوْفٌ عَلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ
یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ بیشک فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زنا کرنے والیان ہین وہ عورتین کہ نکاح کرتی ہین
اپنا بے گواہون کے اور طریقہ نکاح کا یہ ہے کہ نکاح پڑہانے والے کو چاہیے
کہ پہلے خطبہ پڑہے پہر ایجاب وقبول کرائے ۵۲ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ
لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ

۵۱ - یعنی نہایت صحیح یہ بات ہے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے ۱۲ -

۵۲ سب تعریف واسطے کے ہے مدد چاہتے ہین ہم اوس سے اور بخشش چاہتے ہین ہم اوس سے
اور پناہ مانگتے ہین ہم ساتھہ اللہ کے اپنے نفسون کی برائیون سے جسکو ہدایت کرے اللہ یعنی توفیق دے
ہدایت کی پس نہین کوئی گمراہ کرنیوالا اوسکو یعنی نہ شیطان اور نہ نفس اور نہ کوئی اور جسکو گمراہ کرے
اللہ پس نہین کوئی ہدایت کرنیوالا اوسکو اور گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور
گواہی دیتا ہون مین یہ کہ محمد بندے اللہ کے ہین اور رسول اوسکے اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے
جیسا چاہیے اوس سے ڈرنا اور نہ مرو مگر مسلمان لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تمکو ایک جان سے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

اور آزاد مرد کو چار آزاد عورتون کا اپنے نکاح مین جمع کرنا درست ہے اس سے زیادہ کا جائز نہین اگر کوئی اون مین سے مرجاوے یا کسی کو طلاق دیدے تو پھر اور بی بی کرنا درست ہے اور شرعی لونڈیون کی کچھ حد مقرر نہین ہے جتنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۳ - اور اوسی سے بنایا اوس کا جوڑا اور بکھیرے اون دونون سے بہت مرد اور عورتین اور ڈرتے رہو اللہ سے جن کا واسطہ دیتے ہو آپسمین اور خبردار رہو ناتون سے اللہ ہے تمپر مطلع یعنی ایک آدم سے حوّا بنائی پھر اون سے سارے لوگ اور خبردار رہو ناتون سے یعنی بدسلوکی مت کرو آپسمین اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی کہ سنوار دے تم کو تمہارے کام اور بخشے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہے پر چلے اللہ کے اور اوسکے رسول کے اوس نے پائی بڑی مراد ۱۲

۵ روایت کیا اسکو امام احمد اور ترمذی و ابو داؤد اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور جامع ترمذی مین ہے کہ سفیان ثوری نے تینون آیتون کی تفسیر کی ہے اور ابن ماجہ نے بعد ان الحمد للہ کے لفظ نحمدہ کا زیادہ کیا ہے اور بعد من شرور انفسنا کے من سیئات اعمالنا کا لفظ بڑھایا ہے ۱۲ -

چاہے رکھے اور جس شخص کے نکاح مین یا دو تین خواہ چار آزاد عورتین ہون
اوسکو چاہیئے کہ اپنی بیبیون کی باری وغیرہ کے حقوق مین برابری کرے
یعنی اون کے گھرون مین رات کو باری باری سے رہے کسی کے گھر زیادہ
اور کسی کے یہان کم نہ رہے ہان اگر کوئی بی بی خوشی سے اپنی باری کی رات
معاف کردے تو پھر مرد کو اختیار ہے چاہے جس بی بی کے گھر رہے عدل
نہ کرنے سے گنہگار نہ ہوگا اور باری کے برتاؤ مین صرف رات کا رہنا شرط
ہے دن کو جہان جی چاہے وہان رہے۔ حاصل یہ کہ جو مرد عورتون کے
مان و نفقے وغیرہ مین انصاف کرسکے اوسکو دو یا تین خواہ چار عورتون سے
نکاح کرنا درست ہے نہین تو ایک ہی کافی ہے جیسا کہ سورۂ نساء کے
پہلے رکوع کی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا
فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا
تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا یعنی اگر ڈرو تم یہ کہ نہ
انصاف کروگے عورتون کے حق مین پس نکاح کرو جو خوش لگین تم کو عورتون
سے دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کروگے تو ایک ہی
عورت سے نکاح کرو یا جس کے مالک ہوئے دہنے ہاتھ تمہارے یعنی
لونڈیان یہ بہت نزدیک ہے اوس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور جو لوگ
قحط سالی مین اپنی اولاد بیچ ڈالتے ہین یا کسی اور کی اولاد چوراکر دوسرے ملک

مین فروخت کردیتے ہین یا لاوارث بچے لیکر پال لیتے ہین اور اُن کو اپنا
لونڈی غلام سمجھتے ہین سو یہ شرع شریف مین ہرگز لونڈی غلام نہین بلکہ سب
آزاد ہین انپر کوئی حکم لونڈی غلام ہونے کا شرعًا جاری نہین ہوسکتا اور جائز
ہے مسلمان مرد کو جمع کرنا شرعی لونڈی اور اوسکی مالکہ کا اپنے نکاح مین اور
مسلمان مرد کو نکاح کرنا اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ یا آتش پرست کی عورتون
سے آزاد ہون یا لونڈیان جائز ہے اگرچہ وہ اپنے ہی دین پر رہین اور مرد اپنے
دین پر لیکن مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب کے مرد سے ہرگز نہین ہوسکتا اور
بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کی عورتون سے نکاح نکرین جب تک وہ محمدی
نہو جاوین اور خاصکر دارالحرب مین تو کتابیہ سے نکاح کرنا مکروہ ہے پس جہان
تک ممکن ہو اپنے ہی دین کی عورتون سے نکاح کرین اور دین والیون سے
نکرین ۔ تیسرے پالک اور اوسکی بی بی سے نکاح کرنا درست ہے اس لئے کہ متبنیٰ
متبنیٰ کرنیوالے کا شرعًا بیٹا اور وارث نہین ہوتا اور نہ اوسکی بی بی اسکی بہو
ہوتی ہے جیساکہ قرآن شریف کی ان آیات کریمہ سے جو سورۂ احزاب کے
پہلے رکوع مین واقع ہوئی ہین صاف ظاہر ہے وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ۔
یعنی اور نہین کیا تمہارے لے پالکون کو تمہارے بیٹے یہ بات ہے اپنے
مونہہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سوجھاتا ہے راہ یعنی کفر کی

وقت جو کوئی جورو کو مان کہتا تو ساری عمر وہ اوس سے جدا ہو جاتی اور جو کسی
کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا اللہ تعالی نے یہ دونون حکم بدل دئے جورو کو
مان کہنا پارۂ قد سمع اللہ مین مذکور ہے اور لے پالک کا حکم آگے آتا ہے ان
دو کے ساتھ تیسری بات یہ بھی سنا دی کہ ایسی باتین کہنے کی بہتیری ہین اونپر
عمل نہین ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے اسکے دو دل ہین چھاتی چیر کے دیکھو
تو کسی کے دو دل نہین اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا
آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم
بِهِ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا یعنی پکارو ے پالکون
کو اونکے باپ کا کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہان پھر اگر نہ جانتے ہو
تم اونکے باپون کو تو تمہارے بھائی ہین دین مین اور رفیق ہین تمہارے اور
گناہ نہین تمپر جس چیز مین تم چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ
بخشنے والا مہربان یعنی اگر بھول کر مونہہ سے نکل جاوے ے پالک کو کہ وہ
فلان کا بیٹا ہے تو اس مین گناہ نہین مگر جانکر کسی کے بیٹے کو اور کا بیٹا کہنا چاہیئے
کہ یہ گناہ کی بات ہے اور جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور پہلے وہ
آپ کی لے پالک حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بی بی تہین پھر اون سے
طلاق ہو کے اللہ تعالی کے حکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح

مین آئین اُس کا پورا پورا حال قرآن مجید اور حدیث شریف مین لکھا ہی پس لازم
ہے کہ سب مسلمان سے پالکون کو اپنا بیٹا اور وارث نہ جانین اور نہ اونکی بیبیون
کو بہو سمجھین بلکہ شرع مین وہ غیرون کی طرح اجنبی ہین اونکا کوئی حق اور حصہ نہین
مسجد اور مجمع مین نکاح کرنا اعلان کے لئے مستحب ہے اور شوال کے مہینے
کو نکاح کے لئے بُرا نہ جانین کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح
اور زفاف اسی ماہ مین ہوا تھا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اور
حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زفاف بھی دونون عیدون کے بیچ مین
ہوا تھا پس یہ مہینا نکاح کے لئے بہت ہی مبارک ہے اسکو ہرگز بُرا نہ جانین
اگر خاصکر یہ بُرا ہوتا تو ایسے مبارک لوگون کا نکاح اس مہینے مین کیون ہوتا
اور اس مہینے کی کیا خصوصیت ہے بلکہ کسی ماہ اور تاریخ اور وقت اور دن
کو کسی امر کے لئے بد اور نحس نجانین کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے
ہین کسی مین بُرائی اور نحوست نہین ہے قرآن مجید اور حدیث شریف سے کسی دن
اور ماہ وغیرہ کی بُرائی نہین ثابت ہوتی جس سے وہ بُرے سمجھے جاوین بلکہ ایسی
باتون کا تو خیال کرنا شرک مین داخل ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد اور عورت
کو شرک اور کفر اور بدعت وغیرہ سے بچاوے اور اپنے حفظ و امان مین رکھے
آمین ثم آمین - اکثر جاہل اور ناواقف لوگ شادی بیاہ مین بہت سا روپیہ
واہیات اور مزخرفات رسمون اور بیہودہ کامون اور منہیات مین خرچ کرتے

ہین اور اُسکو اپنا فخر اور نام آوری سمجھتے ہین اگر اپنے پاس نہین ہوتا تو قرض وام
لیکر اپنے دل کی خواہشین جو خلاف مرضی خدا و رسول ہین پوری کرتے ہین پھر
قرض کی ادائی مین زندگی بھر طرح طرح کی تکلیف و ایذا مین گرفتار رہتے ہین اسلئے
ضرور ہے کہ شادی وغیرہ مین اپنے مقدور کے موافق خرچ کرین قرض لیکر
نہ اوٹھاوین کیونکہ قرض لینے مین بہت سے نقصان ہین ایک یہ کہ اس سے
آدمی اکثر زیر بار اور تنگدست ہوجاتا ہے دوسرے سود دینے کے سبب سے
گناہ کبیرہ مین گرفتار ہوجاتا ہے۔ تیسرے زندگی مین اگر قرض ادا نہو سکا اور
اوس کے وارثون نے بہی اوسکی طرف سے ادا نہ کیا یا خدانخواستہ نیت مین
فساد آگیا یعنی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہوا تو یہ قرض دوزخ مین داخل ہونے کا
باعث ہوگا کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین قرضدار کے بارے مین
بہت سخت وعیدین آئی ہین کہ تفصیل اونکی تفسیر و حدیث کی کتابون
مین موجود ہے چوتھے نکاح کرنے والا بیاہ کرتے ہی قرضدار ہوجاتا ہے یعنی
عورت کا مہر اوس کے ذمے واجب ہوجاتا ہے پھر اگر شادی کے لئے بہی
قرض لے گا تو دو قرضون کی ادائی مین نہایت تکلیف ہوگی اور تفصیل دین مہر
کی مہر کی فصل مین آوے گی۔

فصل ۲ اولیاے نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ شرع مین ولی قرابت کی راہ سے بالغ عاقل وارث کو کہتے ہین

اگرچہ فاسق غیر متہتک ہو اور ولایت چار چیزون سے ثابت ہوتی ہے ایک
قرابت سے اسمین عصبات اور ذوی الارحام داخل ہین - دوسرے ملک سے
جیسے مالک ہونا مولیٰ کا اپنے غلام لونڈی کو تیسرے ولا سے چوتھے امامت
سے اور ولایت دو قسم ہے ایک جبری دوسرے استحبابی جبری جاری کرنا حکم کا
ہے غیر پر چاہے وہ مانے یا نمانے اور یہ ولایت نابالغ لڑکی کے لئے ہے
ثیبہ ہو یا مجنونہ خواہ لونڈی کہ انکا نکاح بدون اجازت ولی کے نہین ہوسکتا
اور استحبابی یہ ہے کہ بالغہ عورت اپنا اختیار اپنے ولی کے سپرد کردے اگرچہ
ثیبہ ہو تاکہ بے شرم نہ کہلائے اور ولی کا ہونا نابالغ لڑکی اور دیوانی اور لونڈی
کی صحت نکاح کی شرط ہے عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کے واسطے شرط نہین
اوس کا نکاح بدون رضاے ولی کے بھی ہوسکتا ہے اور باکرہ بالغہ پر ولی کو
جبر نہین پہونچتا اور ترتیب اولیا کی نکاح مین اس طرح پر ہے کہ اول درجہ عصبات
کا ہے اور عصبہ وہ ہے کہ بصورت نہونے اور کسی وارث کے سب مال
لے لیوے اور حصے دار کے ساتھ باقی مال اوس کو ملے جیسے باپ اور
بھائی عینی ہو یا علاتی دادا چچا پردادا وغیرہ اور بیٹا پوتا پردوتا وغیرہ اور جو
عصبون مین سے کوئی نہو تو ولایت مان کے لئے ہے پھر دادی پھر بیٹی پھر
پوتی پھر نواسی پھر پوتے کی بیٹی یعنی پروتی پھر نواسی کی بیٹی یعنی کنواسی
کے لئے یعنی جہان تک نیچے درجے کی ہون پھر نانا پھر سگی بہن پھر سوتیلی

بہن جس کا باپ ایک ہو یعنی علاتی پھر ماں کی اولاد جن کو اخیافی کہتے ہین
مرد ہون یا عورت پھر ان سب قسم کی بہنون کی اولاد کو اگر ان مین سے کوئی نہو
تو ولایت ذوی الارحام کو ہے اس طرح کہ اول پھپھیون کو پھر ماموؤن کو پھر
خالاؤن پھر چچا کی بیٹیون کو اور اسی ترتیب سے ان سب کی اولاد کو یعنی پہلے
پھپھیون کی اولاد پھر ماموں کی پھر خالاؤن پھر چچازاد بہنون کی اولاد کو اگر ان مین
سے بھی کوئی نہو تو والی مولی الموالاۃ ہے یعنی جس کے ہاتھ پر نابالغ لڑکے
کا باپ اسلام لایا اور وہ اوس کے باپ کا وارث ہوگیا پس مولی الموالاۃ
کو اوس کے نکاح کرنے کی ولایت پہونچتی ہے اگر یہ بھی نہو تو ولایت حاکم کو
ہے پھر اوس شخص کو ہے جسکو حاکم نے قاضی بنا کے نابالغون کے نکاح کی
کی اجازت دی ہو پھر قاضی کے نائبون کو اور ان مین سے ایک ولی کا ہونا کافی
ہے جو کوئی ہو اور ولایت نکاح مین یہ شرط ہے کہ ولی آزاد عاقل بالغ مسلمان
ہو اس لئے کہ غلام اور دیوانے اور بچے اور کافر کو ولایت نہین ہے اسی طرح مسلمان
کو کافر پر ولایت نہین مگر مسلمان آقا کو اپنی کافر لونڈی پر یا مسلمان بادشاہ
خواہ اوسکے نائب کو بسبب[۵۱] عام کی وجہ سے کافر پر ولایت ہوسکتی ہے
اور وصی کو مطلقاً ولایت نہین ہے ہان اگر قریب کا رشتہ دار ہو یا حاکم تو یہ
بصورت نہونے کسی قریب کے ولی ہوسکتا ہے یہ سب تقریر موافق مذہب

[۵۱] جیسے بادشاہت اور حکومت ۱۲

حنفیہ کے ہے علماے محدثین فرماتے ہین کہ نکاح عورت کا بدون ولی کے
باطل ہے جیساکہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
روایت کیا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِکَاحَ
اِلَّا بِوَلِیٍّ یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا نہین ہے نکاح بغیر ولی کے اور جیساکہ امام احمد
اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کیا ہے۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا
اِمْرَأَۃٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّہَا فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ
بِہَا فَلَہَا الْمَہْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِہَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ
وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جو عورت بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح کرے پس نکاح اوس کا باطل ہے پس
نکاح اوسکا باطل ہے پس نکاح اوس کا باطل ہے پھر اگر اوس عورت سے
خاوند ملا تو اوس کے لئے مہر ہے اِس سبب سے کہ فائدہ اوٹھایا اوس سے
پھر اگر ولی آپسمین جھگڑین تو بادشاہ اوسکا ولی ہے جس کے واسطے کوئی ولی
نہین سوائے اس کے اور بہت حدیثین ہین جن سے نہ صحیح ہونا عورت کے
نکاح کا بدون ولی کے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حاکم کہتے ہین کہ اسی باب مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ازواج مطہرات یعنی بی بی عائشہ اور

ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن سے روایت ہے پھر اونہون نے
تیس صحابی بیان کئے یعنی اس باب مین تیس صحابی سے روایت ہے پس
ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اعتبار ولی کا ضرور ہے اور نکاح باندھنے
والا سوائے اوسکے اور کوئی نہو اور جو عورت اپنا نکاح بغیر اذن ولی کے
کرے اوس کا نکاح باطل ہے۔

فصل مہر کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ مہر واجب ہے اس لیئے کہ قرآن شریف مین وارد ہے
وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً یعنی اور دے ڈالو عورتون کو مہر اونکے خوشی سے
اور فرمایا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا یعنی تو نہ پھیر لو اوس مین سے کچھ اور فرمایا وَكَيْفَ
تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا
یعنی اور کیونکر اوس کو لے سکو اور پہونچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکین
تم سے عہد گاڑھا یعنی جب مرد عورت تک پہونچا تو اوس کا تمام مہر لازم ہوا
اب بغیر اوسکے چھوڑے نہین چھوٹتا اور عہد گاڑھا یہ ہے کہ حکم شرع سے عورت
مرد کے قبضے مین آئی ورنہ اوسکا مال نہین اور فرمایا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ یعنی اور گناہ نہین تمپر کہ نکاح کرلو اون عورتون سے
جب اونکو دو اونکے مہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نکاح
بدون مہر کے جائز نہین رکھا اور مہر ہی سے نکاح اور زنا مین تمیز ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ یعنی یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید مین لانے کو نہ نفس پرستی کو یعنی زبان سے ایجاب وقبول درمیان مین آوے اور مال دینا قبول کرو یعنی مہر پس قرآن مجید اور حدیث شریف سے مہر کا واجب ہونا ثابت ہے اور مہر کی دو قسمین ہین ایک معقول اسمین بعض علما کے نزدیک خلوت سے پہلے کچھہ دینا ضرور ہے۔ لیکن مختار یہ ہے کہ خلوت سے پہلے عورت کو اوسکے مہر مین سے کچھہ دینا مستحب ہے واجب نہین اس لئے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ اُدْخِلَ امْرَاَۃً عَلٰی زَوْجِھَا قَبْلَ اَنْ یُّعْطِیَھَا شَیْئًا یعنی فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حکم دیا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل کرون مین ایک عورت کو اوس کے شوہر پر پہلے اس سے کہ وہ اوسکو کچھہ دیوے اور اس مہر معجل مین یہ بھی شرط ہے کہ جب عورت یا اوس کے ورثہ زر مہر طلب کرین تو فوراً اون کو دینا چاہیئے اور اوسکی ادائی مین تاخیر نکرے اور حاکم بھی ایسے مہر کی ادائی مین مہلت نہین دلا سکتا دوسری قسم مہر کی وہ ہے کہ طلب کے وقت اوس کی ادائی مین مہلت ہو سکتی ہے اور حاکم بھی اوسکی ادائی قسطون کے ساتھہ کرا سکتا ہے اور اسکو مہر موجّل کہتے ہین مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی

حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہین فرمائی کہ اوس سے گھٹانا بڑہانا
منع ہو اس لئے کہ قلت کے بارے مین ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطٰی فِیْ صَدَاقِ
اِمْرَأَتِہٖ مِلْءَ کَفَّیْہِ سَوِیْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ یعنی بیشک نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دیا اپنی بی بی کے مہر مین دونون ہاتھ بہر کر
ستو یا کھجور پس تحقیق حلال کر لیا اوسنے اوس عورت کو یعنی اپنے اوپر اور احمد
اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
اِنَّ امْرَأَۃً مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ تَزَوَّجَتْ عَلٰی نَعْلَیْنِ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرَضِیْتِ عَنْ نَفْسِکِ وَمَالِکِ بِنَعْلَیْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَہٗ
یعنی بنی فزارہ کے قبیلے مین سے ایک عورت نے دو جوتیون پر نکاح کیا پس
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تو اپنے جان و مال سے بعوض
دو جوتیون کے راضی ہو گئی اوس نے کہا ہان تو جائز رکھا آپنے اوس کا نکاح
اسی طرح اور حدیثون سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قلت مہر کی کوئی حد معین نہین
اور کثرت مہر کی بھی کوئی حد شرع شریف سے ثابت نہین ہوتی اسی لئے
اللہ تعالیٰ نے وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا ارشاد فرمایا ہے یعنی اور دیچکے ہو
ایک کوڈہیر مال لیکن بہت بہاری مہر باندہنا مکروہ ہے جیسا کہ طبرانی نے
اوسط مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً یعنی بہت بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ کم ہو محنت مین یعنی مہر اور خرچ کم ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کم مہر باندہنا موجب برکت کا ہے گو لاکھون کروڑون کے مہر کی صریح ممانعت نہین آئی مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ اپنے مقدور کے موافق مہر باندہے اور جہان تک ہوسکے کم کرے اور اوسکی ادائی کی نیت رکھے کیونکہ اگر نکاح کے وقت ادا کرنے کی نیت نہوگی تو نکاح ہی نہ ہوگا ابن ماجہ نے ابو عجفا سلمی سے روایت کیا ہے قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا تُغَالُوْا صَدَاقَ النِّسَاءِ فَاِنَّھَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَانَ اَوْلَاکُمْ بِھَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا اَصْدَقَ اِمْرَاَۃً مِنْ نِسَائِہٖ وَلَا اُصْدِقَتْ اِمْرَاَۃٌ مِنْ بَنَاتِہٖ اَکْثَرَ مِنْ اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ اُوْقِیَّۃً ۔ یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ زیادہ کرو عورتون کا مہر اس لئے کہ یہ زیادہ مہر باندہنا اگر دنیا مین عزت یا اللہ کے نزدیک تقوٰی کی بات ہوتی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے زیادہ لائق اور بہت حقدار تھے اوسکے ساتھہ آپ نے اپنی بیبیون مین سے کسی بی بی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہین باندہا اور نہ آپکی صاحبزادیون مین سے کسی کا اس سے زیادہ مہر باندہا گیا سوائے اسکے مہر کی کمی مین ایک یہ فائدہ ہے کہ جب مہر کم ہوگا تو جو شخص ارادہ نکاح

کا کریگا کرے گا اوسپر مشکل نہوگا اور لوگ بہت نکاح کرینگے اور فقرا کو بھی نکاح
پر قدرت ہوگی اور کثرت نسل کی جو بڑا مقصود نکاح سے ہے ظہور مین
آویگی بخلاف اس کے کہ جب مہر بہت ہوگا تو سوا مال والون کے اور
کوئی نکاح پر قادر نہوگا اور محتاج لوگ جو بہت ہین بے نکاح رہین گے پھر وہ
مکاثرت جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رغبت دلائی ہے حاصل
نہوگی اور جس عورت کو کسی وجہ سے بغیر خلوت کے فوراً ہی طلاق دیجاوے
تو جتنا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اوس کا آدہا عورت کو دینا فرض ہے
اور جس عورت کا مہر کسی سبب سے نکاح کے وقت مقرر نہوا اور نکاح ہوگیا اور
خلوت بھی کسی وجہ سے نہ ہونے پائی اور خاوند مرگیا تو ایسی صورت مین اوس
عورت کو مہر مثل دلوایا جائیگا یعنی اوس عورت کے باپ کی طرف سے جو
عورتین رشتہ دار ہین اونکے مہر کے موافق مہر دینا لازم ہوگا مثلاً جو مہر اوسکی پھوپھون
اور بہنون اور چچا کی بیٹیون کا ہوگا وہی اوس عورت کو بھی دلایا جائیگا جیسا کہ
ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا وَلَمْ
يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ
وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ
قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ بُرْدَعِ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَاَةٍ مِّنَّا

بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ یعنی علقمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ وہ ایک شخص کے حکم سے پوچھے گئے کہ اوس نے
ایک عورت سے نکاح کیا اور اوس کے لئے کچھہ مہر مقرر نہ کیا اور نہ اوس سے
خلوت کی یہان تک کہ وہ مرگیا پس فرمایا ابن مسعود نے یعنی مہینا بھر کے بعد
اجتہاد کرکے کہ اوس عورت کے واسطے مہر ہے مانند مہر اوسکی قوم کی عورتون
کے یعنی مہر مثل دینا اوسکو بیگانہ کم نہ زیادہ اور اوسپر عدت وفات کی ہے یعنی
وفات کی عدت پوری کرے اور اوس کے لئے میراث ہے یعنی اوسکو ترکہ
بھی ملے گا پھر معقل بن سنان اشجعی کھڑے ہوئے اور کہا کہ جیسا تم نے حکم کیا ہے
ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروع واشق کی بیٹی کے حق مین
کہ ایک عورت تھی ہم مین سے حکم فرمایا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات
سے خوش ہوئے اور بعد نکاح کے مہر کا زیادہ کرنا درست ہے جیسا کہ اس
آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ
بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا یعنی گناہ نہین تمپر اوس چیز مین کہ تم
اوس کے ساتھہ رضامند ہو بعد مقرر کرنے کے تحقیق اللہ جاننے والا ہے
حکمت والا اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اگر اللہ تعالی مرد کو آسودہ اور
غنی کردے اور بی بی اپنے مہر مین زیادہ کرنا چاہے اور خاوند بھی اوسپر رضامند
ہو تو بشرط دونون رضامندی کے مہر مین زیادتی ہوسکتی ہے سوائے اسکے

عنایتًا جتنا مال چاہے دے مثلاً ایک خزانہ بی بی کو بخشدے لیکن اولیٰ و افضل
ہمارے نزدیک یہی ہے کہ مہر کم ہی مقرر کرے تاکہ اوس کا ادا کرنا دشوار نہو اور
کسی طرح کی ناخوشی دل مین نہ آوے اور ہماری مہر کی کراہت سے بھی محفوظ
رہے اور خوشی خوشی جلدی سے مہر ادا کرکے سبکدوش ہوجاوے اسلئے
کہ مہر بھی حقوق عباد سے ہے بغیر ادا کرنے یا بی بی سے معاف کرانے کے
اوس سے رہائی نہین ہوسکتی اور اسکی معافی مین عورت ہی کو اختیار رہے
چاہے معاف کرے یا نہ کرے اوسپر کسی کو جبر نہین پہونچتا اور نہ کوئی اوسکی طرف
سے عفو کرسکتا ہے اور جب تک مہر ادا نہو تمام ورثہ مرد کے اوسکی میراث سے
محروم رہتے ہین ایک حبہ بھی کسی کو نہین ملسکتا البتہ مہر ادا ہونے کے بعد
جو مال بچے اوس مین سے ورثہ کو ترکہ ملے گا اور مہر ایسا بڑا حق ہے کہ اگر عورت خاوند
سے یہ کہے کہ جب تک تو میرا مہر نہ دے گا مین تیرے پاس نہ آؤنگی تو وہ
اس انکار سے گنہگار نہوگی اور اگر عورت مرگئی اور اوس نے مہر معاف نہ کیا تو اوسکے
ورثہ مہر کے مستحق ہین اون کو مرد کے مال مین سے بقدر دین مہر کے دلایا جاویگا
غرضکہ دین مہر سے بغیر ادا کرنے یا معافی کے کسی طرح خلاصی نہین ملتی پس چاہیئے
کہ اپنی استعداد کے موافق تھوڑا مہر باندہین اور جلدی سے ادا کرکے دنیا و آخرت
کے مواخذے سے نجات پاوین

فصل ۴۲ آداب خلوت کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جب کسی مرد کی شادی ہو اور دولہن بیاہکے گہر مین لاوے تو پہلے اوس کا ماتہا پکڑکے یہ دعا پڑہے[۵۱] اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ اور یہ دعا ابوداؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے فائدہ اس دعا کے پڑہنے کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ اسکی برکت سے عورت کی برائی کو دور کرتا ہے اور بہلائی کو پہیلاتا ہے اسی طرح اگر کوئی لونڈی غلام یا کوئی جانور سواری کا خریدے تو اوسکا یہی ماتہا پکڑکے یہی دعا پڑہے اور شرعۃ الاسلام مین لکہا ہے کہ بعض علما یہ فرماتے ہین کہ جب دولہن کو گہر مین لاوے تو سنت یہ ہے کہ اوس کے دونون پاؤن دہوکر اوس پانی کو گہر کے کونون مین چھڑک دے[۵۲] اس عمل سے اللہ تعالیٰ اوسکے گہر مین برکت دیگا اور خاوند کو چاہیئے کہ خلوت سے پہلے ہمیشہ یہ دعا پڑہ لیا کرے تاکہ اس کی برکت سے شیطان دور رہے اور اولاد نیک بخت پیدا ہو بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون اے اللہ دور کر

---

[۵۱] اے اللہ بیشک مین سوال کرتا ہون تجہسے اوس عورت کی خیر کا اور اوس چیز کی خیر کا جسپر تو نے اوسکو پیدا کیا اور پناہ مانگتا ہون مین ساتہہ تیرے اوسکی برائی سے اور برائی اوس چیز سے جسپر تو نے اوسکو پیدا کیا ۱۲

[۵۲] مگر حدیث مرفوع صحیح صریح سے یہ بات ثابت نہین ہے ۱۲

ہم کو شیطان سے اور دور رکھہ شیطان کو اوس سے جو تو ہم کو دے اس
دعا کو ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

باب پانزدہم

فصل ۱ عورتون کے دوسرے نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نماز روزے حج زکوۃ وغیرہ کے احکام
قرآن شریف مین سب مسلمانون کے لئے مقرر فرمائے ہین اسی طرح بیوہ
عورتون اور طلاق والیون کے نکاح کر دینے کا حکم بھی اپنی کتاب عزیز مین
بیان فرمایا ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے چودھوین رکوع مین ارشاد ہوا ہے
وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا
تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اور جب
طلاق دی تم نے عورتون کو پھر پہونچ چکین وہ اپنی عدت تک تو اب نہ روکو
اون کو کہ نکاح کرلین وہ اپنے خاوندون سے جب راضی ہوجاوین آپس مین
موافق دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم مین یقین رکھتا ہے
اللہ پر اور پچھلے دن پر اسی مین ستھرائی زیادہ ہے تم کو اور ستھرائی اور اللہ جانتا
ہے اور تم نہین جانتے پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت
کو طلاق ہوجاوے تو اوسکو تین حیض یا تین ماہ کے بعد کہ یہی عدت

شارع نے طلاق والی کے لئے معین کی ہے اپنا نکاح ثانی کرنیکا اختیار ہے
کسی وارث کو اوسکا منع کرنا نہین پہونچتا کیونکہ اللہ تعالی نے عورت کے اولیا
کو صاف یہ حکم دیا ہے کہ جو عورت نکاح ثانی کرنا چاہے اوسکو نہ روکو بلکہ اونکو
رغبت ولائی ہے کہ نکاح ثانی کردینے مین تمہارے لئے بہت سنوار اور
نہایت ستھرائی ہے اور ایک طرح کی تنبیہ بھی فرمائی یعنی یون ارشاد کیا کہ یہ
حکم اوس کے لئے ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور اوسپر عمل نکرے بلکہ اس کو ننگ و
عار سمجھے تو وہ شخص منافق ہے سچا مسلمان نہین اور اسی رکوع مین نکاح ثانی
کے باب مین یہ آیت بھی وارد ہوئی ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ
اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ
یعنی اور جو لوگ مرجاوین تم مین سے اور چھوڑ جاوین عورتین وہ انتظار دلوین
اپنی جانون کو چار مہینے دس دن کا پھر جب پہونچ چکین وہ اپنی عدت کو تو
تم پر گناہ نہین جو وہ اپنے حق مین کرین موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے
کام کی خبر ہے پس اس آیت شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت
کو اوس کی عدت گزرنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے
اوس کے ورثہ مین سے میکے کے ہون یا سسرال کے کسی کو ممانعت نکاح

کی نہن پہونچتی اور اظہار وین پارے سورہ نور کے چوتھے رکوع مین صراحت
سے ارشاد فرمایا ہے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ
يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ یعنی اور بیاہ دو تم رانڈون کو اپنے
اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ مفلس ہون گی اللہ
اونکو غنی کر دیگا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا پس اس
آیت مین اللہ تعالی نے بیوہ عورتون کے والیون کو صاف یہ حکم فرمایا کہ اونکا
دوسرا نکاح کر دو اور اسی سے نکاح ثانی کی بہت بڑی تاکید سمجھی جاتی ہے
اس لیے کہ اول تو اللہ تعالی نے اس آیت شریف مین صیغہ امر کا جو وجوب
پر دلالت کرتا ہے ارشاد فرمایا اور دوسرے یہ بھی فرمایا کہ جو مفلس ہونگے اللہ
اون کو غنی کر دیگا یعنی نکاح ثانی ایسا عمدہ فعل ہے کہ اللہ تعالی اوس کی برکت
سے محتاجی دور کر دے گا تیسرے من فضلہ کے لفظ سے یہ ثابت ہوا کہ
بیوہ عورتون کے نکاح ثانی کرنے سے پروردگار کی عنایت خاص متوجہ
ہوتی ہے اور اس آیت سے بھی جو سورہ تحریم کے پہلے رکوع مین ہے
فضیلت نکاح ثانی کی ثابت ہوتی ہے عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ
اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ
ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا یعنی ابھی اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو اس کا رب بدلے مین
دے اوسکو عورتین تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھنیان نمازین کھڑی رہنیان

توبہ کرتیان بندگی بجالاتیان روزہ دار بیاہیان اور کنواریان یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی بیبیونمین کسی بات پر کچھ گفتگو ہوئی تھی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیون سے رنجیدہ ہوئے تھے اللہ پاک نے آپکی بیبیونکی چشم نمائی
کیلئے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ کے رسول کی اچھی طرح اطاعت نہ کروگی تو وہ تمہارے
بدلے مین اوسکو بہتر سے بہتر بیبیان عنایت کریگا جنمین وہ صفتین ہونگی جو بیان ہوئین اور اونکی
صفتون مین یہ بھی صفت بیان فرمائی کہ وہ بیاہیان ہون اور ظاہر ہے کہ
بیاہیان نہین ہوسکتین جب تک اون کا دوسرا نکاح حلال نہو پس اس آیت
سے بھی دوسرے نکاح کا حلال ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صفتین
اللہ کے نزدیک اچھی ہین مثل کنواری کے بیوہ مین بھی پائی جاتی ہین اور عزت
وشان مین اللہ پاک کے نزدیک کنواریان اور بیاہیان دونون برابر ہین بلکہ
اس آیت شریف سے بیاہیون کی فضیلت کنواریون پر زیادہ ثابت ہوتی
ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے کنواریون سے پہلے بیاہیون کا ذکر فرمایا
باوجودیکہ کنواریون کا درجہ بیاہیون سے پہلے ہے علاوہ اس کے بیاہیان
کنواریون سے خوب تجربہ کار اور زیادہ عقل والیان ہوتی ہین اور اکثر حاملہ بھی
جلد ہوجاتی ہین جب ان آیتون سے بیوہ کے دوسرے نکاح کرنے کا حکم اور
اوسکی فضیلت ثابت ہوئی تو سب مسلمانون کو چاہیئے کہ اپنی رانڈون کو نکاح
ثانی کی ترغیب دیا کرین اور ہمیشہ اوس کے کرنے کی خوبیان اور نہ کرنے کی

برائیان جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہین اونکے سامنے
بیان کیا کرین تاکہ وہ اوسکو عیب نہ سمجھین اور برا نہ جانین اور جب کفو ملجاے
تو بلا تامل نکاح ثانی کردین جیسا کہ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ لَّا یُؤَخِّرْنَ اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اٰنَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَّ لَھَا کُفُوًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزین نہ دیر
کیجاوین نماز جب کہ آجاوے یعنی وقت اوسکا اور جنازہ جب حاضر
ہوجاوے اور رانڈ جب کہ پاوے تو اوس کے لئے کفو اور اسی مضمون
کی اور بھی کئی آیتین اور حدیثین ہین اختصار کے لئے اسی قدر پر کفایت
کی گئی اس واسطے کہ عمل کرنے کو ایک ہی آیت بس ہے اور اس باب مین
تو متعدد آیتین اور بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین پھر اپنی ہوا ے
نفسانی اور جہالت و نادانی کے پیرو ہوکے قرآن مجید اور حدیث شریف
کے حکمون سے مونہہ موڑنا اور بت پرستون کی رسم کے موافق بیوہ اور
طلاق والیون کو نکاح سے روکنا اور اس بات کو اچھا سمجھنا اور جس عورت
نے موافق حکم خدا و رسول کے دوسرا خاوند کرلیا ہو اوسکو ذلیل و خوار جاننا
صریح قرآن شریف کی آیتون کا جھٹلانا اور سنت نبوی سے مونہہ پھیرنا ہے
اور کلام الٰہی کے ایک حرف کا بھی جھٹلانا اور اوس سے انکار کرنا بالاتفاق

کفر ہے پس نادان اور جاہل مسلمانون کو لازم ہے کہ بیوہ اور طلاق والیون
کو نکاح ثانی سے نہ روکین دیکھو سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
کے اور سب بیبیان خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مبارک
مین دو دو تین تین نکاح کے بعد آئی تہین چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ
تعالی عنہا جو سیدۃ النسا حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی مان اور سب بیبیون
مین افضل ہین دو نکاح کے بعد آپکے نکاح سے مشرف ہوئین اسی طرح حضرت حفصہ
اور حضرت زینب حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ حضرت سودا اور حضرت جویریہ
حضرت ام حبیبہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ ان سب سے دو دو تین تین نکاح کے بعد آپکے
نکاح مین آئی تہین علاوہ اس کے سوا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور
صاحبزادیون کا خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح کر دیا تھا
اور ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے چار نکاح ہوئے
ہین پہر ان بیبیون سے زیادہ کون شریف اور صاحب عزت وعفت ہے
جو اپنی پارسائی اور عزت کی وجہ سے نکاح ثانی کو برا سمجھے اور دوسرا نکاح کرنے
والی کو بیحیا اور ذلیل وخوار جانے پس ایمان والون کو لازم ہے کہ اپنی جہالت
ونادانی کو چھوڑ کے قرآن شریف کے حکمون اور سنت نبوی کے مطیع ہون
جملہ اہل کتاب کے نزدیک بہی نکاح ثانی درست ہے بلکہ کسی دین اور کسی
ولایت مین سوائے ہندوستان کے اس امر کو معیوب بہی نہین جانتے اور

جو اسکو بُرا جانتے ہین وہ لوگ ویسا ہی پہل پاتے ہین اس واسطے کہ بیوہ
اور مطلقہ عورتون کو بے نکاح گہر مین بٹھا کر طرح طرح کی آفتون اور مصیبتون
اور انواع واقسام کی بے غیرتیون اور بے شرمیون اور رسوائی اور ذلتون مین
گرفتار ہوتے ہین اور وہ بیچاریان بہی اپنا پیٹ مار کے ورثا کی جان پر صبر کر کے
چپ بیٹھی رہتی ہین اور ہر طرح کی مصیبت اوٹھاتی ہین یا شیطان کے اغواء سے
بدراہ ہو کر خود ذلتین اُٹھاتی ہین اور مان باپ اور کنبے کی تحقیر و تذلیل کا باعث
ہوتی ہین - اور ایک قوی دلیل اس امر پر کہ بیوہ اور مطلقہ کا جلد نکاح کر دینا بہتر ہے
اوس کو بٹھا نہ رکہنا چاہیئے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالی نے سال بہر عدت
بیوہ کی معین فرمائی تہی جیسا کہ دوسرے پارے کے پندرہوین رکوع کی اس
آیت سے ظاہر ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً
لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ - یعنی اور جو لوگ
کہ مرجاوین تم مین سے اور چہوڑ جاوین عورتین وصیت کر دین اپنی عورتون کے
لئے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکالدینا پہر اوسی پارے کے چودہوین رکوع
مین اس بڑی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے دس دن مقرر فرمائے لہذا
سب ایمان والون اور ایمان والیون کو لازم ہے کہ جن مصلحتون سے کنواری
لڑکیون کا جلد نکاح کر دیتے ہین اونہین مصالح سے عدت کے بعد اپنی رضامندی
اور خوشی سے بیوہ اور طلاق والیون کا بہی جلد نکاح ثانی کر دیا کرین اسلیئے کہ

یہ سب مصلحتین جیسے اولاد ہونا اور لڑکی کے نان نفقے اور دکھہ بیماری اور اوس کے نیک و بد سے مان باپ کا بیفکر ہو جانا جیسے کنواری کے واسطے نکاح کا باعث ہوتے ہین اسی طرح بیوہ اور طلاق والیون کے واسطے بہی ہین پس وارثون کو چاہیے کہ اون کا نکاح ثانی بہت جلد کر دیا کرین تاکہ قطع نسل نہو اور امت محمدی کی کثرت ہو اور آپ بہی دنیا کی مصیبتون اور آخرت کے مواخذے سے نجات پاوین۔

فصل ولیمے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ ولیمہ اوس کہانے کو کہتے ہین کہ نکاح کے بعد مرد کی طرف سے کہلایا جاتا ہے اور یہ دعوت شرعاً جائز ہے اکثر علما کے نزدیک مسنون ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور بعضون نے اسکو واجب کہا ہے اور وقت اسکا بعد عقد کے اور بعضون نے بعد خلوت کے لکھا ہے اپنے مقدور کے موافق کرے اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکہا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف پر نشان زرد کا یعنی اونکے بدن یا کپڑے پر زعفران لگی

ہوئی تھی پس فرمایا یہ کیا ہے عبدالرحمن نے کہا تحقیق مینے نکاح کیا ایک
عورت سے گٹھلی[۵۱] بھر سونے پر آپ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے ولیمہ کر یعنی
کھانا پکا کر لوگونکو کھلا اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو اور جو اتنا بھی نہ ہو سکے تو جس قدر
میسر ہو اوسی پر کفایت کرنا چاہیئے جیسا کہ اس حدیث بخاری مین وارد ہوا ہے
عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یعنی
صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے اونہون نے کہا ولیمہ کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض[۵۲] بیبیون کا دو مد جو پر اس سے
معلوم ہوا کہ اگر مقدور نہو تو تھوڑا ہی کھانا پکا کر کھلاوے زیادہ کی کچھ ضرورت
نہین مگر ولیمہ کی سنت کو ضرور ادا کرے چھوڑے نہین اور جو مقدور رکھتا
تو جتنا چاہے کھانا کھلاوے زیادہ کی کچھ ممانعت نہین ہے لیکن اسراف
نکرے اور اپنی ناموری کے واسطے قرضدار نہ ہو جاوے ولیمے کی دعوت
قبول کرنا واجب ہے اور دعوتین جن کا کرنا شرعًا درست ہے اُنکا قبول کرنا سنت
ہے جہان تک ہو سکے اس دعوت کو رد نکرے بلکہ جب کوئی اس دعوت
مین بلاوے تو ضرور ہی جاوے ہان اگر کوئی بات اوس جگہہ خلاف شرع ہو
جیسے ناچ گانا بجانا سہرہ وغیرہ تو پھر وہان جانا جائز نہین اور نکاح مین پہلے دن

---

[۵۱] یعنی بقدر گٹھلی کھجور کے سونے کا مہر باندھا ۱۲ [۵۲] شاید یہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھین ۱۲۔

کھانا کھلانا اور قبول کرنا اوسکا واجب ہے یا سنت موکدہ ہے بحسب اختلاف
علما کے اور دوسرے دن کا کھانا سنت و مستحب ہے اور تیسرے دن کا اس لئے
ہوتا ہے کہ لوگ تعریف کرین جیسا کہ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ
یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّۃٌ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا پہلے دن کا حق ہے اور
کھانا دوسرے دن کا سنت ہے اور کھانا تیسرے دن کا سنانا ہے اور جو کوئی سناوے
سناویگا اللہ اوسکو یعنی میدان حشر مین اوسکو رسوا اور فضیحت کریگا کہ اسنے سنانے
دکھانے کے لئے کیا تھا اور طریقہ دعوت مین جانے کا یہ ہے کہ جو شخص پہلے بلاوے
اوس کے ہان پہلے جاوے پھر جس کا گھر زیادہ قریب ہو اوسکے یہان جاوے

فصل میان بی بی کے حقوق اور آپسمین اچھا برتاؤ کرنے کے بیانمین

ایماندار عورتون کو چاہیئے کہ امور شرعیہ مین اپنے خاوندون کی نہایت اطاعت
کرین اور اون کو خوب راضی رکھین جہانتک ہوسکے اونکی ناخوشی اور خلاف
مرضی باتون سے بچین اس لئے کہ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کے بعد عورت
کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے اس باب مین اگرچہ بہت حدیثین وارد
ہوئی ہین مگر تھوڑی سی اس جگہہ لکھی جاتی ہین عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ

إِلَى فِرَاشِهٖ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهٗ إِلَى
فِرَاشِهٖ فَتَأْبٰى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهَا
یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچھونے کی طرف
بلاوے پس وہ انکار کرے یعنی بغیر عذر شرعی کے اور خاوند خفا سو رہے تو
صبح تک فرشتے اوس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہین روایت کیا اس
حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور انہین دو کی ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے
ہاتھہ مین میری جان ہے نہین ہے کوئی آدمی کہ بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچھونے
کی طرف پھر وہ انکار کرے اوسپر مگر خفا ہوتا ہے اوس عورت پر وہ جو آسمان مین
ہے یہان تک کہ راضی ہو خاوند اوس کا اوس سے وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَ
صَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ
اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَتْ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے اونہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت
عورت اپنی پانچون نمازین پڑہے یعنی اوقات طہارت مین اور روزے

رکھے ماہ رمضان کے یعنی ادا و قضا اور اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھے یعنی
حرام سے اور اپنی خاوند کی فرمانبرداری کرے یعنی جس چیز مین اوسکی فرمانبرداری
چاہے پس چاہیئے کہ داخل ہووہ جنت کے جس دروازے سے چاہے
روایت کیا اسکو ابونعیم نے کتاب حلیہ مین وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ
لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ
یعنی کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اگر مین کسی کو حکم کرتا سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ کرنے کا تو بیشک عورت کو
حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَةٍ
مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو عورت کہ مرے اس حال مین کہ اوس کا خاوند اوس سے راضی ہو داخل ہوگی وہ
جنت مین روایت کیا اسکو ترمذی نے یعنی جو خاوند کہ عالم متقی ہو اوسکی رضامندی
کا یہ ثواب ہے نہ فاسق جاہل کی رضامندی کا وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ
فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی طلق بن علی

رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس
وقت بلاوے کوئی شخص اپنی بی بی کو اپنی حاجت روائی کے لئے تو چاہیئے کہ
اوسکے پاس آوے اگرچہ تنور پر ہو یعنی اگرچہ ضروری کام مین مشغول ہو روایت کیا
اسکو ترمذی نے وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِی امْرَأَۃٌ زَوْجَہَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُہٗ
مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ قَاتَلَکِ اللّٰہُ فَاِنَّمَا ھُوَ عِنْدَکِ دَخِیْلٌ یُّوْشِکُ اَنْ یُّفَارِقَکِ
اِلَیْنَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ
یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپ نے فرمایا نہین ایذا دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا مین مگر کہتی ہے
اوس کی بی بی حور عین[1] مین کی نہ ایذا دے تو اسکو اللہ تجھے قتل کرے یعنی اپنی
رحمت جنت سے تجھے دور کرے تو وہ تیرے پاس مہمان ہے قریب ہے کہ
وہ تجھسے جدا ہو کے ہمارے پاس آئیگا یعنی بہشت مین روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے پس ان سب
حدیثون سے یہ ثابت ہوا کہ خاوندون کے حق بیبیون پر بہت ہین اور
اونکی رضامندی اللہ و رسول کی خوشنودی کا باعث ہے اور اونکو ناراض
رکھنا اور اونکی اطاعت نہ کرنا جنت کو مفت ہاتھ سے دینا اور خدا اور رسول کی

[1] یعنی بڑی آنکھون والی عورتین ۱۲

خفگی مین گرفتار ہونا ہے اور جس طرح خاوندون کے حق عورتون پر ہین اسی طرح
عورتون کے حق بھی خاوندون پر ہین اس باب مین بھی بہت حدیثین آئی
ہین چند حدیثین یہان لکھی جاتی ہین عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا
اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا
فِى الْبَيْتِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ یعنی حکیم ابن معاویہ
قشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہین اونہون نے کہا کہ عرض کیا مینے
یارسول اللہ کیا حق ہے ہم مین سے ایک شخص کی بی بی کا اوسپر آپ نے فرمایا یہ
کہ کھلاوے تو اوسکو جب کہ تو کھاوے اور پہناوے اوسکو جب کہ تو پہنے اور
نہ مارا وس کے مونہہ پر یعنی جب بدکاری اوس سے ظاہر ہو یا فرائض کو چھوڑدے
تو اوس کے مونہہ پر نہ مارے اور کسی جگہہ مارے تو مضائقہ نہین اسلئے کہ مونہہ
پر مارنا ممنوع ہے اور نہ کہہ کہ برا کرے تجھکو اللہ یعنی اوس کے فعل کو برائی
کی طرف نسبت نکریا اُس کو گالی ندے اور جدا نہ ہو اُس سے مگر گھر مین یعنی
اگر عورت سے جدا رہنے مین کوئی مصلحت ہو تو اوس کے بچھونے سے
جدا ہو جاوے نہ یہ کہ اور کسی گھر مین چلا جاوے روایت کیا اسکو احمد اور
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ

بِاَهْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کامل ترمومنون کا ایمان مین وہ
ہے کہ جس کا خلق سب سے اچھا ہو اور اپنی بی بی کے ساتھہ بہت نرمی کرتا ہو
یعنی اپنے اہل وعیال پر بہت مہربان ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے پس ان
حدیثون سے معلوم ہوا کہ مردونکو چاہیئے جیسا کہ آپ کھائین پہنین ویسا ہی
اپنی بیبیون کو بھی کھلائین پلائین پہنائین اور مارپیٹ بغیر امر شرعی کے نہ کیا کرین
بلکہ جہان تک ممکن ہو اونکے ساتھہ خوش خلقی اور نرمی اور اتفاق اور حسن سلوک
سے زندگی بسر کرین بدمزاجی اور سختی نہ کیا کرین جیسا کہ ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ

یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہتر تم مین کا بہتر تمہارا
ہے اپنے اہل کے لئے اور مین تم سب سے بہتر ہون اپنے اہل کے لئے پس
اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ تعالیٰ اور خلق کے نزدیک وہ شخص
ہے جو اپنے اہل کے ساتھہ بھلائی اور سلوک کرتا رہے پس انسان کو لازم ہے
کہ ہمیشہ اپنی بی بی کے ساتھہ پیار اور محبت کا برتاؤ رکھے اور ادنی ادنی باتون مین
خلاف مرضی اوس سے ظہور مین آوین نہ اوبجھا کرے بلکہ اکثر طرح دیتا رہے
کیونکہ اکثر عورتون کے مزاج مین غصہ اور جہالت بہت ہوتی ہے مرد بھی اگر

اون کے ساتھ بدمزاجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو اونکی خلقت مین ہے۔
بہت جلد بُرائی کی طرف مائل ہوجاتی ہین اور اونکے دل مین کینہ اور دشمنی
بیٹھہ جاتی ہے اسی سبب سے باہم اتفاق نہین رہتا پھر مفت مین گھر کی
تباہی ہوتی ہے جیساکہ بخاری ومسلم کی اس حدیث شریف سے ثابت
ہوتا ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّھُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ
اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاہُ فَاِنْ ذَھَبْتَ تُقِیْمُہٗ کَسَرْتَہٗ وَاِنْ تَرَکْتَہٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ
فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا اونہون
نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کہ قبول کرو عورتون کے حق مین
وصیت بھلائی کی اس لئے کہ بیشک عورتین پیدا کی گئی ہین پسلی سے کہ وہ
ٹیڑھی ہے اور مقرر بہت ٹیڑھی چیز پسلی مین اوپر کی جانب ہے پس اگر چاہے
تو کہ اوسکو سیدھا کرے تو توڑدیگا اوسکو اور اگر چھوڑدے اوسکو اپنے حال
پر تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس قبول کرو وصیت کو عورتون کے حق مین ف
عورتین پسلی سے پیدا کی گئی ہین یعنی حضرت حوا کہ سب عورتون سے پہلے اور
سب کی اصل ہین حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی کے اوپر کی جانب سے
پیدا ہوئی ہین اور وہ بہت ٹیڑھی ہوتی ہے اور پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر اوسکو
سیدھا کرنا چاہین تو ٹوٹ جاویگی اور جو اوسکو اپنی حالت پر رہنے دین تو ہمیشہ

ٹیڑھی رہے گی اسی طرح عورتون کا حال ہے کہ وہ اصل خلقت مین بداعمال
اور کج اخلاق واقع ہوئی ہین مرد اگر چاہین کہ اچھی طرح اونکو سیدھا کرین اور
ہر بات مین اپنی طبیعت کے موافق کرلین تو یہ ممکن نہین اسلئے کہ اونکی درستی
مین اگر زیادہ درشتی کیجاوے تو طلاق کی نوبت پونہچیگی پس بہتر یہ ہے کہ
جب تک کوئی ایسا امر اونسے سرزد نہو کہ اوسکی وجہ سے کسی گناہ مین گرفتار
ہونے کا خوف ہو تب تک اونکی کجی سے درگذر کرتے رہین اور دنیا کے
کامون مین بہت غصہ وغیرہ اونپر نہ کیا کرین بلکہ اکثر اونکے ساتھ خوش خلقی
اور نرمی اور دلجوئی سے پیش آوین اور ہر امر مین کج خلقی اور ترشروئی اور بدمزاجی
نہ کیا کرین دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے
ساتھ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر اونکی باتون کی برداشت کرتے
تھے اس باب مین بہت سی حدیثین صحاح کی کتابون مین وارد ہین ایک
اون مین سے یہ ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ
نِسَائِہٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدَی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصَحْفَۃٍ فِیْھَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ
الَّتِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِھَا یَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
الصَّحْفَۃُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَۃِ
ثُمَّ جَعَلَ یَجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِیْ کَانَ فِی الصَّحْفَۃِ وَیَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ
ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰی اُتِیَ بِصَحْفَۃٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا فَدَفَعَ

الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الَّتِي كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ
الَّتِي كُسِرَتْ فِيهِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اونہون نے
تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بی بی کے پاس پس اور کسی بی بی نے
ایک رکابی مین کہانا بہیجا تو جن بی بی کے گہر مین آپ تشریف رکھتے تھے اونہون
نے خادم کے ہاتہہ پر مارا تو رکابی اوسکے ہاتھ سے گر کے ٹوٹ گئی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوسکے ٹکڑے جمع کئے پہر اکٹھا کرنے لگے اون ٹکڑون مین اوس کہانے
کو جو رکابی مین تہا اور کہنے لگے تمہاری مان نے غیرت کی پہر خادم کو روک رکہا
یہان تک کہ لائی گئی رکابی اون بی بی کے پاس سے جن کے گہر مین آپ تھے پہر
سالم رکابی اون بی بی کے پاس بہیجدی جن کی رکابی ٹوٹ گئی تہی اور ٹوٹی رکابی کو اون
بی بی کے گہر مین رہنے دیا جن کے گہر مین وہ ٹوٹی تہی روایت کیا اس حدیث کو بخاری
نے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بیبیون کے ساتہہ کس طرح حلم
سے پیش آتے تھے اور کس قدر اونکی باتون کا تحمل فرماتے تھے اس لئے مسلمانون
کو چاہیئے کہ اپنی بیبیون کے ساتھ نہایت حلم اور بردباری سے زندگی بسر کرین اور
ہنسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کرین تاکہ بیبیان اون سے راضی
اور خوش رہین اور حدیث شریف سے بہی اوسکی اجازت معلوم ہوتی ہے جیساکہ
ابوداؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ
مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ

عَلٰی رِجْلِیْ فَلَمَّا حَمُلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُہٗ فَسَبَقَنِیْ قَالَ ھٰذِہٖ بِتِلْکَ السَّبْقَۃِ

یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ بیشک وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر مین تہین اونہون نے کہا پس دوڑی مین آپ کے ساتھہ اپنے پاؤن پر پس آگے بڑہگئی مین آپ سے پہر جب مین موٹی ہوگئی تو دوڑی آپ کے ساتھہ پس آپ مجھہ سے آگے نکلگئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑہجانا بدلے اوس آگے نکلجانے کے ہے یعنی کہ پہلے تو مجھے آگے بڑہگئے تہے پس اس حدیث شریف سے بہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق اور مہربانی کرنا اپنی بیبیون پر صاف ظاہر ہے غرضکہ ان حدیثون سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خلاف شرع نہون اور اونمین کسی طرح کی رسوائی اور بدنامی اور گناہ عائد نہ ہوتا ہو ایسی باتون مین اونہین کی خوشی کو مقدم جانین اور جہان تک ممکن ہو اپنی بیبیون کو خوش وخرم اور راحت وآرام کے ساتھہ رکہین اور زندگی بہر نرمی اور خوش خلقی کے ساتھہ برتاؤ کیا کرین تاکہ روز بروز آپس مین محبت والفت بڑہتی رہے اور کسی طرح کی رنجش وبے لطفی درمیان مین نہ آوے اور دونون کی زندگی آرام وچین سے بسر ہوجاوے اور میان بی بی کے حقوق کا بیان علیحدہ رسالے مین لکہا گیا ہے اوسکے دیکہنے سے مفصل حال معلوم ہوگا۔

فصل نان نفقے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ حد نفقے کی کسی آیت یا حدیث مین نہین آئی ہے فقط قید معروف کی ارشاد فرمائی ہے معروف کے یہ معنی ہین کہ جو برتاؤ نان نفقے کا اوس کے شہر قوم قبیلے محلے مین مشہور و معمول و مروّج و دستور ہے اوسکے موافق دیوے اوس مین کمی نکرے باوجود قدرت کے مقدار معروف مین کوتاہی کرنا منظور نر کہے یہ مطلب نہین ہے کہ جتنا بی بی مانگے اوتنا ہی اوسکو دے اور نان نفقہ دینے مین اعتبار شوہر کی مقدرت و حال کا ہے جسقدر اوسکو مقدور ہو اوس مین قصور نکرے عورت کی امیری غریبی کو کمی بیشی نان نفقہ مین کچھہ دخل نہین ہے مثلاً ایک شخص کی دو بیبیان ہین ایک غریب دوسری مالدار ہے تو اوسکو چاہیئے کہ نان نفقے مین دونو کو برابر رکھے ایک کو دوسری پر فضیلت نہ دے ورنہ خلاف عدل ہوگا جس کا شارع نے ارشاد فرمایا ہے اور نان و نفقے سے صرف روٹی کپڑا دینا مراد نہین بلکہ عورت کے رہنے کا مکان دینا بھی مرد پر واجب ہے اس کے سوا اور سب ضروری حاجتون کا مثل پان زردے وغیرہ کے بھی خیال رکھنا چاہیئے اور دوا وغیرہ بھی نفقے مین داخل ہے اور جو مرد نان نفقہ عورت کو نہ دیوے اوسکی اطاعت بھی عورت پر واجب نہین یعنی اگر وہ اپنے خاوند کی تابعداری نکرے تو اوسپر کچھہ گناہ نہین اور مصارف نان و نفقے کے تو مرد پر یہان تک ضروری ہین کہ اگر خاوند بالکل نہ دیوے یا دینے مین

کچھہ تنگی کرے تو عورت کو بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے شوہر کے مال سے چھپا کر لینا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ مقرر کہا ہند عتبہ کی بیٹی نے اے رسول اللہ کے تحقیق ابوسفیان یعنی میرا خاوند ایک کنجوس اور لالچی آدمی ہے نہین دیتا مجھکو اس قدر خرچ کہ کفایت کرے مجھے اور میری اولاد کو یعنی جو اوس سے ہے مگر کافی ہوتا ہے مجھے اوسکا دیا ہوا اور وہ چیز کہ لون مین اوس کے مال سے اس حال مین کہ وہ نجانے یعنی اوس سے چھپا کر لیلون پس فرمایا آپ نے کہ لیلے اسقدر مال جو کفایت کرے تجھے اور تیری اولاد کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کے خرچ کو کافی ہو اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو اپنی حاجت اور اولاد کی ضرورت کے موافق ہر طرح سے روٹی کپڑے کے مصارف کا لینا خاوند کے مال سے درست ہے۔ اور نان نفقہ نہ دینے کی صورت مین اگر عورت چاہے تو خاوند سے اوسکی تفریق بھی ہو سکتی ہے یعنی حاکم بجبر اوسکو جدا کرا سکتا ہے اور نان نفقہ بی بی کا اوسکے خاوند پر جب تک واجب ہے کہ وہ اوسکے نکاح مین ہے اور رجعی طلاق والے کا

بھی واجب ہے جب تک وہ عدت مین ہے ہان بائنہ کی زمانۂ عدت کا
اوسپر لازم نہین اور بائن وہ ہے جسکو ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے
دی ہون پھر عدت مین رجوع نہ کی ہو یا ایک بینونت یعنی جدائی کی نیت سے
دی ہو یا جسکو تین طلاق دیئے ہون اور رجعی مطلقہ اوسے کہتے ہین جسے ایک
یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دیئے ہون پس جب تک تیسری طلاق
نہ دے یا عدت کا زمانہ نہ گذر جاوے وہ عورت اوس کے نکاح مین ہے اس
مدت کا نان ونفقہ شوہر کو دینا چاہیئے اور موت کی عدت مین نفقہ دینا لازم
نہین مگر جب کہ مطلقہ بطلاق بائن اور بیوہ حمل سے ہون تو اون کو ولادت
تک نفقہ دینا چاہیئے چھوٹی اولاد کا نان نفقہ باپ پر اور محتاج اولاد کا زردار
والدین پر اور محتاج ماں باپ کا آسودہ اولاد پر اور شرعی لونڈی غلام کا روٹی کپڑا
مالک پر واجب ہے یعنی ان لوگون مین سے اگر کسی کو نفقہ نہ دیگا تو گنہگار
ہوگا اور باقی قرابت والون کا نفقہ اسپر واجب نہین اگر کسی کو بطریق صلۂ
رحم کے دیوے تو خالی ثواب سے نہین ہے۔

باب شانزدھم

فصل طلاق کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ طلاق البغض مباحات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو مباح چیزون

مین سے طلاق دینا بہت ناپسند ہے جیساکہ ان حدیثون سے صاف ظاہر
ہے ابوداؤد مین ہے عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے کہ بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون
مین کی اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور دارقطنی مین ہے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ
اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الْعِتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا
عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ یعنی معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا فرمایا مجھسے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے معاذ نہین پیدا کی اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز روے
زمین پر یعنی مستحبات مین سے کہ بہت پیاری ہو اوسکی طرف آزاد کرنے سے
یعنی بردے کا آزاد کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند ہے اور نہین پیدا کی اللہ تعالیٰ
نے کوئی چیز روے زمین پر یعنی حلال چیزون مین سے کہ بہت بُری ہو اوس کے
نزدیک طلاق دینے سے پس ان دونون حدیثون سے ناخوشی اللہ تعالیٰ
کی طلاق سے اور اوسکا البغض مباحات ہونا ثابت ہوا اسلیے مردون کو چاہیے
کہ ہرگز طلاق دینے کا ارادہ نکرین اور ادنیٰ ادنیٰ قصور اور ذرا ذرا سی باتون پر برہم
ہوکے مفارقت کو گوارا نکرین بلکہ حتی المقدور عورتون کی خطاؤن سے درگذر

کرتے رہن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچوین پارے کے تیسرے رکوع مین ارشاد فرمایا ہے
وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ
فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا یعنی اور جن عورتون کی بدخوئی کا ڈر ہو تمکو تو اون کو
سمجھاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پھر اگر تمہارے حکم مین آوین تو نہ تلاش کرو
اوپر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد
کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو چاہیے اوسکی فرمانبرداری کرے اور اگر کوی عورت
بدخوئی کرے تو مرد پہلی بار سمجھاوے دوسری مرتبے جدا سووے لیکن اوسی گھر
مین پھر آخر درجے مین مارے بھی لیکن مونہہ پر نہ مارے اور نہ ایسا کہ نشان رہو پہنچے
عورت کو پھر اگر بظاہر عورت مطیع ہوجاوے تو کرید نہ کرے اوسکی تقصیرون پر
اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے فقط
پس اس آیت شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بدخو عورت کو پہلی ہی بار طلاق
نہ دیدے بلکہ جب ان تینون درجون سے اوسکا حال گذر جاوے تو مجبوری
سے اوسکو چھوڑ سکتا ہے اور ان تین امرون مین سے ایک بات سے بھی جب
تک کام چلے تو طلاق نہ دینی چاہیے اس لئے کہ بے ضرورت شدید کے مرد کا
طلاق دینا یا عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت
ہوتا ہے عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِیْ غَيْرِ مَا بَاْسٍ

فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ
مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ یعنی ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بغیر ڈر کے یعنی بدون
ضرورت قوی کے اپنے خاوند سے طلاق چاہے تو اوسپر جنت کی بو حرام
ہے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے
یعنی جبکہ حشر کے میدان مین مقربان الٰہی کو جنت کی خوشبو پہونچیگی تو یہ عورتین
بسبب اس معصیت کے اوس سے محروم رہین گی پس عورتون کو چاہیے کہ اس
وعید کا لحاظ کرکے بلا ضرورت اپنے خاوندون سے طلاق نچاہین اور اونسے
بدخوئی نہ کیا کرین اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتون
کو منافق فرمایا ہے جیساکہ نسائی کی حدیث مین وارد ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ
هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہون نے
کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتین اپنے خاوندون کی نافرمانی کرنے
والیان اور اون سے خلع چاہنے والیان وہ ہین منافق پس عورتون کو چاہیئے
کہ بدون سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہین تاکہ منافقون مین نہ گنی
جاوین اور مردون کو بھی لازم ہے کہ حتی الامکان طلاق دینے سے پرہیز کرتے
رہین اسلئے کہ مباحات مین اللہ تعالی کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی ناپسند

چیز نہین ہان اگر ایسی ہی ضرورت شرعی پیش آوے کہ بدون طلاق کے
چارہ نہو تو مجبوری کی حالت مین مکلف مختار کو شرعًا طلاق دینا جائز ہے۔
اور طلاق کے مقدمے مین نہایت احتیاط کرنا چاہیئے اسلئے کہ یہ ہنسی سے
بھی واقع ہوجاتی ہے اور نیت کے ساتھ اشارے سے بھی پڑجاتی ہے
اسی طرح اگر کسی کو اپنی طرف سے طلاق کا مختار کردے اور وہ بدون اسکی اطلاع
کے اسکی عورت کو طلاق دیدے یا اپنی بی بی ہی کو طلاق کا اختیار دیدے
اور وہ خود طلاق کو اختیار کرے تو ان صورتون مین طلاق واقع ہوجاوے گی
اور جب کسی شخص کو طلاق دینے کی ضرورت پیش آوے تو چاہیئے کہ سنت کے
موافق طلاق دے اور اسکی کئی شرطین ہین ایک یہ کہ حائضہ نہو وجہ اسکی یہ ہے
کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض کی حالت مین طلاق دی تو
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر خفا ہوئے دوسرے یہ کہ نفاس مین نہو
اس لئے کہ سنی طلاق طہر مین ہوتی ہے اور نفاس طہر نہین تیسرے یہ کہ ایسے
طہر مین طلاق دی ہو کہ اوسمین خلوت نہ کی ہو چوتھے یہ کہ ایسے طہر مین طلاق نہ
دی ہو کہ اوس سے پہلے کے حیض مین طلاق دیچکا ہے یا اوس حمل مین جو اب
ظاہر ہوا ہے پس جو طلاق حیض یا نفاس مین دیگئی یا ایسے طہر مین کہ اوس مین
خلوت کی ہے یا ایسے طہر مین کہ اوس سے پہلے کے حیض مین طلاق دیچکا ہے
یا اوس حمل مین جو ظاہر ہوا ہے طلاق دے تو اس طرح کا طلاق دینا حرام ہے

اوراس کے وقوع مین علما کا اختلاف ہے راجح عدم وقوع ہے اور طلاق سنی
مین شرائط مذکورہ کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث بخاری ومسلم کی ہے عَنْ
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ طَلَّقَ امْرَاَۃً لَّہٗ وَھِیَ حَائِضٌ فَذَکَرَ ذٰلِکَ
عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَتَغَیَّظَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِیُرَاجِعْھَا ثُمَّ یُمْسِکْھَا حَتّٰی تَطْھُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ فَتَطْھُرَ
فَاِنْ بَدَا لَہٗ اَنْ یُّطَلِّقَھَا فَلْیُطَلِّقْھَا طَاھِرًا اَنْ یَّمَسَّھَا فَتِلْکَ الْعِدَّۃُ الَّتِیْ اَمَرَ
اللّٰہُ اَنْ تُطَلَّقَ لَھَا النِّسَاءُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مُرْہُ فَلْیُرَاجِعْھَا ثُمَّ لِیُطَلِّقْھَا طَاھِرًا
اَوْ حَامِلًا یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طلاق دی انہون
نے اپنی بی بی کو حیض کی حالت مین پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ اس کام کے سبب سے
خفا ہوئے پھر فرمایا کہ عبداللہ اوس عورت کی طرف رجوع کرے یعنی مثلاً یون
کہے کہ مینے اوسکو اپنے نکاح کی طرف پھیر لیا اور یہ اس لئے فرمایا کہ حیض مین
طلاق دینے کے گناہ کا تدارک ہوجاوے پھر اوس عورت کو اپنے پاس روک
رکھے یہان تک کہ وہ پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر پاک ہوجاوے یعنی دوسرے
حیض سے پھر اگر اوس کا طلاق دینا چاہے تو پاکی مین خلوت کرنے سے پہلے
اوسکو طلاق دیدے پس یہ وہ عدت ہے جسپر اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف
مین عورتونکو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ

فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ یعنی اے نبی جب تم
طلاق دو عورتون کو تو اون کو طلاق دو اونکی عدت پر اور گنتے رہو عدت اور
ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا یعنی عدت پر طلاق دینا یہ ہے کہ طلاق والی
کے لئے سنت عدت کی تین حیض ہین پس حیض سے پہلے طلاق دینا چاہیئے تاکہ
سارا حیض گنتی مین آوے اور اُس پاکی مین قربت نہ کی ہو اور جو شخص سنت کے
موافق تین طلاقین دینا چاہے تو تین طہر مین تین طلاقین دے ایک ہی بار تینون
نہ دے اس لئے کہ یہ جائز نہین اور جو کسی شخص نے خلاف سنت تینون طلاقین
ایک ہی دفعہ دین تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسی طرح ایک
طہر مین دو یا دو طہر مین تین طلاق دینا خلاف سنت ہے اور دینے والا اوس کا
گنہگار اور بعض علما کے نزدیک اس طرح کی طلاق مین رجوع کرنا واجب ہے
اور رجعی طلاق مین طلاق تک رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ قرآن شریف مین
آیا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی
طلاق دو بار ہے پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے یعنی دو طلاق
تک مرد عورت سے رجوع کر سکتا ہے اور جب تین طلاق دے تو وہ بی بی
اوس کے نکاح مین نہین رہ سکتی اور نہ وہ مرد پھر اوس سے نکاح کر سکتا ہے
ہان عدت گذرنے کے بعد اگر وہ عورت دوسرے مرد کے نکاح مین آوے اور
وہ دوسرا خاوند نکاح اور خلوت کے بعد اوس عورت کو طلاق دے اور اوس

طلاق کی عدت بھی پوری ہو جاوے تب پہلا خاوند اوس سے نکاح کر سکتا
ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى
تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ
اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ یعنی پھر اگر
اوسکو طلاق دیا تو اب اوسکو حلال نہین وہ عورت اِس کے بعد جب تک نکاح
کرے کسی خاوند سے اوس کے سوائے پھر اگر وہ شخص یعنی دوسرا شوہر اوسکو طلاق
دے تو گناہ نہین ان دونون پر یہ کہ پھر ملجاوین اگر خیال رکھین کرین کہ ٹھیک
رکھین گے قاعدے اللہ کے اور یہ دستور باندھے ہین اللہ کے بیان کرتا ہے
واسطے جاننے والون کے یعنی تیسری طلاق کے بعد پھر نہین سکتے بلکہ دونون
کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہین بندھ سکتا جب تک بیچ مین اور خاوند کی خلوت
نہ ہو چکے اور دوسرے نکاح مین مرد کا خلوت کرنا اوس عورت سے ضرور ہے
ایسا نہ کرے کہ دوست آشنا کی خاطر داری کے لئے نکاح کر کے بغیر صحبت کے
طلاق دیدے اسلئے کہ وہ عورت نرے نکاح اور طلاق سے پہلے خاوند پر
حلال نہین ہو سکتی - اور جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے پھر کسی دوسرے
سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کرے بعد خلوت کے اسکو طلاق دیدینا
سو یہ امر ہرگز درست نہین اگرچہ حنفیہ کے نزدیک خلوت ہونے کی صورت مین
تو پہلے خاوند پر حلال ہو جاویگی مگر حدیث شریف مین ان دونون آدمیون پر

لعنت آئی ہے جیسا کہ ترمذی مین آیا ہے عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والی پر اور اوس شخص پر جس کے لئے حلالہ کیا گیا لعنت فرمائی ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ ایسا کام کیون کرے کہ لعنت کا طوق گردن مین پڑے بلکہ جہان تک ممکن ہو طلاق دینے سے نہایت پرہیز کرے اس لئے کہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی غصّے مین طلاق دے بیٹھتا ہے اور آخر کو نادم اور پشیمان ہوتا ہے پھر ندامت کچھہ فائدہ نہین دیتی پس عاقل کو چاہیئے کہ اگر ایسی ہی ضرورت پیش آوے تو ایک یا دو طلاق دیدے تین نہ دے اس لئے کہ تین طلاق کے بعد پھر عورت سے رجوع نہین ہوسکتی پھر طرح طرح کی مشکل اور دشواری ہوتی ہے اور شرع مین آزاد عورت کے لئے تین طلاق کی حد مقرر ہے اور لونڈی کے واسطے دو کی یعنی جس طرح آزاد عورت تین طلاق کے بعد نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح لونڈی دو طلاق کے بعد نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور جو حکم آزاد عورت کے لئے تین طلاق کے بعد مقرر ہین وہی حکم لونڈی کے واسطے دو طلاق کے بعد ہین اور جو شخص بغیر خلوت کے عورت کو طلاق دے اوسکو لازم ہے کہ آدھا مہر اوس کا دیدے جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ مِنْ قَبْلِ

اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ
اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ
بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ یعنی اور اگر طلاق دو اون کو ہاتھہ لگانے
سے پہلے اور ٹھیرا چکے ہو اون کا حق تو لازم ہوا اُسکا آدہا جو کچھہ ٹھیرا لیا تھا مگر یہ
کہ درگزر کرین عورتین یا معاف کرے جس کے ہاتھہ گرہ ہے نکاح کی اور تم مرد
درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو بڑائی رکھنی آپس مین تحقیق اللہ
جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے یعنی اگر مہر ٹھیر چکا تھا پہر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو
آدہا مہر دینا لازم ہوا لیکن جو عورتین بالکل مہر معاف کردین تو پہر کچھہ دینا لازم نہین
اور اگر مرد درگذر کرے جو مختار تہا نکاح رکھنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر خوشی سے
عورت کے حوالے کردے تو بہت بہتر اور انسب ہے کیونکہ اللہ تعالی نے مرد کو
بڑائی دی ہے اور اوسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنیکا پس اوس کو چاہیئے
کہ مہر دینے مین اپنی بڑائی رکھے یعنی پورا مہر دے اور جس عورت کو بدون خلوت
اور بغیر مقرر کرنے مہر کے طلاق دے تو اوسکو کچھہ مہر دینا لازم نہین لیکن موافق اپنے
مقدور کے کچھہ خرچ دینا ضرور ہے جیسا کہ قرآن شریف مین آیا ہے لَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ
وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ یعنی گناہ نہین تمپر اگر طلاق دو
تم عورتون کو جب تک کہ نہ ہاتھ لگایا ہو اونکو یا نہ مقرر کیا ہو کچھہ اون کا حق اور

اور اون کو خرچ دو وسعت والے پر اوسکے موافق ہے اور تنگی والے پر اوس کے
موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والون پر پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ
ایسے حال مین مہر دینا لازم نہین لیکن مرد کو اپنے مقدور کے موافق اوس عورت
کے ساتھ کچھہ سلوک کرنا ضرور ہے اگر زیادہ نہو سکے تو ایک جوڑا ہی اپنی وسعت
کے لائق اوس عورت کو دیکے رخصت کردے اور یہ دینا مکارم اخلاق اور
حُسن سلوک سے ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لفظ محسنین کا ارشاد فرمایا ہے یعنی
اگرچہ خلوت نہین ہوئی اور مہر مقرر نہوا مگر احسان بہرحال نہایت عمدہ چیز ہے اور
اللہ احسان کرنے والون کو دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب المحسنین

فصل خلع اور ایلاء اور ظہار اور لعان کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ خلع طلاق نہین بلکہ نکاح کا فسخ کرنا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے
پہلے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ فرمایا اس کے
بعد افتداء یعنی خلع کا ذکر کیا پھر اسکے پیچھے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ
حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ارشاد فرمایا سو اگر خلع کو جو اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَنْ لَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ
اللّٰهِ سے مراد ہے طلاق کہین تو وہ طلاق کہ اوس کے بعد عورت پہلے خاوند
پر بغیر دوسرے نکاح اور خلوت اور طلاق کے حلال نہین ہوسکتی چوتھی طلاق
ہوگی اور طلاق تین ہوتی ہین نہ چار دوسری وجہ یہ ہے کہ ربیع نے آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین خلع کیا تو آپ نے اوسکو ایک حیض

تک عدت مین بیٹھنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہین ہے اس لئے
کہ اگر طلاق ہوتا تو آپ اوسکو تین حیض کی عدت کا حکم فرماتے نہ ایک کا پس
جو عورت کسی وجہ شرعی سے خلع کرنا چاہے تو مرد کو اُس سے کچھہ مال دلوانا
یا اوسکے مہر سے کچھہ معاف کرانا چاہیئے اس لئے کہ خلع تھوڑے بہت مال پر
جائز ہے مگر جو مال عورت کو مرد کی طرف سے ملا ہے اوس سے زیادہ نہ دلوانا
چاہیئے اور خلع بدون رضاے شوہر نہین ہوسکتا مگر نہ راضی ہونے کی صورت
مین بشرطیکہ کسی طرح سے باہم اتفاق ممکن نہ ہو تو بایجاب حاکم خلع ہوسکتا ہے
جیسا کہ بخاری شریف مین آیا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ امْرَاَۃَ
ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ مَآ اَعْتِبُ عَلَیْہِ فِیْ خُلُقٍ وَّلَا دِیْنٍ وَلٰکِنِّیْ اَکْرَہُ الْکُفْرَ فِی
الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّیْنَ عَلَیْہِ
حَدِیْقَتَہٗ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ
الْحَدِیْقَۃَ وَطَلِّقْھَا تَطْلِیْقَۃً یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مقرر آئی عورت
ثابت بن قیس کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس پھر کہا اے رسول خدا کے غصہ نہین کرتی
مین ثابت بن قیس پر اُسکی خلق اور نہ دین مین لیکن مین بُرا جانتی ہون کفر کو اسلام مین یعنی مین اوسکی
بدخلقی اور دین کے نقصان کی وجہ سے اوس سے جدائی نہین چاہتی لیکن
میری طبیعت اوس سے خوش نہین اور مجھے اوس سے طبعی نفرت ہے سو مین

ڈرتی ہون کہ اوسکی نافرمانی جو خلاف مقتضاے اسلام ہے کہین مجھہ سے
ظہور مین نہ آوے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا پھیر دیگی تو
اوسپر اوس کا باغ یعنی جو اوسنے تجھے مہر مین دیا تھا وہ بولی ہان پھر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت سے فرمایا کہ تو اپنا باغ لیلے اور اوسکو ایک
طلاق دیدے جو کہ اس حدیث شریف سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا خلع کرانا عورت سے مرد کو باغ دلواکر بہ امانت ظاہر ہے اس لئے حاکم کو چاہیے
کہ جب کوئی عورت بوجہ کسی امر شرعی کے اپنے خاوند سے جدائی چاہے اور آپسمین
کسی طرح اتفاق ممکن نہ ہو تو مصلحۃً عورت سے مرد کو کچھہ مال دلاکر یا اوس کا مہر
معاف کراکے خلع کرادے اور ایک طلاق دلوادے اسکے بعد اگر وہ دونون
آپسمین راضی ہوجاوین اور نکاح کرنا چاہین تو ان کا نکاح ہوسکتا ہے حلالہ
کی ضرورت نہین ہے اور ایلا شرع مین اوسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کہاوے
کہ مین اپنی سب یا بعض بیبیون کے پاس نجاؤن گا پھر اگر چار مہینے سے کم کی
مدت ٹھیرائی تو اوس زمانے کے پورے ہونے تک جدا رہے اس لئے کہ
صحیحین وغیرہ مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیون
سے ایک مہینے کا ایلا کیا تھا پھر اوسکے بعد اونکے پاس تشریف لے گئے اور جو
چار مہینے سے زیادہ کی مدت مقرر کرے تو اوس کے گذرنے کے بعد خاوند
کو اختیار ہے چاہے بی بی سے میل کرلے یا طلاق دیدے جیسا کہ دوسرے

پارے کے بارہوین رکوع مین آیا ہے لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ
اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا
الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی جو لوگ قسم کہا رہتے ہین اپنی عورتون سے
اون کو فرصت ہے چار مہینے پھر اگر ملگئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر
ٹھیرایا رخصت کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا پس اس آیت شریف سے معلوم
ہوا کہ چار مہینے گذرتے ہی طلاق واقع نہین ہوتی بلکہ اس مدت کے بعد خاوند
مختار ہے جب طلاق دیگا تو واقع ہوگی جیسا کہ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ یُّوْقَفُ حَتّٰی
یُطَلِّقَ وَلَا یَقَعُ عَلَیْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰی یُطَلِّقَ وَیُذْکَرُ ذٰلِکَ عَنْ عُثْمَانَ
وَعَلِیٍّ وَاَبِی الدَّرْدَآءِ وَعَآئِشَةَ وَاِثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی جب چار مہینے گذر جاوین تو توقف کیا جاوے
یہان تک کہ خاوند طلاق دے اور اوسپر طلاق واقع نہ ہوگی یہان تک کہ
طلاق دیوے اور ذکر کی گئی یہ بات حضرت عثمان اور حضرت علی اور
حضرت ابو الدرداء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور بارہ صحابیون سے
اور چار مہینے گذرنے کے بعد جو شوہر نے رجوع نہ کی تو اس مین علما کا اختلاف
ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اس مدت کے گذرنے سے فوراً
طلاق واقع نہین ہوتی بلکہ توقف کیا جاوے چاہے مرد رجوع کرے اور

اپنی قسم کا کفارہ دے یا طلاق دیدے ورنہ حاکم طلاق دلادے اور امام اعظم رحمہ اللہ
کے نزدیک چار مہینے گذرتے ہی بائن طلاق واقع ہوگی اور سعید بن مسیب
اور ابو بکر بن عبد الرحمن رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق رجعی ہوگی اور ایلا کی
مدت مین بھی علما کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا نہین
ہوتا اور دلیل اون کی اوپر کی آیت شریف ہے مگر وہ اونکے مدعا کے مفید
نہین اس لئے کہ آیت مین توقیت نہین ہے بلکہ اوس مین اوس مدت کا بیان
ہے کہ جس کے بعد ایلا کرنے والا رجوع کرے یا طلاق دے اور دوسری وجہ یہ
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینے کا ایلا کیا پھر اوس کے
بعد اپنی بیبیون پر داخل ہوئے جیسا کہ پہلے گذر چکا پس اگر ایلا چار مہینے سے
کم مین جائز نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیون واقع ہوتا اور
ایک جماعت اہل علم کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا جائز ہے اور یہی حق
ہے اور جو چار مہینے کے اندر رجوع کریگا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قسم کا
کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ یمین کا تین روزے رکھنا یا دس محتاجون کو کھانا کھلانا
یا اونکو کپڑا دینا یا بردہ آزاد کرنا ہے اور ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی سے کہے کہ
تو مجھپر میری مان کی پیٹھ کے مانند ہے یا مینے تجھکو اپنی مان کی پیٹھ کے مانند
ٹھہرایا یا اس کے مثل کہے جیسا کہ قرآن شریف کے اٹھائیسوین پارے کے
پہلے رکوع مین وارد ہوا ہے اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ

اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ
وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ یعنی جو لوگ مان کہہ بیٹھین تم مین سے اپنی عورتون
کو وہ نہین اونکی مائین اون کی مائین وہی جنہون نے اون کو جنا اور بیشک
وہ بولتے ہین ایک ناپسند بات اور جھوٹ اور اللہ معاف کرتا ہے بخشنے والا
پس اس طرح کے کہنے سے طلاق نہین ہوتی اور خاوند پر کفارہ لازم ہوجاتا ہے
یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور جو بردہ نپاوے تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے
اور جو یہ بھی نہ ہوسکے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے پہر خاوند کو اپنی
بی بی کے پاس جانا حلال ہے اور کفارہ دینے مین اسی ترتیب کا لحاظ رکھنا
چاہیئے دلیل اسکی یہ آیت ہے جو قد سمع اللہ کے پہلے رکوع مین ہے۔
وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ
شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا
ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
یعنی اور جو مان کہہ بیٹھین اپنی عورتون کو پہر وہی کام چاہین جسکو کہا ہے یعنی یہ
لفظ کہا ہے قطع تعلق کے لئے لیکن اگر پہر تعلق رکھنا چاہین تو آزاد کرنا ایک
بردہ پہلے اس سے کہ آپسمین ہاتھہ لگاوین اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور
اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھہ تم کرتے ہو پہر جو کوئی نپاوے تو روزے دو مہینے کے

لگاتار پہلے اس سے کہ آپس مین چھوئین پہر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ
محتاج کا یعنی اگر پکا کر کھلاوے تو سالن روٹی دو وقتہ پیٹ بھر کھلاوے اگر
اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہون یہ اس واسطے کہ حکم مانو اللہ کا اور اوسکے
رسول کا اور یہ حدین باندھی ہین اللہ کی اور منکر و نکو دکھہ کی مار ہے اور اسی ترتیب
کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمہ بن صخر کے قصے مین بیان فرمایا ہے
عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ وَیُقَالُ لَہٗ سَلَمَۃُ بْنُ صَخْرٍ
الْبَیَاضِیُّ جَعَلَ امْرَاَتَہٗ عَلَیْہِ کَظَھْرِ اُمِّہٖ حَتّٰی یَمْضِیَ رَمَضَانُ فَلَمَّا مَضٰی
نِصْفٌ مِّنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَیْھَا لَیْلًا فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَعْتِقْ رَقَبَۃً
قَالَ لَا اَجِدُھَا قَالَ فَصُمْ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ اَطْعِمْ
سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
لِفَرْوَۃَ اِبْنِ عَمْرٍو اَعْطِہٖ ذٰلِکَ الْعَرَقَ ھُوَ مِکْتَلٌ یَاْخُذُ خَمْسَۃَ عَشَرَ صَاعًا
اَوْ سِتَّۃَ عَشَرَ صَاعًا لِیُطْعِمَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ
وَالدَّارِمِیُّ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ صَخْرٍ نَحْوَہٗ قَالَ کُنْتُ
اِمْرَءًا اُصِیْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا یُصِیْبُ غَیْرِیْ وَفِیْ رِوَایَتِھِمَا اَغْشٰی اَبَا
دَاؤُدَ وَالدَّارِمِیِّ فَاَطْعِمْ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ بَیْنَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا۔

یعنی روایت ہے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ سلمان بن صخر نے اور اونکو سلمہ بن صخر بیاضی بھی کہتے ہین اپنی بی بی کو اپنے اوپر اپنی مان کی پیٹھہ کے مثل ٹھیرایا یہان تک کہ رمضان گذر جاوے یعنی یہ کہا کہ رمضان بہر تک تو مجھپر میری مان کی پیٹھہ کے مانند حرام ہے پہر جب آدہا مہینا رمضان کا گذر چکا تو واقع ہوئے سلمان اپنی عورت پر ایک رات پہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوکے یہ حال بیان کیا تو آپ نے اونسے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر سلمان نے کہا مجھے اوسکی قدرت نہین آپ نے فرمایا تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھہ یعنی اس مدت مین کبھی روزہ ناغا نکر اور رات کو بھی عورت سے خلوت نہ کر سلمان نے کہا مین روزے نہین رکھہ سکتا آپ نے فرمایا ساٹھہ مسکینون کو کھانا کھلا اونہون نے کہا مجھے اس کا مقدور نہین پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروہ بن عمر وصحابی سے فرمایا کہ یہ کھجورون کی زنبیل سلمان کو دیدے تاکہ یہ ساٹھہ محتاجون کو کھلاوے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اظہار کرنیوالا محتاج ہو اور روزہ بھی نہ رکھہ سکتا ہو تو امام کو چاہیئے کہ مسلمانون کے صدقات سے اوسکی اعانت کرے اور اظہار کرنے والا اگر محتاج ہو تو اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر اوس کفارے مین سے صرف کرسکتا ہے اس لئے کہ اس حدیث کی ایک روایت مین لفظ مسکینا کی بعد یہ بھی آیا ہے ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهٖ عَلَيْكَ وَعَلٰى عِيَالِكَ یعنی مسکینون کے

کھلانے کے بعد جو بچے اوسکو اپنے اور اہل وعیال کے صرف مین لاوے اور جو
ظہار کا ایک وقت مقرر کرے تو ظہار نہین جاتا مگر اوس وقت کے گذر جانے
سے اور ظاہر قرآن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ عود ہی سے واجب
ہوتا ہے تو ظہار موقت کے وقت گذرنے کے بعد صحبت کا ارادہ کرنا عود
نہ ہوگا پس کفارہ اوسپر واجب نہوگا اور جو کفارہ یکا موجب قول منکر اور زور
ہو تو ظہار مطلق اور موقت دونون مین کفارہ واجب ہوگا اس لئے کہ ظہار
کرتے ہی قول منکر وقوع مین آچکا اور جو ظہار موقت مین وقت گذر جانے سے
پہلے بیوی کے پاس جائے اور مطلق مین کفارہ دینے سے آگے تو پہلی صورت
مین مرد کو چاہیئے کہ وقت مقرر کے گذرنے تک اور دوسری صورت مین کفارہ
دینے تک پھر صحبت نکرے جیساکہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ
عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهٖ فَغَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ
فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى
ذٰلِكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ بَيَاضَ خَلْخَالِهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ اَمْلِكْ نَفْسِيْ
اَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَاَمَرَهٗ اَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ
وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَرَوَى
اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ مُسْنَدًا وَمُرْسَلًا وَقَالَ النَّسَائِيُّ اَلْمُرْسَلُ

اَوْلٰی بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ یعنی روایت ہے عکرمہ سے اوہنون نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا
پھر کفارہ دینے سے پہلے اوس سے خلوت کرلی پھر اوس نے نبی صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے پاس آکے یہ حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے اس
کام پر آمادہ کیا اوسنے عرض کیا یارسول اللہ مین چاندنی مین اوسکی پازیبون کی
کی سفیدی دیکھتے ہی اوسپر واقع ہونے سے اپنے نفس کو نہ روک سکا یہ
سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس دئے اور اوسکو حکم دیا کہ کفارہ
دینے سے پہلے اوس سے قربت نکرے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ
نے اور نقل کی ترمذی نے مثل اسکے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے
اور ابو داؤد اور نسائی نے مانند اس کے مسند اور مرسل نقل کیا اور کہا نسائی نے
مرسل نزدیک ہے ساتھ صحت کے مسند سے اور جو کفارہ دینے سے پہلے
خلوت کرے گا تو جمہور کے نزدیک ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق
ہے اور ظہار غلام کا آزاد کے ظہار کے مثل ہے اور روزی غلام کے لئے
ظہار کے کفارے مین آزاد کی طرح بالاتفاق دو مہینے کے ہین اور ظہار بی بی
سے ہوتا ہے لونڈی سے ابتداً نہین ہوتا اگرچہ بقاء صحیح ہے اور لعان اصل
مین ایسی مضبوط قسمون کو کہتے ہین جو خاوند کو تہمت کی حد سے بری اور زنا
کا لوث عورت پر ثابت کرتی ہین اور عورت پر اوس کے سبب سے تنگی اور

سختی کی جاتی ہے اور جو خاوند انکار کرے تو اوسے تہمت کی حد ماری جاتی ہے
اور ایسی مؤکد قسمین ہین کہ عورت کو تہمت سے بری کرتی ہین اور جو انکار کرے
تو اوسپر بہی تہمت کی حد ماری جاتی ہے پس جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت
لگاوے اور وہ اوس کا اقرار نکرے اور خاوند اپنے تہمت لگانے سے نہ پہرے
تو مرد لعان کرے یعنی چار بار گواہی دے کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچوین بار
یہ کہے کہ لعنت خدا کی اوس مرد پر اگر وہ جہوٹا ہے پہر عورت گواہی دے چار بار
کہ بیشک مرد جہوٹا ہے اور پانچوین بار کہے کہ غضب اللہ کا ٹوٹ پڑے اوس
عورت پر اگر مرد سچا ہے اور دلیل اس کی یہ آیت شریف ہے جو سورۂ نور کے
پہلے رکوع مین مذکور ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ
شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ
بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ
اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ یعنی اور جو لوگ عیب لگاوین اپنی جوروون کو اور نہون
اون کے پاس گواہ سوائے اپنی جانون کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار
گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچوین بار یہ کہ اللہ کی
پٹکار ہو اوس شخص پر اگر وہ جہوٹا ہو اسی طرح اس کے بعد عورت سے پانچ مرتبے
گواہی دلوانا چاہیے کہ یہ گواہی زنا کی حد کو عورت سے دفع کرتی ہے جیسا کہ اس
آیت سے معلوم ہوتا ہے وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ

بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ وَالْخَامِسَۃَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْہَا اِنْ کَانَ
مِنَ الصَّادِقِیْنَ - یعنی اور عورت سے یون مارٹلتی ہے کہ گواہی دے
چار گواہی اللہ کی نام کی مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوین بار یہ کہ اللہ کا غضب
آوے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عویمر عجلانی اور اونکی بی بی اور ہلال بن اُمیہ اور اونکی عورت کے درمیان
مین لعان کا حکم فرمایا تھا اور جب مرد عورت لعان کرچکین تو حاکم کو چاہیئے کہ
اون دونون مین جدائی کرادے پھر یہ عورت اوس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہوجاویگی
جیساکہ دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُتَلَاعِنَانِ اِذَا تَفَرَّقَا
لَا یَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن میان
بی بی کے درمیان مین لعان ہو وہ جدا ہونے کے بعد کبھی جمع نہ ہونگے
یعنی اون دونون مین باہم نکاح ہرگز جائز نہوگا اور مرد جس قدر مہر دیچکا ہے
وہ بھی اوس کو واپس نہ ملیگا جیساکہ اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ
لِلْمُتَلَاعِنَیْنِ حِسَابُکُمَا عَلَی اللّٰہِ اَحَدُکُمَا کَاذِبٌ لَا سَبِیْلَ لَکَ
عَلَیْہَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالِیْ قَالَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْہَا
فَہُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِہَا وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْہَا فَذَاکَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَکَ مِنْہَا

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
عورت مرد لعان کرنے والون سے کہ حساب تمہارا اللہ پر ہے ایک تم دونون مین
سے جھوٹا ہے یعنی نفس الامر مین اور ہم ظاہر کے موافق حکم کرتے ہین تیرے
لئے کوئی راہ نہین اس عورت پر یعنی کسی طرح جائز نہین کہ تو اس عورت کے
ساتھ رہے بلکہ تجھ پر یہ ہمیشہ کو حرام ہوگئی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا
مال یعنی میرا مہر دیا ہوا کیا جاتا رہے گا فرمایا نہین کچھ مال تیرے لئے یعنی تیرا
مہر دیا ہوا کچھ پھر نہین سکتا اس لئے کہ دو حال سے خالی نہین جو تو اوسپر سچ بولتا
ہے تو وہ مال اوسکی شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے مین ہے اور جو جھوٹ
بولتا ہے تو پھیر لینا مہر کا اوس سے بہت دور ہے اور بہت دور ہے تیرے
لئے یعنی جب صدق کی حالت مین نہ پھیر سکا تو کذب مین بطریق اولی نہ پھیرنا
چاہیئے اور لعان کا بچا یعنی لعان کے وقت اگر عورت حاملہ ہو تو وہ عورت
ہی کو ملیگا مرد کو نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے ۔
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاعَنَ
بَیْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِہٖ فَانْتَفٰی مِنْ وَّلَدِھَا فَفَرَّقَ بَیْنَہُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ
بِالْمَرْاَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ والہ وسلم نے ایک شخص اور اوسکی بی بی کے درمیان مین لعان کا
حکم فرمایا پس وہ شخص اوس عورت کی لڑکی سے دور ہوا یعنی ملاعنت کے

سبب سے لڑکی کا نسب اوس شخص سے منقطع ہوگیا پہر آپ نے اون دونون مین
جدائی کردی اور لڑکی کو عورت کے ساتھہ ملا دیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
اور جب عورت زنا کا اقرار نکرے اور مرد تہمت لگانے سے باز رہے تو حاکم کو
چاہیئے کہ مرد اور عورت دونو کو نصیحت کرے جیساکہ صحیحین وغیرہ مین وارد ہوا
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کو نصیحت کی اور یہ بات فرمائی کہ مقرر
عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے پہر عورت کو نصیحت کی
اور ایسا ہی فرمایا اور جو عورت زنا کا اقرار کرلے تو شبہہ نہ ہونے کی صورت مین
اوسے بیاہ والے زانی کی حد ماری جائے گی اور جو مرد جہوٹ بولنے کا اقرار
کرے تو اوسپر تہمت کی حد لازم آئے گی پس ہر مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ ان
سب باتون سے نہایت احتیاط رکہے تاکہ دنیا کے معائب اور آخرت کے
مصائب سے محفوظ رہے۔

فصل ۳ عدت کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ عدت کی تین قسمین ہین ایک طلاق کی دوسری خلع کی تیسری
وفات کی پس حاملہ طلاق والی کی عدت جننے تک ہے جیساکہ سورۂ طلاق
کے پہلے رکوع مین اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ
اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنی اور جن کے پیٹ مین بچا ہے اون کی
عدت یہ ہے کہ جن دیوین پیٹ کا بچہ اور جس مطلقہ عورت کو حیض آتا ہو اوسکی

عدت تین حیض ہین جیسا کہ سورۂ بقر کے اٹھائیسوین رکوع مین آیا ہے۔
وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ یعنی اور طلاق والی عورتین
انتظار کرواوین اپنے تئین تین حیض تک اور جو نہ حاملہ ہو نہ اوسے حیض آتا
ہو جیسے نابالغ لڑکی یا وہ بوڑھیا جسے حیض نہین آتا یا ایسی عورت جسکا حیض
کسی بیماری کے سبب سے آنے کے بعد منقطع ہوگیا تو ان سب کی عدت
تین مہینے ہین جیسا کہ سورۂ طلاق کے پہلے رکوع مین واقع ہوا ہے وَاللَّائِي
يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّ
اللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ یعنی اور جو عورتین ناامید ہوئین حیض سے تمہاری
عورتون مین اگر تم کو شبہہ رہ گیا تو اونکی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی
جن کو حیض نہین آیا اور خلع والی کی عدت ایک حیض ہے جیسا کہ خلع کی
فصل مین گذرا اور جس عورت کا خاوند مرجاوے اور حاملہ نہو تو اوسے چاہیے
کہ چار مہینے دس دن عدت مین بیٹھے جیسا کہ سورۂ بقر کے تیسوین رکوع مین
وارد ہوا ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ
بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا یعنی اور جو لوگ مرجاوین تم مین اور چھوڑ جاوین وہ بیبیان
انتظار کرواوین اپنے تئین چار مہینے اور دس دن اور جو حاملہ ہو تو بچا
جننے تک عورت مین رہے جلدی پیدا ہو یا دیر مین جیسا کہ سورۂ طلاق کی آیت
مین گذرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو خوب کھولکر بیان

فرمادیا ہے چنانچہ اس مقدمے کی حدیثین صحیحین مین موجود ہین اور جو عورت
وفات کی عدت مین ہو اوسے چاہیئے کہ کسی طرح کی زینت اور آرائش نکرے
یعنی مسی نہ ملے رنگا اور گوٹہ ٹکا ہوا کپڑا اور زیور وغیرہ نہ پہنے منہدی اور سرمہ
نہ لگاوے جیساکہ بخاری ومسلم کی حدیث مین وارد ہوا ہے عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَأَۃٌ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ
ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ
عَصْبٍ وَلَا تَکْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِیْبًا اِلَّا اِذَا طَھُرَتْ نُبْذَۃً مِنْ قُسْطٍ اَوْ
اَظْفَارٍ وَلَا اَلُوْدَ اَوْدَ لَا تَخْتَضِبُ یعنی روایت ہے ام عطیہ رضی اللہ
عنہا سے اونہون نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سوگ
نکرے کوئی عورت کسی مردے پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار مہینے دس
دن اور نہ پہنے یعنی عدت مین رنگین کپڑا مگر کپڑا اعصب[۱] کا اور نہ سرمہ لگاوے
اور نہ خوشبو ملے مگر جبکہ پاک ہووے حیض سے تو کچھ استعمال کرنا قسط[۲] یا اظفار

[۱] عصب یمن کی ایسی چادرون کو کہتے ہین کہ پہلے اونکا سوت اکٹھا کرکے جگہہ جگہہ اوس کو تاگون سے باندہکر
رنگ لیتے ہین پہر اوسکی چادرین بنتے ہین تو جس جگہہ سوت باندہا گیا تھا وہ سفید رہجاتی ہے اور باقی رنگین
جیسے آجکل رنگ برنگی لنگیان بنی جاتی ہین ۱۲-

[۲] قسط و اظفار ایک قسم کی خوشبو ہے عرب کی عورتین حیض سے پاک ہونے کے بعد شرمگاہ
مین اوس کا استعمال کرتی ہین تاکہ بدبو دور ہو جاوے ۱۲-

کا درست ہے اور زیادہ کیا ابوداؤد نے اور نہ رنگے یعنی بالون کو اور ہاتھون
کو مہندی سے غرضکہ جس عورت کا شوہر مرجاوے اوسے سب آرائش کی
چیزون کا برتنا وفات کی عدت مین منع ہے اور سوگ سوائے عدت وفات
کے طلاق وغیرہ کی عدت مین نہین ہے اس لیئے کہ اس مین کوئی دلیل وارد
نہین ہوئی اور نہ عورتون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاے
راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک مین اسکو کیا پس جو اوس کے وجوب
کا مدعی ہو اوسکو چاہیئے کہ دلیل پیش کرے اور علماے حنفیہ کے نزدیک جس
عورت کو تین طلاقین دی ہون یا ایک بائنہ اوسپر سوگ واجب ہے
رجعی طلاق والی پر نہین اور جو عورت وفات کی عدت مین ہو اوسے یہ بھی
چاہیئے کہ جس گھر مین خاوند کے مرنے یا اوسکی موت کی خبر آنے کے وقت
تھی اوسی مین عدت پوری ہونے تک رہے کہین باہر نجاوے اور نہ کسی کی
شادی غمی مین شریک ہو جیسا کہ فریعہ کی حدیث مین کہ جسکو امام احمد وغیرہ نے
روایت کیا ہے وارد ہے قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِیْ فِیْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَہٗ فَاَدْرَکَھُمْ
فِیْ طَرَفِ الْقَدُوْمِ فَقَتَلُوْہُ فَاَتَانِیْ نَعْیُہٗ وَاَنَا فِیْ دَارٍ شَاسِعَۃٍ مِّنْ دُوْرِ اَھْلِیْ
فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقُلْتُ اِنَّ نَعْیَ
زَوْجِیْ اَتَانِیْ فِیْ دَارٍ شَاسِعَۃٍ مِنْ دُوْرِ اَھْلِیْ وَلَمْ یَدَعْ نَفَقَۃً وَّلَا مَالًا
وَرِثْتُہٗ وَلَیْسَ الْمَسْکَنُ لَہٗ فَلَوْ تَحَوَّلْتُ اِلٰی اَھْلِیْ وَاِخْوَتِیْ لَکَانَ اَرْفَقَ

بِیْ فِیْ بَعْضِ شَانِیْ قَالَ تَحَوَّلِیْ فَلَمَّا خَرَجْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْ اِلَی الْحُجْرَةِ
دَعَانِیْ اَوْ اَمَرَ بِیْ فَدُعِیْتُ فَقَالَ اُمْکُثِیْ فِیْ بَیْتِکِ الَّذِیْ اَتَاکِ
فِیْهِ نَعْیُ زَوْجِکِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَهٗ قَالَتْ
فَاعْتَدَدْتُ فِیْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَفِیْ لَفْظٍ اٰخَرَ اَنَّهٗ اَرْسَلَ
اِلَیْهَا عُثْمَانُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاَخْبَرَتْهُ فَاَخَذَ بِهٖ یعنی فریعہ کہتی ہین کہ میرا خاوند اپنے غلامون
کو ڈہونڈہنے گیا تھا قدوم[1] کی راہ مین اونکو پایا اونہون نے اوسکو مار ڈالا جب
اوسکی موت کی خبر پہونچی تو مین اپنے میکے کے محلے سے ایک دور گہر مین تہی پہر
مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوکے
یہ حال بیان کیا اور کہا کہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی ہے اور مین ایک
ایسے گہر مین ہون کہ وہ میرے میکے کے محلے سے دور ہے اور میرے خاوند نے
نہ نفقہ چہوڑا ہے اور نہ کچہہ مال کہ مین اوسکی وارث ہوتی اور نہ اوسکا کوئی گہر ہے
سوا گر مین اپنے میکے والون اور اپنے بہائیون کے پاس جا رہون تو مجہے
راحت ہوگی آپ نے فرمایا چارہ پہر جب مین مسجد یا حجرے کی طرف چلی تو
آپ نے مجہے بلایا یا میرے بلانے کا حکم دیا پہر مین بلائی گئی آپ نے فرمایا کہ
تو اوسی گہر مین رہ جسمین تجہے تیرے خاوند کے مرنے کی خبر پہونچی یہان تک
کہ تو اپنی مدت کو پہونچ جاوے یعنی عدت تمام ہوجاوے فریعہ کہتی
ہین کہ مین نے اوسی گہر مین چار مہینے دس دن تک عدت پوری کی اور

[1] ایک جگہ کا نام ہے کہ ندینے سے چہ میل پر واقع ہے اسکی دال پر تخفیف و تشدید دونون درست ہین ۱۲

اسی حدیث کے بعض الفاظ مین یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فریعہ کے پاس آدمی بھیجا فریعہ نے یہی قصہ بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکے قول پر اعتماد کیا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو عورت وفات کی عدت مین ہو اوسے چاہیئے کہ جس گھر مین اوسکا خاوند مرا یا اوسکے مرنے کی خبر پہونچی ہو اوسی مین عدت گذرنے تک رہے اوس سے باہر نجاوے اور یہی صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ بھی مروی ہے کہ بسبب کسی عذر کے عورت کو اوس گھر سے نکلنا جائز ہے جیسا کہ علماے حنفیہ کہتے ہین کہ وفات کی عدت والی رات دن مین نکلے اور اکثر رات اپنے گھر مین رہے اور یہ بھی کہتے ہین کہ رجعی اور بائنہ طلاق والی جس گھر مین طلاق واقع ہوئی ہے اوسی مین عدت پوری کرے اُس گھر سے باہر نجاوے اور لونڈی کی عدت آزاد عورت کے مثل ہے اور یہی قول قوی ہے اور بعض علما کے نزدیک اوسکی عدت دو حیض ہین مگر جو حدیثین ان کی دلیل ہین اون مین علماے محدثین نے کلام کیا ہے اور اونکو ضعیف ٹھیرایا ہے۔

فصل اون امور کے بیان مین جن سے بدون طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

جاننا چاہیئے کہ نکاح ٹوٹنے کے کئی سبب ہین ایک اونمین سے کفر یا ارتداد

ہے جیسے میان بی بی دونو کافر تھے ایک اون مین سے مسلمان ہوگیا تو
کفر کی حالت کا نکاح ٹوٹ جائیگا یا میان بی بی دونون مسلمان تھے عیاذاً
باللہ ایک اونمین سے مرتد ہوگیا اور دوسرا مسلمان رہا تو اس صورت مین بہی
نکاح ٹوٹ جائیگا ہان اگر دونون یکبارگی کافر ہوجاوین پہر ساتھ ہی اسلام
لاوین تو نکاح اونکا بدستور قایم رہیگا اور جو مسلمان میان اور بی بی یہودی یا نصرانی
ہو پہر مجوسی ہوجاوے تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ٹوٹ جائے گا۔ لیکن صحیح
یہ ہے کہ مجوسیہ کتابیہ کے حکم مین ہے یعنی جیسے مسلمان کا نکاح یہودی نصرانی
عورت کے ساتھ صحیح ہے ایسے ہی مجوسیہ سے بہی درست ہے عورت کا
مجوسی ہوجانا نکاح کو مضر نہین اور جو میان بی بی دونون مجوسی تھے ایک
اون مین سے دارالحرب مین مسلمان ہوگیا تو تین حیض یا تین مہینے کے بعد
جس قسم کی عدت کی وہ عورت مستحق ہوا اوس کا نکاح ٹوٹ جاویگا اور یہ امام
ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق اور امام ابویوسف رحمہ اللہ
کے نزدیک فسخ ہے اور اہل حدیث کے یہان مجوسیہ کتابیہ کے حکم مین
ہے یعنی اوس کا نکاح نجائیگا مگر یہ حکم مجوس اور یہود اور نصاریٰ کی عورتون
کے لئے ہے ان کے مردون کے واسطے نہین یعنی اگر مجوسیہ یا کتابیہ
مسلمان ہوجاوے اور انکے مرد اپنے ہی دین پر قائم رہین تو یہ عورتین اونکے
نکاح مین نہ رہین گی دوسرا سبب نکاح ٹوٹنے کا ملک ہے جیسے میان

بی بی کا یا بی بی میان کی مالک ہوگئی تو اس صورت مین نکاح جاتا رہے گا
یہ قول علمائے حنفیہ کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ نرے ایک دوسرے کے
مملوک ہونے سے نکاح نہین ٹوٹتا بلکہ اوس کے اختیار پر موقوف رہتا ہے
تیسرا یہ کہ نکاح کے بعد مرد کا نامرد ہونا ثابت ہوا یا برص جذام وغیرہ مین مبتلا
نکلا تو ان عیبون کے سبب سے نکاح کا فسخ جائز ہے چوتھا یہ کہ کسی عورت
نے بغیر ولی کی اجازت کے غیر کفو کے ساتھہ جس سے اوسکے خاندان کو عار
لاحق ہوتا ہے اپنا نکاح کرلیا تو اس صورت مین وارثون کو پہونچتا ہے کہ اوسکا
نکاح فسخ کرادین اور محدثین کے نزدیک سرے ہی سے یہ نکاح منعقد نہ ہوا
پانچوان یہ کہ میان بی بی مین سے کسی نے ایسا امر کیا جس سے مصاہرت کی
حرمت ثابت ہوتی ہے تو اس صورت مین حنفیہ کے نزدیک نکاح جاتا رہا
لیکن محدثین کے نزدیک نہین گیا چھٹا رضاع جیسے ایک شخص کی دو عورتین
ہین ایک بڑی دوسری چھوٹی بڑی نے دو برس کے اندر چھوٹی کو دودہ پلایا تو
چھوٹی کا نکاح ٹوٹ جاویگا ساتوان کفار کی رسمون کو شادی بیاہ مین برتنا
اور اون کو اچھا جاننا اور اونکے کرنے مین نفع اور نہ کرنے مین ضرر سمجھنا سو ایسی
رسمون کے کرنے سے زوجیت کا علاقہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ سید آدم بنوری رح
اپنی کتاب مین نقل کرتے ہین کہ نکاح مین بعض چیزین کفر ہین اور بعض مین
کفر کا خوف ہے اور بعضی بدعت ہین پھر جو کوئی اونکو برتے تو زوجیت کا علاقہ

درمیان مین سے جاتا رہتا ہے اور وہ نکاح اسلام کا نہین رہتا اور جو بچہ
اوس نکاح سے پیدا ہوتا ہے اوسکا نسب بہی ثابت نہین ہوتا ایک
کنگنا باندہنا کہ یہ صریح کفر ہے بنانیوالا اور اس فعل سے راضی ہونیوالا دونو
کافر ہوجاتے ہین دوسرے جلوہ دینا کی طرح طرح کی فضیحتون اور رسوائیون
پر مشتمل ہوتا ہے تیسرے دولہ کے سر پر پان بہن یا اور عورتون کا آنچل ڈالنا اور
دولہن کے سر پر دستار رکہنا یہ فعل لعنت کا موجب ہے اس لئے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس مرد کو جو اپنے تئین عورت کے مثل بناوے
اور اوس عورت کو جو مرد سے مشابہت پیدا کرے دونو کو ملعون فرمایا ہے
چوتھے دولہن کے انگوٹھے کو دودہ پانی سے دہوکے دولہ کو پلانا یہ رسم
گبرون کی ہے اسمین کفر کا خوف ہے پانچوین مصری کی ڈلیان عورت کے
بدن پر رکہنا اور دولہ کا اون کو اپنے موہنہ سے اوٹہانا اس فعل مین باوجود فسق
اور آتش پرستون کی رسم ہونے کے چوپایون کے ساتھ بہی مشابہت ہے
چھٹے جلوے کے وقت سرخ ڈورا دولہ کے گلے مین ڈالنا اور مشاطہ کا اسکو
تخت پر لٹاکر اوس کے ہر ایک عضو یہان تک کہ ستر کو بہی ناپنا اور عورتون
کا ان افعال کو دیکہکر ہنسنا یہ سب کام لعنت کے ہین ساتوین مسجع مقفی نکالیان
دینا مسجد اور محراب شملے اور دستار کی اہانت کرنا اور ان چیزون کی اہانت
کرنا کفر ہے آٹہوین دولہ کا دولہن کے گرد سات بار پہرنا یہ کفار کی رسمون سے

ہے اور اسمین کفر کا خوف ہے نوین مرد کی آنکھہ مین کاجل لگانا یہ باتفاق مکروہ
ہے دسوین دولہ کو چاندی کا طوق یا عورتون کا لباس پہنانا یہ بھی بدعت
سیئہ ہے یہان تک سید آدم کا مضمون تمام ہوا اور آرسی مصحف کی رسم جو
ہندوستان کے دیار مین مروج ہے اسکی بھی کوئی اصل شریعت محمدیہ سے
ثابت نہین ہوتی یہ بھی بدعت ہے اسکو چھوڑنا چاہیئے اس کے سوا اور
بہت سی خرافات رسمین ہین جنکو جاہل لوگ شادی وغیرہ مین کرتے ہین۔
جیسے صندل سے ڈھول کو چھاپنا اور اوسپر سرخ ناڑا باندہنا رتجگا کرنا اور
اوسمین سنجیوان بھرنا اور رحم کے لڈو اور کھیر بنانا اور اونپر پھولون کا سہرا باندہنا
اور صندل کے چھاپے لگانا بی بی کا کونڈا بھرنا اور اوسپر پھول ڈالنا اور سرخ
رومال سے اوسکو چھپانا اور مرد کی چھانون سے اوسکا بچاؤ کرنا اور دو خصمی
اور حمل والی کو اوسکے کھانے سے روکنا سوہاگنون کا کونڈا کرنا اور اون کو آئین
اوڑہنیان اوڑہانا اور چوڑیان پہنانا لگن رکھنا باجھن سے ساعت پوچھنا
ساچق کے دن میوے اور شیرینی سے مٹکیان بھرنا اور اون کو کاغذ کے
تختون پر رکھکے روشنی آتش بازی باغ بہاری باجون کے ساتھہ دولہن کے
گھر لیجانا دولہن کے گھر سے مہندی کے ساتھہ کاغذ کی مہندی لانا اور سبز
مہندی گوندھکر اوسکو چوملک بناکے اوسکو پنی وغیرہ سے منڈہنا اور اوسپر
چار بتیان روشن کرکے مالیدے اور لڈو سے خوان بھر کے باغ بہاری

کے تحفون اور روشنی کے ساتھ سالی کے ہمراہ دولہہ کے گہر اوسکو بھیجنا پہر وہان
پہونچ کے دولہہ کو چوکی پر بٹھانا اور اوسکی سر پر پہول وغیرہ کا سہرا باندہ کے
اوسکے ہاتہہ پانون مین منہدی لگانا اور ملیدے کے سات نوالے دولہ کو
کہلانا اور ڈومنیون سے منہدی گوانا منڈہا باندہنا برت بہرنا تیل چڑہانا موسل
مین لال ناڑا باندہنا دولہن کے سر پر مائیون کی اربل باندہنا اور اوس مین بیٹھنے
کی جگہہ سیر و سیر گیہون رکہکے اوسپر مسند بچہاکر دولہ کو بٹہانا اور ڈومنیون سے
سہرا سہاگ گوانا برات کی رات دولہہ کو سنوار کے اوس کے سر پر سہرا باندہنا
اور دولہہ کی بہن کا آکے اوسکی آنکہہ مین کاجل لگانا پہر اپنا نیگ لینا دولہن
کے گہر جاکے دولہہ سے چکی پسوانا لونگین چہدوانا دولہہ کا جوتا اوسکی سالی سے
چہپوانا دولہن کے گہر پہونچکے دہنگانے کی رسم کرنا کلس کا روپیہ دینا نکاح کے
بعد دولہہ دولہن کے پانون جوڑکر منہدی لگانا پہر اوس وقت ڈومنیون سے
ٹونے گوانا اور سمدہنون کو چہڑیان مارنا اور اونکو گالیان گوانا رخصت کے
وقت دولہہ سے پانی کٹوانا دولہن کے سر کا اربل دولہہ کے ایک ہاتہہ سے
کہلوانا دولہہ کے ایک ہاتہہ سے سہاگ پڑے کانچ تسل بٹے پر پسوانا دولہن
کے پائجامے مین دولہہ سے ازار بند ڈلوانا دولہن کی جوتی دولہہ کے سر سے
چہوانا اوسکے بعد جلوہ دلانا نبات چنوانا ساس کا دولہہ کے کان مین آکے
سہاگا لگانا دولہہ دولہن کے سر پر رخصت کا سہرا باندہنا دولہن کے بہائی

سے اوسکے ڈوپٹے کے چارون آنچل بندہوانا رخصت کے وقت دولہن
کے غسل کے پانی کا شربت بناکے دولہہ کو پلانا دولہن کو گہر مین لانیکے بعد بکرا منگاکی ذبح
کرنا اور اوسکا خون دولہن کے پانون کے انگوٹھون مین لگانا دولہن کی ہاتہہ سے جائفل چہڑانا
اور اوسکے پانون پر پانون رکہکے انار توڑنا دولہہ دلہن کو برابر کہڑا کرکے دونون کے مونڈہے ٹاکنا
دولہن کے ہاتہہ سے دولہہ کو کہیر کہلوانا صبح کو ہلیجا گوانا اور لوگون سے بہیک مانگ کے
ہلیجا کا پکوان پکانا پہر دولہن کے میکے سے باجون کے ساتھہ تنبول آنا اور
دولہہ کا سلام کے لئے سسرال جانا نکاح کے چوتھے دن چوتہی کرنا اور
دلہن کی گود میوے سے بہرنا پہر میراثن سے وہ میوہ اور پہولون کی گیندین دولہن
کے ہاتہہ سے دولہہ کی طرف اور دولہہ سے دولہن کی طرف سات بار پہکوانا
تالاب یا ندی پر جاکے خواجہ خضر کا دودہ دلیا کرنا اور چہوٹی چہوٹی ناوین بناکے
اوپر رنگ برنگ کی اوڑہنیان ڈالنا پہر اون مین روشنی کرکے دولہہ دولہن
کے سہرے اور پہولون کو رکہکے دریا مین بہانا اور دولہہ دولہن کے آنچل جوڑکر
باندہنا اور اونکو دریا کے کنارے پر لیجاکے اکہٹا کہڑا کرنا اور ڈومنیون سے
کہچڑیان اور پالنے گوانا پہر اونکو کچی کہچڑی کے خوان بہرکے دینا اور جب
لڑکی حمل سے ہو تو پانچوین ساتوین نوین مہینے پچوا سا ستوا سا نوما سا کرنا
اور اس تقریب مین میکے سے جوڑے کا آنا اور زچا کو جوڑا پہنا کے مسند پر
بٹہانا اور زرد کپڑے پر روپیہ رکہکے دودہ کا دیکہنا اور نوماسے کی گود بہرائی

مین زچا کو جوڑا پہنا کے دائی کے سامنے لٹانا اور اوسکے ہاتھہ سے زچا کے
پیٹ پر تیل ملوانا اور بچہ پیدا ہونے کے چھٹے روز چھٹی کرنا اس کا بیان چھٹی
کی فصل مین گذر چکا دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین یہ سب رسمین جو بیان
ہوئین بعض اِن مین سے صریح کفر ہین اور بعض مین کفر کا خوف ہے اور
بعض بدعت ہین یہ ساری غیر قومون کے میل جول سے مسلمانون مین پھیل
گئی اور بے علمی کی وجہ سے جاہل مرد اور عورتون نے اِن کو دین ٹھیرالیا
بلا تکلف شادی بیاہ وغیرہ مین اِن کو خوشی خوشی کرتے ہین اور ان کے
کرنے کو مبارک سمجھتے ہین یہ نہین جانتے کہ کفر و شرک و بدعت مین گرفتار
ہوکے ایمان سے ہاتھہ دھوتے ہین اور ابدالآباد کا عذاب اپنے سر لیتے
ہین اور نکاح کا رشتہ میان بی بی سے توڑتے ہین اور اولاد کو بے نسب
بناتے ہین یعنی جب نکاح ہی نرہا تو پھر نسب کہان بلکہ اولاد زنا کی ٹھیری
یہی وجہ ہے کہ اکثر اولاد صالح اور لئیق نہین پیدا ہوتی اس لئے کہ حرام کی
اولاد سے خیر و برکت کی اُمید معلوم پس سب مسلمان مرد اور عورتون کو
چاہیئے کہ جن افعال اور رسوم سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اوس مین کسیطرح
کا فتور آتا ہے اون کو خوب سمجھہ لین اور اونسے پرہیز کرتے رہین تاکہ دنیا کی
رسوائیون اور آخرت کے عذاب سے بخاب پاوین۔

باب ہفتدہم

فصل بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اوسکے اجر کے بیان مین

مسلمانون کو چاہیئے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت وعافیت کی دعا مانگا کرین اس لئے کہ تندرستی سے بڑھکر دنیا مین کوئی نعمت نہین تمام دین ودنیا کے کام اسی پر موقوف ہین اگر دنیا بھر کی نعمتین آدمی کے پاس موجود ہون اور ایک صحت نہو تو سب ہیچ ہین اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی اللہ جل شانہ سے عافیت چاہتے تھے اور امت کو بھی عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے مگر آدمی تندرستی کی قدر صحت وعافیت کے دنون مین نہین سمجھتا جب کسی مرض وغیرہ مین مبتلا ہوتا ہے اوس وقت اوسکی خوبی اور عمدگی کی بخوبی قدر کھلتی ہے کہ ذرا سے دکھہ درد مین گھبرانے اور شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے اور تھوڑی سی ایذا سے بیتاب ہوجاتا ہے انصاف سے دیکھے تو اکثر صحیح رہتا ہے اور بیمار کم ہوتا ہے اور صحت کے زمانے مین اس نعمت عظمیٰ کا کبھی شکر ادا نہین کرتا بخلاف بیماری کے کہ تھوڑی سی ایذا اور تکلیف سے بھی ناشکری کرنے لگتا ہے اور اوس کا متحمل نہین ہوتا پس انسان کو چاہیئے کہ جب کبھی بیمار یا کسی رنج وغم مین گرفتار ہو تو راضی برضاے مولیٰ ہوکے اوسپر صبر کرے جزع فزع نکرے اور کسی طرح کی خفگی اور رنج وملال دل مین نہ لاوے اس لئے کہ

مسلمان کو بیماری و رنج و الم کی جو تکلیفین پہونچتی ہین اور وہ اونکو اللہ تعالیٰ کی طرف
سے سمجھکر اونپر صبر کرتا ہے تو اس سے اوس کے گناہ جھڑتے ہین اور اجر کے
درجے بڑہتے ہین جیسا کہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ
تعالیٰ بہلائی کرنا چاہتا ہے تو اوسکو کسی مصیبت وغیرہ مین گرفتار کرتا ہے۔ اور
بخاری و مسلم مین ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا
ھَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَآ اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَآ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا
مِنْ خَطَایَاہُ یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا نہین پہونچتا مسلمان کو
کوئی رنج اور نہ کوئی دکہہ اور نہ کوئی فکر اور نہ غم اور نہ کوئی ایذا اور نہ الم یہان تک
کہ اوسے کانٹا چبھویا جاتا ہے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے
اوس کے گناہ حاصل یہ کہ جب مسلمان کو کسی طرح کا رنج و ملال یا کوئی صدمہ
اور تکلیف پہونچے اور وہ اوسپر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
اوس کے چہوٹے چہوٹے گناہ بخشدیتا ہے اور صحیح مسلم مین بروایت جابر
رضی اللہ عنہ وارد ہوا ہے قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

عَلٰی اُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَكِ تُزَفْزِفِیْنَ قَالَتِ الْحُمّٰی لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِیْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّیِ الْحُمّٰی فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ كَمَا یُذْهِبُ الْكِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ یعنی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لائے پھر فرمایا کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ تو کانپتی ہے اوسنے عرض کیا تپ ہے نہ برکت دے اللہ اوسمین پس آپ نے فرمایا نہ برا کہہ تپ کو اس لئے کہ بیشک وہ بنی آدم کے گناہ اس طرح دور کرتی ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو ابن ابی الدنیا نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ كَانُوْا یَرْجُوْنَ فِیْ حُمّٰی لَیْلَةٍ كَفَّارَةً لِّمَا مَضٰی مِنَ الذَّنْبِ یعنی حسن کہتے ہین کہ امید رکھتے تھے یعنی صحابہ ایک رات کی تپ مین کہ وہ گذرے ہوئے گناہون کے لئے کفارہ ہے اور ابو الدرداء[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کی تپ سال بھر کے گناہ مٹا دیتی ہے پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کسی مرض یا مصیبت مین گرفتار ہو تو اوسکو برا نہ کہے بلکہ اوسپر صبر کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے سے بسبب اپنی رحمت واسعہ کے اوس کے گناہ معاف کرتا ہے اور آخرت مین بڑے بڑے مرتبے عنایت فرماویگا اور اوسکی رحمت تو اپنے بندون پر اسقدر ہے کہ جب کوئی اونمین سے بسبب

[1] یہ روایت ترجمہ مشکوۃ شریف مین لکھی ہے مخرج کا نام نہین بتایا ۱۲۔

بیماری یا سفر کے اپنے نوافل اور اوراد و وظائف کے ادا کرنے سے معذور
رہتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اوس کے نامۂ اعمال مین ویسا ہی
ثواب لکھتا ہے جیسا کہ صحت و حضر مین اوس کے لئے لکھتا تھا چنانچہ یہی
مضمون بخاری شریف مین آیا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ کُتِبَ لَہٗ بِمِثْلِ
مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے اونہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے یعنی اور اوس کے سبب سے اپنے
نوافل اور وظائف ادا نہین کر سکتا تو لکھا جاتا ہے اوس کے لئے مانند اوس
چیز کے کہ عمل کرتا تھا گھر مین تندرست یعنی بے پڑھے اوسکو نفل اور وظیفے
پڑھنے کا ثواب ملتا ہے - اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا کَانَ عَلٰی طَرِیْقَۃٍ
حَسَنَۃٍ مِّنَ الْعِبَادَۃِ ثُمَّ مَرِضَ قِیْلَ لِلْمَلَکِ الْمُوَکَّلِ بِہٖ اُکْتُبْ لَہٗ مِثْلَ عَمَلِہٖ
اِذَا کَانَ طَلِیْقًا حَتّٰی اُطْلِقَہٗ اَوْ اَکْفِتَہٗ اِلَیَّ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک بندہ جس وقت عبادت کی
کسی نیک راہ پر ہوتا ہے پھر بیمار ہو جاتا ہے یعنی اور وہ عبادت نہین کر سکتا
تو کہا جاتا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اوس فرشتے سے جو اوس کے ساتھ

ساتھہ معین ہے یعنی کہ لکھہ اوس کے واسطے مانند اوسکے عمل کے جس وقت
وہ تندرست تہا یہان تک کہ صحیح سالم کردون مین اوسکو یا ملالون اوسکو
اپنی طرف یعنی مرجاوے اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ
اَوِ الْمُؤْمِنَۃِ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَمَا عَلَیْہِ مِنْ خَطِیْئَۃٍ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ پہونچتی رہتی ہے بلا ایماندار
مرد یا عورت کی جان اور مال اور اولاد مین یہان تک کہ وہ اللہ سے ملاقات
کرتا ہے یعنی مرجاتا ہے اس حال مین کہ اوسپر کوئی گناہ نہین یعنی بلاؤن کے
سبب سے اوسکے سب گناہ بخشدے جاتے ہین اور امام مالک نے
بہی مثل اسکے روایت کی ہے اور امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے محمد بن
خالد سلمی سے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ نِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ
مِنَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃٌ لَمْ یَبْلُغْہَا بِعَمَلِہٖ اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِہٖ اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْ فِیْ وَلَدِہٖ
ثُمَّ صَیَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی یُبَلِّغَہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ
یعنی محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ اون کے دادا سے روایت
کرتے ہین کہ کہا اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
بیشک بندہ جب مقدر ہوتا ہے اوس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایسا مرتبہ کہ نہین پہونچ سکتا وہ اوسکو اپنے عمل سے تو مبتلا کرتا ہے اوسکو
اللہ اوسکے بدن یا مال خواہ اولاد مین پہر اوسکو اوسپر صبر عطا کرتا ہے یہان تک
کہ پہونچاتا ہے اوسکو اللہ اوس رتبے پر جو مقدر ہوا تھا اوس کے واسطے اللہ
کی طرف سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبتون پر صبر کرنا ایسی عمدہ
چیز ہے کہ آدمی جس درجے کو طاعت وعبادت سے نہین پہونچ سکتا وہ
اس کے سبب سے اوس مرتبے کو پہونچ جاتا ہے حاصل یہ کہ ہر مسلمان ایماندار
کو چاہیئے کہ کسی طرح کے رنج وغم ایذا وتکلیف دکھہ درد مین ہرگز نہ گھبراوے
اور جزع فزع اور شکوہ شکایت بہی نکرے بلکہ اپنے مالک حقیقی کی رضا پر راضی
رہے اور ہر وقت اپنے گناہون سے ڈر کے توبہ اور استغفار کرتا رہے
تاکہ اسکی برکت سے اللہ تعالی اجلد صحت وعافیت عطا فرماوے اور عمل خیر کی توفیق دے

فصل بیمار کی خدمت اور اوسکی خبر گیری کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بیمار کی خدمت کرنا اور ہر وقت اوسکے حال کی خبر رکہنا عمدہ
بات اور ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری خصوصًا
بیماری مین اون کی تیمارداری نہایت ہی اجر کی بات بلکہ باعث نجات
ہے اس لئے کہ ماں باپ اولاد کی جنت ونار ہین جیساکہ ابن ماجہ نے
ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ یعنی ایک آدمی نے

عرض کیا یارسول اللہ کیا حق ہے مان باپ کا اپنی اولاد پر فرمایا وہ دونون
تیری جنت دوزخ ہین یعنی اونکی فرمانبرداری سے جنت نصیب ہوتی ہے
اور اونکی نافرمانی سے دوزخ ملتی ہے اور یہ کیون نہو اون کی اطاعت تو اولاد
پر فرض ہے دیکھو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کے شروع
مین اپنی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ بھلائی کرنا ارشاد فرمایا ہے
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ
صَغِيْرًا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ
فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا یعنی اور چکا دیا تیرے
رب نے کہ نہ پوجو اوس کے سوا اور مان باپ سے بھلائی کہی ہوتی جاوے
تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونون تو نہ کہہ اون کو ہون اور نہ جھڑک
اونکو اور کہہ اونکو بات ادب کی اور جھکا اونکے آگے کندہے عاجزی کرکے
پیار سے اور کہہ اے رب اونپر رحم کر جیسا پالا اونہون نے مجھکو چھوٹا تمہارا رب
خوب جانتا ہے جو تمہارے جی مین ہے جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے
والون کو بخشتا ہے یعنی اگر دل مین آوے کہ بوڑھے مان باپ سے یہ معاملہ
نباہنا مشکل ہے تو فرما دیا کہ جبکی نیت نیکی پر ہی اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے

تو اللہ بخشنے والا ہے پس ان آیتون سے ثابت ہوا کہ مان باپ کے
ساتھ احسان اور سلوک سے پیش آنا اولاد پر فرض ہے اس لئے کہ جس طرح
ان آیتونمین اور صیغے امر کے ارشاد فرمائے ہین اسی طرح بالوالدین سے پہلے
لفظ احسنوا امر کا صیغہ مقدر ہے اور امر وجوب کے واسطے ہوتا ہے سو اولاد
کو چاہیئے کہ سب کامون مین جو خلاف شرع نہون اونکی فرمانبرداری کو مقدم
جانے اور سعادت دارین اور موجب نجات سمجھے خاصکر مان باپ مین سے
جب کوئی بیمار ہو جاوے تو اولاد کو چاہیئے کہ ہر وقت اونکی خدمت مین
حاضر رہکے اونکے علاج معالجے اور کھانے پینے اور اوٹھانے بٹھانے
کا خود ہی نہایت خیال رکھے تاکہ کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اون کو نہونے
پاوے اور جس طرح سے خدمت کرنیمین اونکی خوشی کا اور رضامندی معلوم
ہو اوسی طرح سے اونکی خدمتگزاری کرتی رہے اور ہرگز کوئی بات ایسی نکرے
کہ اون کو ناگوار گذرے یا اون کے دل کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اس لئے
کہ مان باپ کی ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ ترمذی نے
روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ
یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا رضامندی اللہ کی والد کی رضامندی مین ہے

اور ناخوشی اللہ تعالی کی باپ کی ناخوشی مین ہے اس حدیث شریف مین
نرے باپ کا ذکر آیا ہے اور مان بہی اسی حکم مین داخل ہے بلکہ اوس کا
حق تو باپ سے بہی زیادہ ہے جیساکہ اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے
اور جو والدین اپنی آسودگی یا اس سبب سے کہ اولاد کو خدمت کرنے مین
تکلیف ہوگی زیادتی عطوفت و رافت کی راہ سے اوس سے خدمت
نہ لین اور اوسکو خدمت کرنے سے منع کرین تو بہی اوسکو لازم ہے کہ اونکی
بیماری کی حالت مین ہمیشہ حاضر رہے تاکہ جب وہ کسی کام کے لئے اشارہ
کرین یا حکم دین تو فورًا اوسکو بطیب خاطر بجالاوے اور دوا غذا وغیرہ کا تو خود
ہی نہایت اہتمام رکہے نرے آدمیون پر نہ چہوڑدے اس لئے کہ ہر آدمی
سے اوسکی احتیاط ہونا مشکل ہے۔ اور مان باپ کے سوا خاوند کی خدمت
بی بی کو اور بی بی کی خدمت خاوند کو کرنا بہت ضرور ہے یعنی ان مین سے
جب ایک بیمار ہو تو دوسرے کو چاہیئے کہ اوسکی بیمارداری اچہی طرح کرے
اور کسی کام اور خدمت مین دریغ اور کوتاہی نکرے اور نہ اوس کے کرنیمین
اپنی حقارت سمجہے بلکہ اوسکی خدمت رغبت اور خوشی سے کرے اسلئے
کہ یہ خدمت میان بی بی کے حقوق مین داخل ہے اور عزیز و اقارب کی
بیماری وغیرہ مین تیمارداری اور خبرگیری صلہ رحم سے ہے جتنا جو عزیز قریب
ہو اوتنا ہی اوس کا ہر حال مین شریک و معاون رہے اور غیرون کے

ساتھہ بیماری مین سلوک کرنا اور اونکی ہر طرح سے خبر رکھنا موجب اجر و ثواب
کا ہے اور بیمار کی خدمتگزاری مین ان امور کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے ایک
یہ کہ بہت آہستہ سے اوسکو اوٹھاوے بٹھاوے لٹاوے تاکہ کسی طرح کی ایذا و
تکلیف اوسکو نہ پہونچے اسواسطے کہ بیماری کی وجہ سے سارا بدن اور سب
قوی ضعیف ہوجاتے ہین ذرا سے صدمے سے بہت تکلیف پہونچتی ہے
دوسرے یہ کہ بیمار کے پاس کیسکو شور غل نکرنے دے اور نہ کوئی چیز ایسے زور
سے پھینکے کہ اوسکے کھٹکے اور دھمک سے اوسکو ایذا پہونچے تیسرے اوسکی
دوا غذا وغیرہ مین دیر اور غفلت نکرے جو وقت اوسکا مقرر ہوا اوسی وقت
کھلا پلاوے چوتھے اکثر وقت مریض کے پاس موجود رہے اور اوس کے
قریب بیٹھہ کے اوسکے اشارے کا دھیان رکھے تاکہ بیمار کو چیخنا چلانا نہ پڑے
اور اشارے سے اوسکا کام نکلجاوے پانچوین یہ کہ اگر کسی ضرورت کے واسطے
آپ کہین جاوے تو کسی دوسرے معتبر ہوشیار خیرخواہ آدمی کو اوس کے پاس
چھوڑ جاوے تاکہ وہ اوسکی خبرگیری کرتا رہے اور اوس کو کسی طرح کی تکلیف
نہونے پاوے غرضکہ بیمار کی خدمت نہایت غور و فکر سے کرے اور جو کوئی
بیمار عزیز ہو یا غیر اپنے گھر آجاوے تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی دوا علاج
وغیرہ مین مدد کرے اور حتی الامکان اوسکی خدمت سے بھی دریغ نہ کرے اور
تندرست ہونے تک آرام و چین سے اوسکو اپنے یہان رکھے جب تک

وہ رہے اچھی طرح سے اوسکی خاطرداری اور تشفی کرتا رہے اور کام کاج سے
فراغت پانے کے بعد ہر روز دو ایک بار اوسکے پاس جاکے اوسکی تسلی
اور تسلین کیا کرے تاکہ بیماری کی ایذا سے اوسکا دل نہ گھبرائے بلکہ ہر طرح
سے اوسکی دلجمعی ہوجائے اور وہ یہ بھی نہ سمجھے کہ میرا ایمان کا رہنا گھر والے
پر بار ہے اور میرے رہنے سے اوسکو تکلیف پہونچتی ہے غرضکہ بیمار کی خدمتگزاری
اور خاطرداری وغیرہ مین کسی طرح کی کوتاہی اور بے پرائی اور کج خلقی اور بد
دماغی ہرگز نہ کرے بلکہ جو شخص جس طرح کی خدمت کے قابل ہو اوس کے
استحقاق اور اپنے مقدور کے موافق اوسکی خبرگیری کرتا رہے اس لئے کہ
بیمارون کی تیمارداری وغیرہ مین سعی اور کوشش کرنا نہایت اجر کی بات
ہے یہ نہ خیال کرے کہ یہ یگانہ ہے یا بیگانہ بلکہ ہر ایک کے دکھہ درد مین جس
طرح سے ہوسکے بلاتامل شریک ہوجایا کرے یعنی خدمتگزاری اور خاطرداری
اور روپے پیسے وغیرہ سے جو ممکن ہو اوسکی مدد کرے کیونکہ بیمار کی خبرگیری
مین کئے فائدے ہین ایک یہ کہ دکھہ درد موت زندگی ہر آدمی کے ساتھہ
لگی ہوئی ہے دنیا مین اس سے کوئی خالی نہین پس اگر انسان کسی کی دکھہ
بیماری مین شریک ہوگا تو دوسرا بھی اسکی مصیبت مین کام آوے گا اور جو
وہ کسی کے بُرے وقت کام نہ آویگا تو اوسکا بھی کوئی پرسان حال نہ ہوگا
گو کیسا ہی عزیز و قریب ہو دنیا مین تو اکثر خوش خلقی اور ملنساری ہی سے کام

نکلتے ہین یہ ایسے عمدہ چیز ہے کہ اس سے غیر بھی یگانہ ہوجاتا ہے دوسرے یہ کہ کسی کو نفع پہونچانے اور اوسکی تکلیف کے وقت کام آنے سے آخرت مین عمدہ عمدہ درجے ملین گے تیسرے یہ کہ ایسے شخص سے اکثر لوگ راضی اور خوش رہتے ہین حاضر و غائب اوسکو دعاے خیر سے یاد کرتے ہین پس ہر انسان کو چاہیئے کہ جہان تک ہوسکے دوسرے کے مصائب اور ایذا اور تکالیف کے وقت کام آوے اور اونکے دفع کرنے کی تدبیر اور راحت و آرام پہونچانے کی فکر کرے اس لئے کہ حدیث حسن مین وارد ہوا ہے۔

خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ[۱]

فصل عیادت کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ بیمار کی عیادت کرنا اسلام کے ایسے حقوق مین سے ہے جنہین آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ برتنا چاہیئے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا مردے کو نہلانا کفن پہنانا جنازے کے ساتھ جانا اور مثل اسکے اور عیادت کی فضیلت مین اگرچہ بہت حدیثین وارد ہوئی ہین مگر تھوڑی سی اس جگہہ لکھی جاتی ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ یعنی رسول اللہ

[۱] امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے جامع صغیر مین فرمایا ہے کہ اس حدیث کو قضاعی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۱۲

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ بہشت کی میوہ خوری مین رہتا ہے یہان تک کہ پھر آوے یعنی وہ بیمار پرسی کے لئے جانے سے جنت اور اوسکے میوے کے کھانے کے لائق ہوجاتا ہے اور ترمذی اور ابوداود مین آیا ہے عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَتْہُ عَشِیَّۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے اونہون نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہین عیادت کرتا ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی اگلے دن مین یعنی دوپہر سے پہلے مگر ستر ہزار فرشتے اوس کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہین یہان تک کہ وہ شام کرے اور نہین عیادت کرتا ہے پچھلے دن مین یعنی دوپہر کے بعد مگر رحمت ومغفرت مانگتے ہین اوسکے واسطے ستر ہزار فرشتے یہان تک کہ صبح کرے اور ہوتا ہے اوس کے لئے جنت مین ایک باغ اور ابن ماجہ مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا نَادٰی مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّۃِ مَنْزِلًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو

شخص کہ بیمار کی عیادت کرتا ہے تو پکارتا ہے آسمان سے ایک پکارنیوالا
یعنی فرشتہ کہ خوشی ہو تجھکو یعنی دنیا و آخرت مین اور اچھا ہو تیرا چلنا دنیا یا
آخرت مین اور بناوے تو جنت مین ایک مکان یعنی بہشت مین تجھے بڑا
مرتبہ نصیب ہو اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالی حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت کرتے ہین قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ
عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ یَخُوْضُ الرَّحْمَۃَ حَتّٰی یَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اغْتَمَرَ فِیْھَا
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بیمار کی عیادت
کرتا ہے وہ ہمیشہ دریاے رحمت مین پیٹھتا رہتا ہے یہان تک کہ بیٹھ جاوے
یعنی بیمار کے پاس پھر جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت مین ڈوب جاتا ہے پس
ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ بیمار پرسی نہایت عمدہ چیز اور بڑے اجر
کی بات ہے مسلمان کی عیادت کرنے مین تو بہت ہی ثواب ملتا ہے
اور غیر دین والون کی بیمار پرسی بھی شرعًا جائز اور خالی ثواب سے نہین
جیساکہ بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَھُوْدِیٌّ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ
فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ یعنی انس رضی اللہ عنہ

روایت ہے اُنھون نے کہا ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ وآلہ وسلم کی خدمت
کیا کرتا تھا اور وہ بیمار ہوگیا پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے
لئے اوسکے پاس تشریف لائے اور اوسکے سر کے نزدیک بیٹھ گئے اور
اوس سے فرمایا کہ مسلمان ہوجا اوسنے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور وہ اُسکے پاس
تھا اوس کے باپ نے کہا ابوالقاسم کا کہا مان لے پس وہ مسلمان ہوگیا پھر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے کہ سب
تعریف اوس اللہ کے لئے ہے جس نے اوسکو آگ سے بچالیا یعنی اسلام
لانے کے سبب سے پس اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ کافر
کی عیادت کرنا درست ہے اگرچہ مجوس اور فاسق کی عیادت جائز ہونے مین
علما کا اختلاف ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ اونکی بیمار پرسی مین بھی کچھہ
مضائقہ نہین کافر کی عیادت جائز ہونے کے سوا اس حدیث شریف سے
اور بھی کئی باتین سمجھی جاتی ہین ایک یہ کہ ذمی کافر سے خدمت لینا درست ہے
دوسرے یہ کہ جب بیمار کی عیادت کو جاوے تو اوسکے سر کے پاس بیٹھے تیسرے
اگر بیمار کافر ہو تو اوسکو اسلام کی ترغیب دے علاوہ اسکے اور آداب عیادت
کے بہت ہین ایک اون مین سے یہ کہ بیمار کے پاس بہت نہ بیٹھے جلد اوٹھہ
کھڑا ہو جیساکہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْعِیَادَۃُ فُوَاقُ نَاقَۃٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلًا وَاَفْضَلُ

اَلْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ افضل زمانہ عیادت کا مقدار اوس زمانے کی ہے کہ درمیان دودہ دوہنے اونٹنی کے اور سعید بن مسیب کی روایت مین مرسلاً وارد ہوا ہے کہ بہترین عیادت کی وہ عیادت ہے کہ اوس مین جلد اوٹھ کھڑا ہو اس کو بیہقی نے شعب الایمان مین نقل کیا ہے اِن دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ عیادت مین بہت نہ بیٹھنا چاہیئے مگر جس شخص کے بیٹھنے سے بیمار کو تشفی اور تسکین ہوتی ہو یا وہ اوس شخص سے خدمت لینے مین کسی طرح کا تکلف نہ کرتا ہو تو اوس کو بیمار کے پاس زیادہ ٹھیرنا چاہیئے تاکہ اوسکا دل بہلے اور اور راحت و آرام پہونچے - دوسرا ادب یہ ہے کہ بیمار کے سامنے تسلی کی باتین کرے جیساکہ ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلٰى مَرِيْضٍ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِيْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُطَيِّبُ بِنَفْسِهٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم عیادت کے لئے بیمار کے پاس آؤ تو طمع دو اوسکو زندگی کی یعنی یون کہو کہ رنجیدہ نہو کچھ ڈر نہین ابھی اچھا ہو جاویگا اللہ تیری عمر مین برکت دے اس لئے کہ یہ کہنا تقدیر کی بات کو نہین پھیرتا اور بیمار کے دل کو خوش کر دیتا ہے تیسرا یہ ہے کہ مریض کے پاس شور غل نہ مچاوے جیساکہ رزین کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے -

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ تَخْفِیْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّۃُ الصَّخَبِ
فِی الْعِیَادَۃِ عِنْدَ الْمَرِیْضِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا
کَثُرَ لَغَطُہُمْ وَاخْتِلَافُہُمْ قُوْمُوْا عَنِّیْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے اونہون نے کہا سنت سے ہے کم بیٹھنا اور کم غل کرنا عیادت
مین نزدیک بیمار کے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بہت ہو غل اور اختلاف صحابہ مین اُٹھہ
کھڑے ہو میرے پاس سے چوتھا ادب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی عیادت
کو جاوے تو اوس کے لئے شفا کی دعا مانگے اور یہ دعا جو صحیحین مین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے پڑہے عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا
اِنْسَانٌ مَسَحَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَذْہِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ
الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
فرمایا کہ جب کوئی آدمی ہم مین سے بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنا دہنا ہاتھہ اوسپر پھیرتے پھر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیون
کے اور شفا دے تو ہی شافی ہے نہین کوئی شفا مگر تیری شفا وہ شفا کہ نہ چھوڑے
کسی بیماری کو اور اس دعا کے سوا چارون قل پڑہکے مریض پر دم کرے جیسا کہ
بخاری ومسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ قَالَتْ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ
وَمَسَحَ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ كُنْتُ اَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ
الَّتِيْ كَانَ يَنْفُثُ وَاَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ
قَالَتْ كَانَ اِذَا مَرِضَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ یعنی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو دم کرتے
اپنے اوپر معوذات اور پھیرتے اپنے اوپر ہاتھہ اپنا یعنی جہان تک پہونچ سکتا
ہاتھہ بدن مبارک پر پس جب بیمار ہوئے اوس بیماری مین کہ وفات کئے
گئے اوسمین تو مین دم کرتی تھی حضرت پر معوذات وہ معوذات کہ حضرت
دم کرتے تھے اور پھیرتی مین ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنی اسطرح کہ
مین معوذات پڑہتی اور حضرت کے ہاتھون پر دم کرتی اور اون کے دونو ہاتھہ
اون کے بدن مبارک پر پھیرتی اور مسلم کی ایک روایت مین یہ آیا ہے
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب کوئی آپکے گھر والون مین سے
بیمار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم کرتے اوسپر معوذات ف
معوذات سے مراد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہین لفظ
جمع باعتبار آیتون کے کہا یا اقل جمع کے دو ہین یا دو سورتین یہ اور تیسری
قل ہو اللہ ان تینون کو معوذات کہنا تغلیبًا ہے اور معتمد یہی بات ہے
بعض نے کہا قل یا ہی اسمین داخل ہے اور بیمار کے حق مین عیادت

کے وقت یہ دعا پڑہنا بہی جو ابو داود اور ترمذی مین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَّعُوْدُ مُسْلِمًا
فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ اِلَّا
شُفِیَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُہٗ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان کہ پوچہے
بیمار مسلمان کو پہر کہے سات بار سوال کرتا ہون مین اللہ بزرگ رب عرش عظیم
سے کہ شفا دے تجہکو مگر وہ شفا دیا جاتا ہے مگر یہ کہ حاضر ہوا جل اوسکی یعنی
یہ مرض لاعلاج ہے اگر اوسکی موت نہین آئی ہے تو اس دعا کے پڑہنے سے
مرض الموت کے سوا اوسکی سب بیماریان جاتی رہتی ہین پس ان حدیثون سے
معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے بعد اوس کے لئے دعا کرنا بہی ضرور ہے
اور جو مناسب سمجہے تو بیمار سے اپنے بہی واسطے دعا کرائے کیونکہ اوسکی دعا
اکثر قبول ہوتی ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی
مَرِیْضٍ فَمُرْہُ یَدْعُوْلَکَ فَاِنَّ دُعَآءَہٗ کَدُعَآءِ الْمَلٰٓئِکَۃِ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو کسی بیمار کے پاس جاوے
تو اوس سے کہہ کہ وہ تیرے لئے دعا کرے اسواسطے کہ اوسکی دعا فرشتون

کی دعا کے مثل ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ جب بیمار کی عیادت کے لئے
جاوے تو کہے لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یعنی کچھہ ڈر نہین اگر اللہ
چاہے تو یہ مرض تیرے گناہون کو دور کر دیگا اور تو پاک صاف ہوجاویگا جیسا کہ
بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُهٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی
مَرِیْضٍ یَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ
شَآءَ اللّٰهُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گنوار کے
پاس عیادت کے واسطے تشریف لائے اور آپ جب کسی بیمار کے عیادت کے
لئے تشریف لیجاتے تو فرماتے لا باس طہور ان شاء اللہ تعالی پس آپ نے
یعنی حسب عادت یہی کلمہ فرمایا اوس گنوار نے کہا ہرگز یون نہین بلکہ تپ ہے
کہ بڑے بوڑے پر جوش مارتی ہے یہ تپ اوسکو قبرون سے ملا دیگی یعنی مار ڈالیگی
پس آپ نے فرمایا ہان اب یون ہی ہوگا عیادت کے وقت ان لفظون
کے کہنے کے سوا اس حدیث شریف سے اور کئی باتین معلوم ہوئین ایک
یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس گنوار کے کفران نعمت پر خفا ہوے
اس لئے کہ آپ نے تو بیماری کا ثواب اور صبر و شکر کا طریقہ بتلایا اور اُسنے
اس نعمت کی قدر نجان کے کفران کیا سو آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اب

یون ہی ہوگا جیسا تو کہتا ہے اسواسطے کہ کفران نعمت کی سزا محرومی کے سوا
اور کچھہ نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کبھی کفران نعمت نکرے ورنہ
وہ اوس نعمت سے محروم رہیگا دوسرے یہ کہ ادنی ادنی آدمی کی عیادت
کرنے مین کسی طرح کی حقارت نہ سمجھے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بسبب کمال تواضع اور خلق کے جو آپ کے مزاج مبارک مین تھا
ایک ادنی گنوار کی بیمار پرسی کے واسطے تشریف لے گئے چھٹا ادب یہ ہے
کہ بیمار کے پاس ایسی باتین نکرے کہ جس سے اوسکو غصہ آوے یا کسی طرح
کا رنج ہو پہنچے اور اس کے سامنے روئے پیٹے ہی نہین کہ اوس سے وہ ہراسان
ہو بلکہ ہمیشہ اسکو تشفی دیتا اور ہمت دلاتا رہے تاکہ اوسے فرحت ہو پس
ہر مسلمان ایماندار کو چاہیئے کہ موافق حدیث شریف اور سنت نبوی کے
بیمارون کی عیادت کرے تاکہ مستحق اجر کثیر کا ہو

فصل موت کی آرزو کرنے کی ممانعت مین

مسلمانون کو چاہیئے کہ قضاے آلہی سے جب کسی رنج وغم یا دکھہ بیماری مین
مبتلا ہون تو ہرگز اپنے لئے موت کی تمنا نکرین اس لئے کہ حدیث شریف
مین اسکی ممانعت آئی ہے جیساکہ بخاری شریف مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ
الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ یَسْتَعْتِبُ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی اگر وہ نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے یعنی زندگی کے بڑھنے سے اور جو وہ بدکار ہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہے یعنی توبہ کرے اور لوگوں کی اون کی حق ادا کرکے اور صحیح مسلم میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اِنْقَطَعَ اَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُہٗ اِلَّا خَیْرًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی یعنی دل سے اور دعا نہ مانگے مرنے کی یعنی زبان سے پہلے اس سے کہ اوسکو موت آوے بیشک جبکہ وہ مرجاتا ہے تو اوسکی امید منقطع ہوجاتی ہے یعنی زیادہ بھلائی کرنے کی اور بیشک نہیں زیادہ کرتی مومن کو اوسکی عمر کی درازی مگر بھلائی کو اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ ھَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِیْدٌ وَاِنَّ مِنَ السَّعَادَۃِ اَنْ یَّطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَیَرْزُقَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِنَابَۃَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرو مرنے کی اسلئے کہ جانکنی کی دہشت سخت ہے اور بیشک نیک بختی سے ہے یہ کہ زیادہ ہووے عمر بندے کی اور نصیب کرے اوسکو اللہ عزوجل رجوع کرنا اپنی فرمانبرداری

اکی طرف حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ کسی ایذا اور تکلیف اور مصیبت
کے پہونچنے سے کبھی اپنے واسطے موت نہ مانگے بلکہ جہان تک ہو سکے
صبر کرے اپنے مولائے حقیقی کی رضا پر راضی رہے کیونکہ جو مقدر مین لکھا
ہے وہ ضرور ہی ہونا ہے چاہے صبر کرے یا نکرے مگر صبر کرنے سے مصیبت
آسان ہوجاتی ہے اور اجر کثیر ملتا ہے اور اللہ تعالی کی معیت نصیب
ہوتی ہے جیساکہ قرآن شریف مین آیا ہے وَاِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ
یعنی ملتا ہے ٹھیرنے والون ہی کو اونکا نیگ ان گنتی اور وارد ہوا ہے اِنَّ
اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی بیشک اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ ہے اور
بے صبری سے مصیبت کی ایذا اور تکلیف بڑہتی ہے اور اجر سے محرومی
نصیب ہوتی ہے پہر صبر کے اجر کو مفت ہاتھ سے دینا کون عقلمندی کی
بات ہے ہان اگر ایسی ہی موت کی آرزو کرنیکی ضرورت پیش آوے تو اس
طرح کرے جیساکہ بخاری و مسلم مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَہٗ
فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا
کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہرگز
نہ آرزو کرے کوئی تم مین کا مرنے کی اوس ضرر سے کہ اوسکو پہونچے یعنی بدنی ہو
یا مالی پس اگر ہے ضرور آرزو کرنے والا موت کی تو چاہیئے کہ کہے اے اللہ زندہ

رکھہ مجھکو جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہو یعنی مرنے سے اور موت
دے مجھکو جس وقت کہ مرنا میرے واسطے بہتر ہو یعنی جینے سے اس حدیث
سے اگرچہ ضرورت شدید کے وقت ان لفظون کے کہنے کی اجازت
ثابت ہوتی ہے لیکن اگر یہ بھی نہ کہے تو اولیٰ و افضل ہے اس واسطے
کہ موت کسی کے اختیار مین نہین کہ جب چاہے آجائے اوسکا تو ایک
وقت مقرر ہے اوس سے پہلے ہرگز نہین آسکتی - دوسرے یہ کہ موت
کی آرزو دنیا کے رنج و غم ایذا اور تکلیف سے چھٹکارا پانے کے لئے کیجاتی ہے
اور انجام کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہان کیا معاملہ ہوگا
راحت پاویگا یا تکلیف خدانخواستہ موت کے بعد اگر کسی طرح کے عذاب
مین گرفتار ہوا تو ایسی مصیبت مین پڑیگا کہ دنیا کی سب تکلیفون اور مصیبتون
کو بھول جاویگا اور یہ آرزو کریگا کہ کاش دنیا مین اور زندہ رہتا اور اچھے کام کرتا
تو اس بلا مین نہ مبتلا ہوتا پھر یہ آرزو اوس وقت کچھہ فائدہ نہ دیگی اور جو اللہ
تعالی کے فضل و کرم سے اوس عالم مین اچھا معاملہ ہوا تو بھی موت کی تمنا کرنے
کے سبب سے جو خلاف شرع ہے کسی نہ کسی طرح کی تکلیف مین مبتلا ہونیکا
خوف ہے تیسرے یہ کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہان جسقدر نیک عمل کریگا
اوتنا ہی وہان ثواب پاویگا دنیا کی چند روزہ زندگی کو گو کتنی ہی بلا و مصیبت
سے کٹے غنیمت جانے جہان تک اچھے کام ہوسکین کرتا رہے اور موت

تو خود ہی آنے والی ہے پھر اوسکی تمنا کرنے مین کیا فائدہ پس ایمان والون کو چاہیے کہ دکھ درد اور ایذا و تکلیف سے گھبرا کے ہرگز موت کی تمنا نکرین اور نہ کبھی کسی طرح کا شکوہ و شکایت زبان پر لاوین بلکہ ہر حال مین اپنے مالک کی رضا پر راضی اور شاکر رہین اور اپنے جینے مرنے کو اوسی کی خوشی اور رضا پر چھوڑ دین اپنی رائے کو دخل دیکے مرنے کو جینے سے ہرگز بہتر نہ سمجھین اور ہر وقت اپنے گناہون سے توبہ اور استغفار کرتے رہین تاکہ خاتمہ بخیر ہو اور آخرت کی خوبیان نصیب ہون۔

باب ہیجدہم

فصل موت کے علامات اور نزع کے حالات اور اوس وقت کی تدبیرون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ موت ایسی چیز ہے کہ کسی ذی روح کو اوس سے چھٹکارا نہین انسان اگرچہ کتنی ہی مدت تک عیش و آرام سے زندگی بسر کرے مگر آخر کو موت اوسے نہ چھوڑے گی پس ہر مسلمان ایماندار مرد اور عورت کو لازم ہے کہ جب بیماری طول کھینچے اور امید زندگی کی منقطع ہو جاوے تو اپنے چھوٹے بڑے گناہون سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اونکی مغفرت چاہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور دروازہ توبہ کا کھلا ہے بند نہین جب بندہ صدق دل اور خلوص نیت سے اپنے مالک کی

طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے
اور اوسکے گناہون سے درگذر کرتا ہے اور یہ بہی ضرور چاہیے کہ جو بندون
کے حق اوسکے ذمے ہون جیسے قرضہ یا امانت یا غصب وغیرہ
اونکو فوراً ادا کرے یا اونکے مالکون سے معافی چاہے اس واسطے کہ حقوق
عباد سے بدون ادائی یا معافی کے خلاصی نہین ہوسکتی اور جو اوسوقت
کسی وجہ سے یہ نہو سکے تو اپنے وارثون کو وصیت کرجاوے تاکہ وہ اوسکی
طرف سے ادا کردین اور یہ بہی مریض پر واجب ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ
جو رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے نیک گمان رکھے اس لیئے کہ اللہ
پاک کے ساتھ حسن ظن رکھنا دخول جنت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث
غریب مین وارد ہوا ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
عَلٰی شَابٍّ وَھُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَ اَرْجُو اللّٰہَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنِّیْ
اَخَافُ عَلٰی ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ
عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَا یَرْجُوْ وَاٰمَنَہٗ مِمَّا یَخَافُ رَوَاہُ
اِبْنُ مَاجَۃَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ یعنی روایت ہے انس
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان
پر اور وہ جانکنی کی حالت مین تہا پس آپنے فرمایا تو کس طرح پاتا ہے اپنے
آپکو یعنی تو اپنے دل کو اس وقت کس طرح پاتا ہے آیا رحمت الٰہی کا امیدوار

ہے یا اوس کے غصے سے ڈرتا ہے اوس نے کہا مین امید رکھتا ہون اللہ
تعالی سے اے رسول خدا کے یعنی مین اپنے کو اوسکی رحمت کا امیدوار پاتا
ہون اور باوجود اسکے بیشک مین اپنے گناہون سے ڈرتا ہون پس فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین جمع ہوتے خوف و اُمید بندے
کے دل مین بیچ مانند اس وقت کے مگر دیتا ہے اوسکو اللہ وہ چیز کہ امید
رکھتا ہے یعنی رحمت اپنی اور اسکو امن مین رکھتا ہے اوس چیز سے کہ ڈرتا
ہے یعنی عذاب سے اسکو ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے
کہا یہ حدیث غریب ہے اور بیمار کے عزیز و اقارب وغیرہ جب اوسکی زندگی
سے مایوس ہو جاوین اور موت کی نشانیان اوسپر نمودار پاوین مثلاً ناک کا بانسا
ٹیڑھا ہو جاوے کنپٹیان بیٹھ جاوین مردنی مونہہ پر چھا جاوے پانون ایسے
سست ہو جاوین کہ کھڑے کرنے سے بھی کھڑے نہو سکین سارے بدن
کی جلد لٹک پڑے تو اونکو چاہیئے کہ اوسکی اس غیر حالت کو دیکھہ کے اپنے
تئین سنبھالین اور دل کو مضبوط رکھین اور اوس کے پاس بیٹھکے رونا پیٹنا
نہین اور نہ کوئی ایسی بات اوس کے سامنے کہین جس سے اوسکو ہراس اور
زندگی سے مایوسی پیدا ہو اور ایسی حالت مین اوسکو دوا پلانے وغیرہ کی
تکلیف مدین خصوصاً وہ دوائین جنکا کھانا پینا شرعاً منع ہے جیسے افیون وغیرہ
تو ہرگز نہ کھلائین پلائین اور پرہیز سے بھی اوسکو معاف رکھین بلکہ جو وہ مانگے

اوسے دین اور تسکین کے لئے شربت انار مین کیوڑا ملاکے پلاوین اور آب
زمزم جو نہایت متبرک اور ہر بیماری کا علاج ہے اگر میسر ہو تو اوسکے حلق مین
ڈالتے رہین اور اوسکا مونہہ قبلے کی طرف کردین اس طرح سے کہ سر شمال کی
طرف اور پانون جنوب اور مونہہ قبلے کے سمت ہوجاوے اس لئے کہ
ہندوستان کا قبلہ مغرب کی طرف ہے حاکم اور بیہقی نے ابوقتادہؓ سے روایت
کیا ہے اِنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُوْرٍ اَوْصٰی اَنْ یُّوَجَّهَ اِلَی الْقِبْلَةِ اِذَا احْتُضِرَ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَصَابَ الْفِطْرَةَ یعنی براء بن معرور نے وصیت
کی کہ اونکا مونہہ قبلے کی طرف کردین جبکہ موت کا وقت قریب آجاوے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہونچگیا اسلام کے طریقے کو یعنی
اسلام کا یہی طریقہ ہے لیکن اس امر مین اختلاف ہے کہ قبلہ رخ کس طرح کرین
علماے حنفیہ کہتے ہین کہ قبلے کی طرف اس طرح سے چت لٹاوین کہ مونہہ
اور پانون سب قبلے کی طرف ہوجاوین اور محدثین یہ کہتے ہین کہ داہنی
کروٹ پر لٹاوین اور یہی اولیٰ ہے اس واسطے کہ قبر مین اسی طرح لٹاتے ہین
اور سونے والے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سونے
کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ روضۂ ندیہ مین اسکی تحقیق مذکور ہے اور سورۂ یٰسین
پڑھکر اوس کو سنائین جیسا کہ احمد و ابوداؤد اور نسائی و ابن ماجہ وغیرہ نے
معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا پڑھو تم سورہ یسین کو اپنے مردون پر مراد مردون سے ایسی
جگہہ وہ ہین جنپر موت کے آثار ظاہر ہون اور مرے نہون اور اخیر وقت مین
اوسکے پاس ایسی باتین جس سے اوسکی طبیعت دنیا کی طرف مائل ہوا ور آخرت
کا خیال جاتا رہے ہرگز ہرگز نکرین بلکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہین
حدیث شریف کا شغل رکھین درود استغفار وغیرہ پڑھتے رہین اور کلمہ شہادت
یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ بلند آواز سے اوسکو
سناتے رہین تاکہ وہ بھی خود پڑھنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا ور اسی
پر اوسکا حسن خاتمہ ہو حدیث صحیح مسلم مین بروایت ابوسعید خدری اور
ابوہریرہ رضی اللہ عنہما وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
تلقین کرو اپنے مردون کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اس سے یہی مراد ہے کہ
مردے کو سناؤ نہ یہ کہ اوس سے کہو کہ تو پڑھ اس لئے کہ معاذ اللہ اگر وہ انکار
کر بیٹھے گا تو اسمین کفر کا خوف ہے اور ابوداؤد مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ
اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جو شخص کہ ہووے آخر کلام اوسکا[1] لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وہ بہشت مین

[1] اگرچہ اس حدیث شریف مین اتنا ہی وارد ہوا ہے مگر اس سے پورا کلمہ مراد ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲

داخل ہوگا ارحم الراحمین اپنی رحمت واسعہ سے ہم سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر فرماوے آمین۔

فصل ۲ اس امر کے بیان مین کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیے

میت کے عزیز قریب وغیرہ کو لازم ہے کہ دم نکلنے کے بعد اوسکی آنکھون کو بند کردین جیساکہ امام احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاکُمْ فَاَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَاِنَّ الْبَصَرَ یَتْبَعُ الرُّوْحَ وَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّہٗ یُؤَمِّنُ عَلٰی مَا قَالَ اَھْلُ الْبَیْتِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے مردون کے پاس حاضر ہو تو اون کی آنکھین بند کردو اس لیے کہ بیشک آنکھ روح کا پیچھا کرتی ہے یعنی اوسکی بینائی جاتی رہتی ہے اور اچھا کہو اس واسطے کہ جو گھر والے کہتے ہین اوسپر آمین کہی جاتی ہے اور صحیح مسلم مین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَۃَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُہٗ فَاَغْمَضَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَہُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَھْلِہٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ یعنی وہ کہتی ہین کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے اور اُنکی
آنکھین پھٹ رہی تھین پس آپ نے اونکو بند کر دیا پھر فرمایا بیشک جب
روح قبض کیجاتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے ساتھ اوسکے پس اون کے
گھر کے لوگ چلائے یعنی حضرت کے فرمانے سے سمجھ گئے کہ اونکا انتقال
ہوگیا پھر آپ نے فرمایا نہ دعا کرو اپنی جانون پر مگر ساتھ بھلائی کے یعنی واویلا
اور بددعا نکرو اسلئے کہ بیشک جو تم کہتے ہو فرشتے اوسپر آمین کہتے ہین یعنی
تمہاری دعا پر بھلی ہو یا بُری پھر آپ نے فرمایا اے اللہ ابو سلمہ کو بخشدے
اور بلند کر اوسکا درجہ اون لوگون مین کہ سیدھی راہ دکھائے گئے ہین اور
کارساز ہو جا تو اوسکے پس ماندون مین جو کہ باقی ہین باقی رہے ہوے لوگون
مین اور اے پروردگار عالمون کے ہماری اور اوسکی مغفرت کر اور وسعت
دے اوسکی قبر مین اور اوس کے لیئے وہان روشنی کر اس حدیث شریف
سے مرنے کے بعد آنکھون کا بند کرنا ثابت ہوا اسکے سوا اور چند باتین
بھی معلوم ہوئین ایک یہ کہ چیخنا چلانا اور واویلا کرنا منع ہے دوسرے
اُس وقت اپنے اور مردے کے لئے دعاے خیر کرنی چاہیئے اس واسطے
کہ یہ وقت بھی دعا کے قبول ہونیکا ہے اور بعد آنکھ بند کرنے کے مردے
کو کسی صاف پاک کپڑے سے ڈھانک دین جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ یعنی وہ کہتے ہین کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کئے گئے تو آپ یمن کی
چادر سے ڈہانکے گئے پہر تجہیز تکفین مین جلدی کرین جیسا کہ ابوداود نے
حصین بن وحوح سے روایت کیا ہے اِنَّ طَلْحَۃَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاہُ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَرٰی اِلَّا قَدْ حَدَثَ
بِہِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَۃِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَہْرَانَیْ اَہْلِہٖ
یعنی طلحہ بن براء بیمار ہوئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے
لئے اونکے پاس تشریف لائے پس فرمایا کہ بیشک مین نہین گمان کرتا
طلحہ کو مگر اوسپر موت ظاہر ہوگئی تم اون کے مرنے کی مجھے خبر کردینا یعنی
تاکہ مین آؤن اور اون پر نماز پڑہون اور جلدی کرو یعنی تجہیز تکفین اور دفن
وغیرہ مین اس لئے کہ بیشک مسلمان مردے کے لئے لائق نہین کہ
روک رکہا جاوے درمیان اوس کے گہر والون کے پس ان حدیثون
سے مردے کی آنکہین بند کرنا اور چادر سے اوسکو چہپا دینا اور اوسکی تجہیز
تکفین مین جلدی کرنا ثابت ہوا اور مردے کے مونہہ کو اور پاؤن کے
دونون انگوٹہون کو ملاکے باندہنا شرع سے ثابت نہین البتہ اوس کا
بوسہ لینا حدیثون سے درست معلوم ہوتا ہے یعنی اگر کوئی اپنے عزیز
و قریب یا دوست آشنا کی پیشانی وغیرہ کا اوسکے مرنے کے بعد بوسہ

لیلے تو جائز ہے جیسا کہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَھُوَ مَیِّتٌ وَھُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَتْ دُمُوْعُ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْہِ عُثْمَانَ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہین کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی
اللہ عنہ کا بوسہ لیا اس حال مین کہ وہ میت تھے اور آپ روتے تھے
یہان تک کہ آپکے آنسو عثمان کے چہرے پر بہے اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ اَبَابَکْرٍ
قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ مَیِّتٌ یعنی وہ کہتی ہین کہ مقرر حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ
لیا اور آپ میت تھے پس ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ مرنے
کے بعد مسلمان کا بوسہ لینا اور بدون آواز کے اوسکے غم مین رونا جائز ہے
مگر چیخنا چلانا پیٹنا سر کھسوٹنا کپڑے پھاڑنا واویلا کرنا شرع مین منع ہے
اور اس باب مین سخت وعید وارد ہوئی ہے مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے
کہ جب کسی طرح کی مصیبت و تکلیف مین مبتلا ہون تو اوسپر صبر و شکر کرین
اور انا للہ اور انا الیہ راجعون پڑہا کرین اس لئے کہ جو لوگ مصیبت کے
وقت اس آیت شریف کو پڑہتے ہین اون کی تعریف اللہ تعالی نے

قرآن مجید مین بیان فرمائی ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے تیسرے
رکوع مین ارشاد ہوا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ
قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یعنی اور خوشی سُنا ثابت رہنے والون کو کہ جب اونکو
پہونچے کچھہ مصیبت کہین ہم اللہ کا مال ہین اور ہم کو اوسی کی طرف پھر جانا
ایسے لوگ اونہین پر شاباشین ہین اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی
ہین راہ پر اور حدیث شریف مین بھی ایسے لوگون کی مدح آئی ہے جیسا
مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِیْبُهٗ مُصِیْبَةٌ
فَیَقُوْلُ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ
لِیْ خَیْرًا مِّنْهَآ اِلَّآ اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهٗ خَیْرًا مِّنْهُ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ
خَیْرٌ مِّنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَیْتٍ هَاجَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ
اِنِّیْ قُلْتُهَا فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی بی بی سلمہ رضی اللہ عنہا
کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان
کہ پہونچے اوسکو مصیبت یعنی تھوڑی ہو یا بہت پس کہے وہ چیز کہ حکم
کیا اوسکو اللہ نے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یا الٰہی تو مجھے ثواب
دے بسبب میری مصیبت کے اور بدلا دے واسطے میرے بہتر اوس سے

یعنی اوس چیز سے کہ میرے ہاتھ سے گئی اس مصیبت مین تو بدلا دیتا ہے
اللہ تعالی اوس کے لئے بہتر اوس سے پس جبکہ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو
مینے کہا ابوسلمہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا اول صاحب خانہ کہ ہجرت
کی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر مینے یہ کلمے کہے پس دیا
اللہ تعالی نے مجھے ابوسلمہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی
حضرت کے نکاح مین آئی اور امام احمد اور ترمذی نے ابوموسیٰ اشعری
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلَائِکَتِہٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ
نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ
حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ۔
یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہین فرمایا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
کسی بندے یعنی مومن کا فرزند مرتا ہے تو فرماتا ہے اللہ جل شانہ اپنے
فرشتون یعنی ملک الموت اور اونکے فرمانبردارون سے کہ قبض کی تمنے روح
فرزند بندی میرے کی پس وہ کہتے ہین کہ ہان پھر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قبض کیا
تم نے میوہ اوسکے دل کا وہ کہتے کہ ہان پھر فرماتا ہے اللہ تعالی کہ کیا کہا میرے
بندے نے وہ کہتے ہین کہ تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
کہا پس فرماتا ہے اللہ تعالی کہ بناؤ میرے بندے کے لئے ایک بڑا گھر بہشت

مین اور نام رکھوا وسکا بیت الحمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔
عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ
وَتَعَالٰی اِبْنَ اٰدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی لَمْ اَرْضَ لَکَ
ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّۃِ یعنی روایت ہے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ
ارشاد کرتا ہے اے بیٹے آدم کے اگر تو صبر کرے یعنی بلا پر اور ثواب چاہے
پہلے صدمے کے وقت تو نہین راضی ہوتا مین تیرے لئے ثواب کا سوائے
بہشت کے یعنی اوسکے بدلے مین بہشت مین داخل کرونگا اور بیہقی نے
شعب الایمان مین اور امام احمد رح نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین
قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَۃٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَذْکُرُھَا وَاِنْ طَالَ عَھْدُھَا فَیُحْدِثُ
لِذٰلِکَ اِسْتِرْجَاعًا اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لَہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاَعْطَاہُ مِثْلَ
اَجْرِھَا یَوْمَ اُصِیْبَ بِھَا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین کوئی
مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کہ پہونچائے جاوین مصیبت پھر وہ اوسکو
یاد کرین اگرچہ دراز ہو زمانہ اوس مصیبت کا پس کہین واسطے اوس کے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مگر تازہ کردیتا ہے یعنی ثابت کرتا ہے
اللہ تعالیٰ نزدیک اوس کے ثواب پس دیتا ہے اوسکو مانند ثواب

اوس مصیبت کے جس دن پہونچایا گیا تھا وہ مصیبت یعنی اور اوسپر صبر کیا تھا بیہقی نے شعب الایمان مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِکُمْ فَلْیَسْتَرْجِعْ فَاِنَّہٗ مِنَ الْمَصَائِبِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ ٹوٹجاوے تسمہ پاپوش ایک تمہارے کا پس چاہیے کہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اس لئے کہ یہ بھی مصیبتون سے ہے **فائدہ** شائد تسمہ ٹوٹنے سے مراد ادنی مصیبت ہے یعنی اگر ادنی مصیبت پہونچے تو بھی یہ پڑہے چنانچہ ایک روایت[1] مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چراغ گل ہونیکے وقت اس آیت کو پڑہا حاصل یہ ہے کہ ہر مصیبت کے وقت چھوٹی ہو یا بڑی اس آیت شریف کو پڑہا کرین اس لئے کہ اسکے پڑھنے سے نہایت ثواب اور بہت اجر ملتا ہے۔

بیان فرط کا

فرط اوس شخص کو کہتے ہین جو کہ پہلے سے منزل پر جاکے پانی گہاس وغیرہ رسد قافلے کے لئے تیار کرے اسی لئے جو بچہ کہ قبل بلوغ کے مرجاتا ہے اوسکو فرط کہتے ہین کیونکہ وہ پہلے سے جاکے ماں باپ کے واسطے بہشت کی نعمتونکی درستی کرتا ہے پہر شفاعت کرکے اون کو جنت مین لیجائیگا اس باب مین چند حدیثین صحاح وسنن مین وارد ہوئی ہین کچھ بیان بھی لکھی جاتی ہین بخاری و

[1] یہ روایت ترجمۂ مشکوۃ مین بلا تخریج لکھی ہے ۱۲

مسلم نے باتفاق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَۃٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَیَلِجُ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّۃَ الْقَسَمِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین مرتے تین فرزند کسی مسلمان کے پھر وہ داخل ہو آگ مین مگر واسطے کہولنے قسم کے اس سے معلوم ہوا کہ جس مسلمان کے تین بچے مرجاوین وہ دوزخ مین نجاویگا مگر بقدر سچے ہوجانے قسم کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کہا کے ارشاد فرمایا ہے کہ سب کا ورود جہنم پر سے ہوگا سو مسلمان ایماندار لوگ بعافیت تمام ہوا یا بجلی کی طرح پل صراط پر سے گذر کے جنت مین داخل ہونگے اون کو اوسکی ہوا تک نہ لگے گی اور کفار ٹکڑے ٹکڑے ہوکے جہنم مین گرینگے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِہِمَا الْجَنَّۃَ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ فَمَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِکَ قَالَ وَمَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ یَا مُوَفَّقَۃُ فَقَالَتْ فَمَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِکَ قَالَ فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شخص کہ مرگئے ہون واسطے اوس کے دو فرزند بالغ ہونے سے پہلے میری اُمت مین سے داخل کریگا اوسکو اللہ بسبب اون دونون کے بہشت مین پھر کہا عائشہ نے پس جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے

ایک فرزند آپ کی اُمت مین سے فرمایا اور جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوس
کے ایک فرزند پس یہی حکم ہے اے توفیق دیگئی پس کہا حضرت عائشہ
نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اوس کے ایک بہی فرزند آپ کی
اُمت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس مین ہون میر منزل اپنی اُمت کا
نہین مصیبت پہونچائی گئی مانند مصیبت میری کی اسکو ترمذی نے
روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ السَّقْطَ لَیُرَاغِمُ رَبَّہٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَیْہِ النَّارَ فَیُقَالُ
اَیُّھَا السَّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّہٗ اَدْخِلْ اَبَوَیْکَ الْجَنَّۃَ فَیَجُرُّھُمَا بِسَرَرِہٖ حَتّٰی یُدْخِلَھُمَا
الْجَنَّۃَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جھگڑیگا
اپنے پروردگار سے جبکہ وہ اوس کے مان باپ کو آگ مین داخل کریگا
یعنی داخل کرنیکا ارادہ کریگا پس کہا جاویگا اے کچے بچے جھگڑنے والے
پروردگار اپنے سے داخل کر اپنے مان باپ کو جنت مین پس کھینچے گا اون کو
ساتھہ آنول نال اپنے کے یہان تک کہ داخل کرے گا اون کو بہشت مین
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے یہ تو اوس شخص کا اجر ہے جس کے ایک
دو تین بچے نابالغ مرجاوین اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے
اوسکو جنت مین داخل کریگا بلکہ اوسکی وسعت رحمت یہان تک پہونچی ہے کہ

اگر کسی کا عزیز قریب دوست وغیرہ اہل دنیا سے مرجاوے اور اوسپر صبر کرے تو اللہ اوسکو جنت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ مَا لِعَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ اِحْتَسَبَہٗ اِلَّا الْجَنَّۃُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نہین ہے واسطے بندے مومن میرے کے نزدیک میرے جزا حبس وقت کہ قبض کرتا ہون مین اوس کے پیارے کو اہل دنیا سے پھر وہ ثواب چاہے یعنی صبر کرے مگر بہشت سبحان اللہ یہ اجر تو اہل دنیا کے عزیز قریب کا ہے اور جو اہل آخرت سے کوئی پیارا مرجاوے اوس کے ثواب کا کیا پوچھنا یعنی اوس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور اوسکی ذرا سی رضا سب سے افضل ہے۔

فصل ۳۳ میت کے حالات بیان کرکے اوسپر رونے پیٹنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مردے پر آواز سے رونا اور اوسکے اوصاف وحالات بیان کرکے چیخنا چلانا اور حد سے زیادہ اوسکی تعریف کرنا سر اور مونہہ اور زانو اور سینے وغیرہ کا پیٹنا اور سر کے بال نوچنا کھسوٹنا اور اوسپر خاک دھول بس وغیرہ ڈالنا یہ سب باتین جاہلیت کی ہین اسلام مین ان کا کرنا حرام ہے رونے پیٹنے والا تو حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور مردہ بیچارہ اسکے سبب سے

مفت عذاب مین گرفتار ہوجاتا ہے جیساکہ بخاری ومسلم نے مغیرہ بن شعبہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ نِیْحَ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مغیرہ کہتے ہین سنا مین
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جسپر نوحہ کیا جاتا ہے
پس بیشک وہ عذاب کیا جاویگا بسبب نوحہ کئے جانے کے دن قیامت
کے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مَیِّتٍ یَّمُوْتُ فَیَقُوْمُ بَاکِیْھِمْ فَیَقُوْلُ وَاجَبَلَاہُ وَاسَیِّدَاہُ وَنَحْوَ ذٰلِکَ
اِلَّا وُکِّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکَیْنِ یَلْھَزَانِہٖ وَیَقُوْلَانِ اٰھٰکَذَا کُنْتَ یعنی ابو موسیٰ
اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ سنا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کہ فرماتے تھے کہ نہین کوئی میت کہ مرے پس کھڑا ہو رونیوالا اون مین سے
اور کہے اے پہاڑ اے سردار اور مانند اسکے مگر متعین کرتا ہے اللہ تعالیٰ
ساتھہ میت کے دو فرشتے کہ مکّے مارتے ہین اوس کے سینے مین اور کہتے
ہین کیا تو ایسا ہی تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب
حسن ہے اور بخاری مسلم مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ
الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا نہین ہے ہمارے اہل طریقہ سے وہ شخص کہ پیٹے رخسارے

اور گریبان پھاڑے اور پکارے پکارنا جاہلیت کا یعنی روتے وقت وہ
باتین کہے جو شرعًا جائز نہین مانند نوحہ اور بین اور واویلا کرنے کے
اور پگڑی پھینکدینا اور سر پیٹنا اور بال نوچنا بہی رخسار پیٹنے اور گریبان پھاڑنے
کے حکم مین ہے اور صحیح مسلم مین ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا
یَتْرُکُوْنَھُنَّ الْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ
وَالنِّیَاحَۃُ وَقَالَ النَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ
عَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے چار چیزین ہین میری امت مین جاہلیت کے کام سے کہ وہ
ہرگز اونکو نہ چہوڑین گی یعنی اکثر لوگ فخر کرنا حسب مین طعن کرنا نسب مین اور
پانی طلب کرنا بسبب ستارون کے اور نوحہ کرنا اور فرمایا نوحہ کرنیوالی عورت
جس وقت توبہ نہ کی ہو اوسنے اپنے مرنے سے پہلے تو وہ کہڑی کیجاویگی
قیامت کے دن حشر کے میدان مین ہوگا اوسپر کرتا قطران کا اور کرتا خارش
کا یعنی خارش اوسپر مسلط کیجائیگی پہر اوسپر قطران ملی جائے گی تاکہ ایذا زیادہ
ہو عیاذًا باللہ منہ قطران ایک بدبودار سیاہ دوا ہے ابہل کے درخت سے
نکلتی ہے اور کہجلی والے اونٹون کو ملی جاتی ہے اور اوسمین آگ جلد لگجاتی ہے
اور بہت جلد بھڑکنے لگتی ہے اور ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ النَّائِحَۃَ
وَالْمُسْتَمِعَۃَ یعنی اونہون نے کہا لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نوحہ کرنیوالی عورت کو اور نوحہ سننے والی عورت کو پس ان احادیث سے
ثابت ہوا کہ چیخنا چلانا نوحہ کرنا حد سے بڑھکے میت کے اوصاف بیان
کرنا باعث لعنت کا ہے ہر مسلمان مرد اور عورت کو ان باتون سے نہایت
احتیاط کرنا چاہیے تاکہ لعنت کا مورد نہون ہان اگر غم اور رحم کے سبب سے
بدون آواز کے رووین تو شرعًا جائز ہے اسمین کسی طرح کا گناہ نہین بلکہ ایسا
رونا رحمت مین داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اسطرح
سے روئے ہین جیساکہ بخاری ومسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَیْفٍ الْقَیْنِ وَکَانَ ظِئْرًا
لِاِبْرَاھِیْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِبْرَاھِیْمَ فَقَبَّلَہٗ وَشَمَّمَہٗ ثُمَّ
دَخَلْنَا عَلَیْہِ بَعْدَ ذٰلِکَ وَاِبْرَاھِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
فَقَالَ یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّھَا رَحْمَۃٌ ثُمَّ اَتْبَعَھَا بِاُخْرٰی فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ
یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ
یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لہار کے پاس گئے اور وہ حضرت ابراہیم کے

رضاعی باپ تھے پس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
ابراہیم کو پھر اون کا بوسہ لیا اور اون کو سونگھا یعنی اپنی ناک اور مونہہ کو اونکے
مونہہ پر رکھدیا جیسے کوئی بوسونگتا ہے پھر گئے ہم اونکے پاس بعد اسکے یعنی بعد
چند روز کے اور ابراہیم نزع کی حالت مین تھے پس ہوئین دونون آنکھین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاری ہوئے اوسنے آنسو پس عرض کیا
حضرت سے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تم روتے ہو یا رسول اللہ
آپ نے فرمایا اے عوف کے بیٹے بیشک یہ رحمت ہے پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس رونے کے بعد پھر روئے پھر فرمایا مقرر
آنکھین آنسو بہاتی ہین اور دل غمگین ہے اور باوجود اس کے ہم نہین کہتے
مگر وہ چیز کہ راضی ہو رب ہمارا اور بیشک ہم تیری جدائی کے سبب سے
اے ابراہیم البتہ غمگین ہین فائدہ یہ قصہ حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا ہے جنہون نے سولہہ یا سترہ مہینے کی
عمر مین وفات پائی اور ابوسیف کا نام برار تھا ان کے یہان لہاری کا پیشہ
ہوتا تھا اور ان کی بی بی کا نام خولہ تھا یہ منذر انصاری کی بیٹی حضرت ابراہیم
کی انّا تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کی نزع کے
وقت اونکے یہان تشریف لے گئے اوسوقت آپ نے حضرت ابراہیم کو
پیار کیا اور روے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو روتے ہین

آپ بہی باوجود اس بڑی شان اور معرفت الہی کے روتے ہین آپ نے
فرمایا یہ رحمت ہے یعنی ابراہیم کو اس حال مین دیکھکر رحم آتا ہے اور یہ رونا
اوسی کا اثر ہے بے صبری کے سبب سے نہین جیسا کہ تو نے خیال کیا
اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ آنکھین آنسو بہاتی ہین اور دل غمگین ہے اشارۃً اس سے
سمجھا جاتا ہے کہ نہ رونا قلت رحمت کی وجہ سے ہے اور غمگین نہونا سنگدلی
کے سبب سے پس رونا اور غم کرنا اہل کمال کے نزدیک اس حال سے بہتر ہے
کہ کسی کا ہٹیا مرجاوے اور وہ ہنستا رہے اس لئے کہ عدل کا مقتضا یہی ہے
کہ ہر حق والے کو اوسکا حق دیوے اور ہر کام کو اوسکے محل اور موقع مین کرے
بخاری و مسلم مین حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ
اَرْسَلَتْ اِبْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اَنَّ اِبْنًا لِّيْ قُبِضَ فَاْتِنَا
فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ
مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ
اِبْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ
فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا
يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو

آپ کے پاس بھیجا کہ میرا بیٹا مرتا ہے پس آپ میرے پاس تشریف لائیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو سلام کہلا بھیجا اور فرمادیا کہ تحقیق
اللہ ہی کے لئے ہے جو چیز کہ اوس نے لی اور اللہ ہی کے لئے ہے جو چیز کہ
اوسنے دی یعنی اولاد وغیرہ پس اوس کے ضائع ہونے مین جزع فزع
نچاہیئے اس لئے کہ اوسی کی امانت تھی جب چاہے لیلے اور ہر چیز اوسکے
نزدیک ساتھ مدت معین کے ہے یعنی تیرے بیٹے کی زندگی بھی اسی قدر
مقدر تھی کہ جسقدر جیا پس چاہیئے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر بھیجا یعنی
آپکی بیٹی نے دوبارا آدمی کو آپکے پاس بھیجا اور قسم دی کہ آپ ضرور ہی تشریف
لائیے پس کھڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تھے آپ کے
ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ ابن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت
اور اور لوگ صحابہ مین سے پس اوٹھایا گیا لڑکا آپ کی طرف یعنی نواسے
کو آپکی گود مین دیا اور اوسکی روح حرکت کرتی تھی یعنی جانکنی کی حالت تھی
پس بہنے لگین دونون آنکھین حضرت کی پھر کہا سعد نے یا رسول اللہ یہ کیا
ہے پس آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اوسکو اپنے بندون
کے دلون مین پیدا کیا ہے پس رحمت یعنی مہربانی نہین کرتا اللہ تعالیٰ اپنے
بندون مین سے مگر رحمت کرنے والون پر یعنی سعد یہ سمجھے تھے کہ رونے
کی سب قسمین حرام ہین شاید آپ بھول کے روئے ہون اس لئے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بتادیا کہ آنسوؤن سے رونا حرام اور مکروہ
نہین بلکہ وہ رحمت ہے البتہ نوحہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اور مونہہ پیٹنا
وغیرہ حرام ہے اور بخاری و مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے قَالَ اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَاتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهٗ فِيْ غَاشِيَةٍ فَقَالَ قَدْ قَضٰى قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ
وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ
یعنی اونہون نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی بیماری مین بیمار ہوئے
یعنی ابن عمر کو معلوم نہین کہ اون کی بیماری کیا تھی پس آئے اونکے پاس نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی عیادت کرنے کو ساتھ عبدالرحمن بن عوف اور
سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود کے پس جب گئے اونکے پاس
تو پایا اون کو بیہوشی مین پس فرمایا حضرت نے کیا تحقیق مرگیا صحابہ نے
عرض کیا نہین یارسول اللہ پس روئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر یعنی ازراہ
مہربانی کے صحابہ نے جب آپ کا رونا دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے پھر آپ
نے فرمایا کیا تم سنتے نہین ہو سنو کہ بیشک اللہ تعالیٰ عذاب نہین کرتا ساتھ

آنسوؤن آنکھون کے اور نہ ساتھ غم کرنے دل کے ولیکن عذاب کرتا ہے
ساتھ اسکے اور اشارہ کیا طرف زبان اپنی کے یا رحم کرتا ہے یعنی اگر بندے
نے زبان سے ناشکری یا بے ادبی کے کلمات جناب الٰہی مین کہے یا نوحہ
کیا تو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور انا للہ وانا
الیہ راجعون پڑہا تو رحمت اور ثواب کے لائق ہوتا ہے اور بیشک البتہ مردہ
عذاب کیا جاتا ہے ببب رونے اوسکے لوگون کے اوسپر اس سے معلوم
ہوا کہ مصیبت کے وقت نوحہ کرنا اور بے ادبی اور ناشکری کے کلمات
زبان سے نکالنا نہایت بُری بات ہے پس مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیئے کہ
اللہ تعالیٰ سے ڈرین اور ہر حال مین اوسکی رضا پر راضی رہین اور صبر و شکر
کرین تاکہ جنت الفردوس مین بڑے بڑے مرتبے پاوین۔

فصل قبر کی تیاری کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جب کوئی شخص مرجاوے تو اوسکے عزیز قریب یا دوست
آشنا وغیرہ کو لازم ہے کہ اور کامون سے پہلے اوسکی قبر بنوانے کی تدبیر کرین
اسلئے کہ اکثر اسکی درستی مین دیر ہوتی ہے پس اوسکی تیاری کے واسطے
خود جاوے نہین تو اور کسی ہوشیار دیندار معتمد آدمی کو بھیجدے کہ وہ اوسکا
انتظام کرے قبر دو قسم کی ہوتی ہے ایک لحد جسکو ہماری زبان مین بغلی کہتے
ہین دوسرے شق جسکا نام صندوقی ہے جیسی یہان بنتی ہے طریقہ لحد بنانیکا

یہ ہے کہ پہلے دستور کے موافق بقدر مردے کی لمبائی کے ایک گڑھا کھودین
پھر قبلے کی طرف ایک کول بنا کے اوسمین مردے کو رکھکر کچی اینٹون سے
اوسکو بند کردین اس طرح کی قبر بنانے مین نہایت فضیلت ہے اسلئے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لحد بنائی گئی تھی جیساکہ شرح السنہ
مین عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قَالَ کَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ رَجُلَانِ
اَحَدُھُمَا یَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا یَلْحَدُ فَقَالُوْا اَیُّھُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَہٗ فَجَاءَ الَّذِیْ
یَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی عروہ نے کہا مدینے مین دو شخص
تھے یعنی گورکن کہ ایک اون مین سے یعنی ابوطلحہ انصاری لحد کرتا تھا یعنی
بغلی قبر کھودتا تھا اور دوسرا یعنی ابوعبیدہ بن جراح لحد نہین کرتا تھا یعنی جیسی
یہان قبر بنتی ہے پس کہا صحابہ نے یعنی بعد وفات حضرت کے اتفاق
کیا اسپر کہ جونسا اون مین سے پہلے آوے وہ اپنا کام کرے یعنی اگر لحد والا پہلے
آوے تو حضرت کے لئے لحد کھودے اور جو شق والا پہلے آوے تو شق کھودے
پس آیا وہ شخص کہ لحد کرتا تھا پس لحد کی اوس نے واسطے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور مسلم نے عامر بن سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے
روایت کیا ہے اِنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ ھَلَکَ فِیْہِ
اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا کَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی سعد بن ابی وقاص نے کہا اپنی اُس

بیماری مین جسمین اونکی وفات ہوئی کہ بناؤ میرے دفن کے لئے لحد اور کھڑی کرو مجھپر کچی اینٹین کھڑی کرنا جیساکہ کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور ترمذی اور ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لحد ہمارے واسطے ہے اور شق ہمارے غیر کے لئے پس ان سب حدیثون سے معلوم ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جہان تک ہوسکے اسی قسم کی قبر بناوین اور ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے نزدیک لحد بنانا سنت ہے لیکن جبکہ زمین نرم ہو اور قبر کے بیٹھہ جانیکا خوف ہو تو ضرورت کے لئے شق بنانا درست ہے جیسے یہان بنتی ہے اور جو بلا ضرورت بناوین تو بھی اس طرح کی قبر بنانا مشروع ہے اس لئے کہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر جو عشرۂ مبشرہ سے ہین شق بناتے تھے اگر اس طرح کی قبر بنانا جائز نہوتا تو وہ باوجود اس بڑے رتبے کے ایسی قبرین کیون بنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح اونکے اس فعل کو جائز رکھتے غرضکہ دونون قسم کی قبرین بنانا شرعًا درست ہین جس طرح کی ممکن ہو ویسی بناوین

باب نوزدہم

فصل مردے کے نہلانے اور کفنانے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ مردون کا نہلانا زندون پر فرض کفایہ ہے یعنی ایک جماعت
مین سے اگر دو چار آدمی مردے کو نہلاوین تو اورون کے ذمے سے فرضیت
ساقط ہوجاتی ہے نہین تو سب گنہگار رہوتے ہین اور اسپر سب علما کا اتفاق
ہے کسیکا اختلاف نہین اور میت کے نہلانے کے لئے اوسکا رشتہ دار
بہتر ہے غیر سے اگر اوسکی جنس سے ہو یعنی مرد مرد کو نہلاوے اور عورت عورت
کو جیسا کہ امام احمد اور طبرانی نے اوسط مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ
مَیِّتًا فَاَدّٰی فِیْہِ الْاَمَانَۃَ لَمْ یُفْشِ عَلَیْہِ مَا یَکْرَہُ مِنْہُ عِنْدَ ذٰلِکَ خَرَجَ
مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ وَقَالَ لِبَلِیْہِ اَقْرَبُکُمْ اِنْ کَانَ بَعْلَمَ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ یَعْلَمُ
فَمَنْ تَرَوْنَ عِنْدَہٗ حَظًّا مِّنْ وَّرَعٍ وَّاَمَانَۃٍ یعنی حضرت عائشہ کہتی ہین کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے غسل دیا میت کو پھر ادا
کیا اوسمین امانت کو اور افشا نہ کیا اوسپر اوس چیز کو جو ہوتی ہے اوس سے
اوسوقت تو نکلا وہ اپنے گناہون سے مثل اوس دن کے کہ جنا اوسکو اوسکی
مان نے اور فرمایا چاہیے کہ والی ہو اوسکا یعنی اوسکے نہلانیکا وہ شخص جو تم
مین سے زیادہ قریب ہو طرف میت کے اگر وہ جانتا ہے یعنی نہلانے کے
احکام سے واقف ہے پس اگر وہ نہ جانتا ہو تو پھر وہ شخص کہ دیکھتے ہو نزدیک اوسکے

حصہ پرہیزگاری و امانت سے یعنی جسکو پرہیزگار اور امانت دار سمجھتے ہو مگر
میان بی بی مین سے باوجود غیر جنس ہونے کے ایک کا دوسرے کو نہلانا بہتر ہے
جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قَالَتْ رَجَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ جَنَازَۃٍ بِالْبَقِیْعِ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا فِیْ رَاْسِیْ وَاَقُوْلُ وَا
رَاْسَاہُ فَقَالَ بَلْ اَنَا وَارَاْسَاہُ مَا ضَرَّکِ لَوْ مُتِّ قَبْلِیْ فَغَسَّلْتُکِ وَکَفَّنْتُکِ ثُمَّ صَلَّیْتُ
عَلَیْکِ وَدَفَنْتُکِ یعنی عائشہ کہتی ہین کہ لوٹکر آئے طرف میرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے سے کہ بقیع مین تھا اور مین
پاتی تھی درد کو اپنے سر مین اور کہتی تھی وا راساہ پس آپنے فرمایا بلکہ انا وا راساہ
کون چیز تجھے ضرر پہونچاتی ہے اگر تو مرجاوے مجھسے پہلے پس مین تجھکو نہلاؤن
اور تجھے کفناؤن پہر تجھپر نماز پڑہون اور تجھے دفن کردون اس حدیث کو امام
احمد اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت
کیا اور اصل اس حدیث کی بخاری شریف مین اس طرح پر ہے کہ ذَاکِ
لَوْ کَانَ وَاَنَا حَیٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَکِ وَاَدْعُوْ لَکِ اگر یہ ہوتا یعنی تو مرجاتی اور مین زندہ
ہوتا تو تیرے لیے بخشش چاہتا اور دعا مانگتا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَّا نِسَاؤُہٗ یعنی اگر مین پہلے سے جانتی جو اب جانا تو آپکی بیبیونکی
سوا آپ کو کوئی نہ نہلاتا نقل کیا اسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابو داود نے اور

بیشک نہلایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسماء اونکی بی بی نے اور
نہلاتے وقت صحابہ موجود تھے کسی نے اسکو بُرا نجانا اور امام شافعی اور
دار قطنی اور ابو نعیم اور بیہقی نے باسناد حسن یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہلایا تھا پس ان سب حدیثون سے
ثابت ہوا کہ نہلانا میان کا بی بی کو اور بی بی کا میان کو اولیٰ و افضل ہے اور
رشتے دار کے ہوتے ہوئے غیر کا نہلانا بھی شرعاً درست ہے مگر غسل دینے
والا پرہیزگار دیندار نہلانے کے امور سے واقف کار امانت دار ہونا چاہیئے
تاکہ اگر میت مین کسی طرح کے آثار بھلائی کے جیسے چہرے کا چمکنا دمکنا یا بدن
سے خوشبو آنا دیکھے تو اونکو ظاہر کرے اور جو معاذ اللہ کسی طرح کی بُرائی دیکھے
جیسے بدبو آنا یا سونہہ اور بدن کا کالا ہو جانا یا صورت بدل جانا تو اونکو ہرگز نہ
بیان کرے اسلئے کہ کتاب ازہار مین لکھا ہے علما کہتے ہین کہ میت کی اچھی
نشانیون کو بیان کرنا مستحب اور بُری علامتون کا ظاہر کرنا حرام ہے اور مُردون
پر لعن طعن اور اونکی عیب جوئی ہرگز نہ کرے اور نہ اونکو بُرا کہے اگرچہ وہ کافر
یا فاسق فاجر ہون جیسا کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا
الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے نہ بُرا کہو مُردون کو اسلئے کہ بیشک وہ پہونچے طرف اوس چیز کے

جسکو اونہون نے آگے بہیجا یعنی اپنے کئے کی جزا کو پہونچگئے اور ابو داؤد اور
ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یاد کرو اپنے مردون کی
نیکیان اور باز رہو اونکی برائیون کے ذکر سے مردون کو بھلائی سے یاد کرنے
کا حکم استحباب کے لئے ہے اور برائی سے باز رہنے کے باب مین امر وجوب
کے واسطے ہے حجۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ مردے کی غیبت کا گناہ زندے
کی غیبت سے بہت بڑہکر ہے اس لئے کہ زندے سے تو بخشوا لینا ممکن ہے
بخلاف مردے کے کہ اوس سے کسی طرح نہین بخشوا سکتا غرضکہ مردے کے
برا کہنے سے نہایت احتیاط رکہین اگرچہ زندون کی غیبت کرنا بہی حرام
ہے طریقہ مردے کے غسل کا یہ ہے کہ پہلے اوسکے ظاہر بدن کی نجاست
دور کرین اور نرم نرم ہاتھہ سے اوسکے پیٹ کو دباوین تاکہ جو نجاست
باقی ہو وہ نکل جاوے پہر دہنی جانب سے نہلانا شروع کرین اور اس امر کا
ضرور خیال رکہین کہ اوسکا ستر کہلنے نپاوے اور تین یا پانچ بار یا اس سے
زیادہ پانی مین بیری کی پتی ڈال کے اوس سے نہلاوین اور پچہلی بار پانی مین
کافور ڈال کے اوس سے نہلاوین جیسا کہ بخاری و مسلم نے اُم عطیہ رضی
اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ لَغْسِلُ اِبْنَتَهٗ فَقَالَ اِغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ
اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ
فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا
اِيَّاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا
وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَقَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاهَا
خَلْفَهَا یعنی اُم عطیہ نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تشریف لائے اور ہم اونکی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا
کو نہلاتے تھے پس آپ نے فرمایا نہلاؤ اونکو تین بار یا پانچ بار یا اس سے
زیادہ اگر دیکھو تم یہ مناسب یعنی اگر اسکی احتیاج ہو پانی اور بیر کی پتی سے یعنی
پانی مین بیر کی پتی جوش دیکے اوس سے نہلاؤ کہ اس سے خوب پاکی اور ستھرائی
ہوتی ہے اور آخر بار مین کافور ڈالو یا فرمایا تھوڑا سا کافور ڈالو پھر جب تم فراغت
پاؤ تو مجھسے خبر کرنا پس جب کہ ہم نہلا چکے تو آپ سے خبر کی آپنے ہماری طرف
اپنا تہ بند پھینکا پھر فرمایا کہ اس تہ بند کو اوس کے بدن سے لگا دو یعنی کفن کے
نیچے اس طرح سے رکھدو کہ بدن سے لگا رہے اور ایک روایت مین یون
آیا ہے کہ غسل دو اوسکو طاق یعنی تین یا پانچ خواہ سات بار اور شروع کرو اوسکے
دہنے طرف اور اوسکے اعضاے وضو سے اور ام عطیہ نے کہا کہ ہم نے
اونکے بالون کی تین چوٹیان گوندھکر پھر ڈالا ہمنے اونکو اونکے پیچھے اس سے معلوم ہوا

کہ عورت کے بالون کے تین حصے کرین کہلے رکھین خواہ اونکی چوٹیان گوندہین
مگر سنت وہی ہے جو آپ کی صاحبزادی کے ساتھ کیا گیا اور شہیدون کے
واسطے غسل نہین ہے بلکہ اونکے کپڑون اور خون سمیت اونکو دفن کر دینا
چاہیئے جیساکہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰی اُحُدٍ اَنْ یُّنْزَعَ عَنْہُمُ
الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ یُّدْفَنُوْا فِیْ ثِیَابِہِمْ دَمَائِہِمْ وَثِیَابِہِمْ یعنی ابن عباسؓ نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداے احد کے حق مین یہ فرمایا کہ
اونسے لوہا اوتارا جاوے یعنی زرہین اور ہتیار اور چمڑے یعنی پوستین وغیرہ
جو کہ خون مین نہین بھرے ہین اور دفن کئے جاوین خون سمیت اور کپڑون
سمیت یعنی جو کپڑے کہ خون مین بھرے ہون امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ
کے نزدیک شہید کے لئے نہ غسل ہے نہ نماز اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہین کہ اوسکو نہلاوین نہین لیکن اوسپر نماز پڑہین اور جیسے مردون کا
نہلانا نمازون پر واجب ہے اسی طرح اونکو کفن دینا بھی شرعاً واجب ہے اور تکفین
مین ان امور کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیئے ایک یہ کہ ایسا کفن دینا چاہیئے جس سے وہ
خوب ڈہک جاوے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے کفن
دینے کا حکم فرمایا ہے جیساکہ صحیح مسلم وغیرہ مین ابو قتادہ[۵۱] کی روایت سے وارد

[۵۱] مشکوۃ شریف مین بروایت جابر رضی اللہ عنہ مذکور ہے ۱۲

ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحَسِّنْ کَفَنَہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ کفن دیوے ایک تمہارا اپنے بھائی کو تو چاہیئے کہ اچھا کفن دے اوسکو اور حارث[1] ابن ابی اسامہ نے اپنی مسند مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوْا اَکْفَانَ مَوْتَاکُمْ فَاِنَّھُمْ یَتَبَاھَوْنَ وَیَتَزَاوَرُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھا کفن دو اپنے مردون کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہین آپسمین اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہین اپنی قبرون مین مراد اچھے کفن سے یہ ہے کہ خوب ساتر اور پاک صاف ہو نیا ہو یا پرانا دھویا ہوا دوسرا یہ کہ سفید ہو جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ وَمِنْ خَیْرِ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدُ فَاِنَّہٗ یُنْبِتُ الشَّعْرَ وَیَجْلُو الْبَصَرَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سفید کپڑے پہنو اس واسطے کہ وہ تمہارے کپڑون مین بہتر ہین اور کفناؤ اون مین اپنے مردون کو بہتر ہے سرمون تمہارے مین اثمد اس لیے کہ بیشک وہ جماتا ہے پلکون کے بالون کو اور روشن کرتا ہے بینائی کو ابن ماجہ نے اس حدیث کو موتاکم تک روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفید کفن دینا اولیٰ و افضل ہے ہان ضرورت

[1] اس حدیث کو دیلمی نے دیباجہ مین اور عقیلی نے اور ابن عدی نے مثل اسکے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۱۲

کے وقت اور رنگ کا کفن دینا بھی جائز ہے تیسرا یہ کہ بہاری قیمت کا
کفن نہ دینا چاہیئے اس واسطے کہ شرع شریف مین ایسا کفن دینا منع ہے
جیسا کہ ابوداؤد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُغَالُوْا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُ سَلْبًا سَرِیْعًا یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت مہنگا کپڑا نہ لگاؤ کفن مین اسلئے کہ وہ بہت
جلد جہین لیا جاتا ہے یعنی جلد بوسیدہ اور خراب ہوجاتا ہے اس سے معلوم
ہوا کہ قیمتی کفن دینا اور اسمین اسراف کرنا بہت بُری بات ہے اس لئے
کہ حدیث شریف مین اگر اسکی ممانعت نہ آئی ہوتی تو بھی اسمین مال کی اضاعت
ہے کیونکہ بہاری قیمت کے کفن دینے مین نہ میت کا کچھہ نفع ہے نہ زندون
کا کوئی فائدہ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے قیمتی کفن کیسا
نئے کفن کے حق مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک زندہ زیادہ مستحق ہے نئے
کپڑے کا اور یہ اوس وقت فرمایا تھا کہ آپ نے ایک کپڑا اپنے کپڑون مین سے
کفن کے لئے معین کیا تھا کسی شخص نے دیکھکر کہا کہ یہ پرانا ہے پس آجکل
کے مسرف لوگ جو نامودی اور تکبر کی راہ سے بڑی بڑی قیمت کے کفن
مردون کو دیتے ہین اسکی حرمت مین کچھہ کلام نہین اس لئے کہ قیمتی کفن دینا
ایک تو شرع کے خلاف ہے دوسرے موجب اسراف تیسرے ریا و تکبر سے
خالی نہین اور ان سب چیزون کا حرام ہونا شرع مین بخوبی ثابت ہے

چوتھا امر یہ کہ اپنے مقدور کے موافق اوسط درجے کی قیمت کا کفن دینا
مستحب ہے اور مسنون کفن مردوں کے لئے تین کپڑے ہین ایک کفنی مونڈھون
سے قدمون تک چاک اس کا دونون کندھون کی طرف ہوتا ہے اور لنبان
چوڑان مین آگے پیچھے سے برابر ہوتی ہے اور سی نہین جاتی دوسرے ازار
یعنی نیچے کی چادر جو سر سے پاؤن تک چھپاوے تیسرے لفافہ یعنی اوپر کی
چادر جسے یہان موٹھہ کی چادر کہتے ہین یہ بھی سر سے پاؤن تک چھپا دیتی
ہے اور کفن کفایہ ازار و لفافہ ہے تین کپڑے کفن مین اس وجہ سے
مسنون ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین کپڑون مین کفنائے گئے
تھے جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ یَمَانِیَۃٍ بِیْضٍ
سُحُوْلِیَّۃٍ[1] مِنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْھَا قَمِیْصٌ وَلَا عِمَامَۃٌ یعنی بی بی عائشہ کہتی ہین کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن دئے گئے بیچ تین کپڑون سفید یمن کے
اور سحول کی بُنی ہوئی روئی کے نہ تھا اون مین کرتا سیا ہوا اور نہ پگڑی ہان ضرورت
کے وقت ایک دو کپڑے مین کفنانا بھی جائز ہے لیکن بلا ضرورت اور
قدرت ہوتے ہوئے تین سے کم نکرنا چاہیے اور مسنون کفن عورتون کے
لئے پانچ کپڑے ہین ایک کفنی جسکا چاک سامنے ہوتا ہے دوسرے اوڑھنی

[1] سحولیہ منسوب ہے بطرف سحول کے اور سحول نام ہے ایک بستی کا یمن مین ۱۲

جس سے سر کے بال چھپائے جاتے ہین تیسرے ازار یعنی نیچے کی چادر چوتھے
سینہ بند پانچوین لفافہ یعنی موٹھہ کی چادر اوڑھنی دو ہاتھہ کی لمبی ایک
بالشت کی چوڑی ہوتی ہے اور سینہ بند تین ہاتھہ کا لمبا اور چوڑان مین اسقدر
ہو کہ بغلون کے نیچے سے گھٹنون تک چھپ جاوے اور باقی تین کپڑے
ویسے ہی لمبے چوڑے ہون جیسے مرد کے کفن مین مذکور ہو چکے اور کفن کفایہ
عورت کا ازار اور اوڑھنی اور لفافہ ہے ضرورت کے وقت یہ تین کپڑے
اور ایک کپڑا بھی کافی ہے لیکن بلا ضرورت ایک یا دو خواہ تین کپڑے پر
کفایت نکرنا چاہیے بلکہ مرد اور عورت کے لئے جو کپڑے معین کیے گئے ہین
اونہین مین اونکو کفنانا چاہیے اور مستحب ہے خوشبو لگانا مردے کے بدن مین اور
کفن مین اور اون اعضا مین جو سجدہ کرنے مین زمین سے لگتے ہین یعنی پیشانی
گھٹنے وغیرہ اور ان مین کافور بھی لگانا چاہیے اور خوشبو تین بار لگاوین اسلئے
کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِذَا اَجْمَرْتُمُ الْمَیِّتَ فَاَجْمِرُوْہُ ثَلٰثًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جب تم میت کو خوشبو لگاؤ تو تین بار لگاؤ اس حدیث کو امام احمد اور
بیہقی اور بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند کے راوی صحیح کے راوی ہین طریقہ
مرد کے کفنانے کا یہ ہے کہ لفافے یعنی لپٹ کی چادر کو کسی پاک صاف
جگہہ مین بچھاکر اوسپر ازار یعنی اندر کی چادر پھیلاوین پھر کفنی رکھہ کے سب کو

تین یا پانچ بار دھونی دیکے کفنی پہناکر ازار پر لٹاوین اور اوسکے دونون ہاتھ
دونون طرف پہیلا دین سینے پر نہ رکھین پہر ازار اوس کے بائین طرف سے
لپیٹکے داہنی طرف سے لپیٹین تاکہ چادر کا دہنا کنارہ اوپر رہے اور اسی طرح
لفافے کو لپیٹین اور عورت کے کفنانے کا یہ طریقہ ہے کہ اوپر کی چادر
بچھاکے اوسپر سینہ بند رکھکے اندر کی چادر پہیلاوین پہر اوڑہنی ڈالکے سب کے
اوپر کفنی رکھکے سب کو پانچ یا سات بار دھونی دیکے کفنی پہناکے ازار پر
لٹاوین اور اوس کے دونون ہاتھ بہی دونون طرف پہیلاوین سینے پر نہ رکھین
اور سر کے بالون کی دو لٹین کرکے دونون طرف سینے پر ڈالکے اوڑہنے سے
سر اور بالون کے دونون سرے چہپاکے اندر کی چادر پہلے اوسکے بائین جانب
لپیٹین پہر داہنی طرف پہر سینہ بند باندہکے لفافہ یعنی اوپر کی چادر اوسی طرح
لپیٹ دین اور جو کفن کہل جانے کا خوف ہو تو سر اور پانون کی طرف سے
اوسکو باندہ دین اسی کفن نہ کہلنے کے لئے بعضون کے نزدیک سینہ بند
سب سے اوپر باندہنا بہتر ہے اور محدثین کے نزدیک عورت کے سر
کے بالون کے تین حصے کرکے اوسکی چوٹیان گوندہکے سر کے پیچہے ڈالدین
اور اوڑہنی سے چہپا دین

فصل ۲ جنازہ لیجانے اور اوسپر نماز پڑہنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب نہلا دہلا اور کفنا کے جنازہ طیار کرلین تو گہر کے مردونکو

لازم ہے کہ گھر سے اوٹھا کے اوسکو باہر لیجاوین اور لوگ جمع ہون وہ اور
جو راہ مین شریک ہوتے جاوین یہ سب اوسکو کاندہا دیتے ہوئے جلد جلد
قبرستان کی طرف لیجاوین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَۃِ
فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَہَا اِلَیْہِ وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ
عَنْ رِقَابِکُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے
کے پس اگر ہے وہ جنازہ یعنی میت نیک پس بھلائی ہے یعنی بھلائی ہے
اوسکے لیئے پہونچاؤ اوسکو طرف بھلائی کے اور اگر ہے غیر اسکے پس بدبخت ہے
اوسکو اپنی گردنون سے اور بخاری نے ابوسعیدؓ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ وَاحْتَمَلَہَا الرِّجَالُ عَلٰی
اَعْنَاقِہِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ
لِاَہْلِہَا یَا وَیْلَہَا اَیْنَ تَذْہَبُوْنَ بِہَا یَسْمَعُ صَوْتَہَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ
سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ
جنازہ طیار کیا جاتا ہے اور لوگ اوسکو اپنی گردنون پر اوٹھاتے ہین پس اگر
وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لیچلو یعنی میری منزل کی طرف اور جو برا
ہوتا ہے تو اپنے لوگون سے کہتا ہے اے مصیبت کہان لیئے جاتے ہو اوسکو یعنی
مجھکو اوسکی آواز کو آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور آدمی اگر سن لے تو البتہ مرجاوے

یا بیہوش ہو جاوے ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ جنازے کو جلد لیجانا
چاہیئے اسی لئے جمہور کہتے ہین کہ جلد لیجانا مستحب ہے اور ابن حزم کے
نزدیک واجب اور بعض علما فرماتے ہین کہ بیچ کی چال چلنا مستحب ہے
اس واسطے کہ جلدی سے مراد یہی بیچ کی چال ہے یعنی چھوٹے چھوٹے
قدم سے جلد جلد چلنا دوڑنا مقصود نہین پس جو لوگ جنازے کو لیچلین اونکو
چاہیئے کہ نہ بہت آہستہ چلین نہ بہت تیز بلکہ میانہ روی اختیار کرین اور
جنازے کے ساتھ چلنا سنت ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے ساتھ چلتے تھے جیسا کہ بہت حدیثون
مین وارد ہوا ہے اور جیسے جنازے کے ساتھ چلنا مسنون ہے اسی طرح
اوسکا اوٹھانا بھی سنت ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ
كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ
یعنی اونہون نے کہا جو شخص جنازے کے ساتھ جاوے
اوسے چاہیئے کہ اوس کے سب کنارون کو کندہا دیوے اسلئے کہ بیشک
یہ سنت سے ہے پھر اگر چاہے تو زیادہ کرے اور اگر چاہے چھوڑ دے یعنی اگر
زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو کندہا دیتا چلا جاوے اور جو جی نچاہے تو چھوڑ دے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جاوین اونکو چاہیئے کہ

اوسکے سب طرفون کا کندہا دین اسکے بعد اگر پھر بھی اوٹھاتے رہین گے تو
اجر ملیگا ورنہ کچھہ گناہ نہین مردے کا حق ادا ہوگیا اور ترمذی نے ابوہریرہ[۵۱]
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مَنْ تَبِعَ جَنَازَۃً وَحَمَلَھَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ مِنْ حَقِّھَا یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازے کے ساتھہ ہو اور اوسکو تین بار اوٹھایا پس تحقیق
ادا کیا اوس نے اوسکا حق جو اوسپر تہا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنازے
کو تین بار کاندہا دینا افضل ہے اور مستحب طریقہ فقہا کے نزدیک کاندہا
دینے کا یہ ہے کہ جنازہ اوٹھانیوالا جنازے کے اگلے بائین کنارے کو کہ
مردے کی داہنی طرف ہوگی پہلے اپنے داہنے کاندہے پر رکہکے دس قدم چلے
پہر پیچہے کے بائین کنارے کو جو اول کے محاذی ہے اوسی کندہے پر رکہکے
اوتنے ہی قدم چلے پہر جنازے کے آگے کی داہنی جانب کو اپنے بائین کاندہے
پر لیکے اوتنا ہی چلے اسی طرح اوس کے پیچہے کے داہنے طرف کو اپنے
بائین کندہے پر کہ میت کی بہی بائین جہت ہوگی اوٹھاکر دس قدم چلے اس سے
حدیث[۵۲] شریف مین آیا ہے مَنْ حَمَلَ جَنَازَۃً اَرْبَعِیْنَ خُطْوَۃً کُفِّرَتْ عَنْہُ
اَرْبَعُوْنَ کَبِیْرَۃً یعنی جو شخص جنازہ اوٹھاکر چالیس قدم چلے تو اوسکے چالیس

---

۵۱ - ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۱۲

۵۲ - شامی نے کہا کہ اس حدیث کو زیلعی نے ذکر کیا ہے اور بحر مین بدائع سے اسکو نقل کیا ہے ۱۲

گناہ معاف کیے جاتے ہین جب اوسکے سب جنتون کے کندہا دینے
سے فراغت پاچکے تو تھوڑی دیر راحت لینے کے لئے ٹہیر جاوے پہر دو
مرتبہ بیچ مین دم لیکے ایسا ہی کرے خلاصہ یہ کہ تین بار اسی طرح اوٹھاوے
اور جو لوگ سوار ہون اونکو چاہیئے کہ جنازے کے پیچھے چلین اور پیدل
قریب قریب اوس کے جیسا کہ امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی
وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرَّاکِبُ یَمْشِیْ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ وَالْمَاشِیْ یَمْشِیْ
خَلْفَھَا وَاَمَامَھَا وَعَنْ یَمِیْنِھَا وَعَنْ یَسَارِھَا قَرِیْبًا مِّنْھَا وَفِیْ
رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ اَلْمَاشِیْ یَمْشِیْ خَلْفَھَا وَاَمَامَھَا وَعَنْ یَمِیْنِھَا وَعَنْ یَسَارِھَا قَرِیْبًا
مِّنْھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سوار جنازے کے
پیچھے چلے اور پیدل نزدیک نزدیک اوسکے آگے پیچھے داہنے اور
بائین طرف چلے اور ابوداؤد کی ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ پیدل جنازے
کے پیچھے اور آگے اور دائین بائین طرف اوس کے قریب چلے امام احمد
اور نسائی اور ترمذی کی ایک روایت مین یہ وارد ہوا ہے یَمْشِی الرَّاکِبُ
خَلْفَ الْجَنَازَۃِ وَالْمَاشِیْ حَیْثُ شَاءَ یعنی سوار جنازے کے پیچھے اور
پیدل جدہر چاہے چلے اور امام احمد وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے اِنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ

يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ یعنی اونہون نے کہا ہمنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جنازے
کے آگے چلتے تھے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیچھے چلنا اور
امام شافعی رح کے نزدیک آگے چلنا پیدل کے لئے افضل ہے اور داہنے
بائین طرف چلنا جائز اور ہر سمت کے چلنے مین بہتر یہی ہے کہ جنازے
کے پاس رہے تاکہ ضرورت کے وقت اوٹھانے والون کی مدد کرے اور
حق یہ ہے کہ جنازے کے آگے پیچھے دائین بائین سب طرف چلنا برابر ہے
اور بلا عذر جنازے کے ساتھ سوار ہو کے چلنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ
اور ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے قَالَ خَرَجْنَا
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ اَلَا
تَسْتَحْيُوْنَ اِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ یعنی ثوبان
نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے مین
پس آپ نے کئی آدمیون کو سوار دیکھا فرمایا کیا تمھین شرم نہین آتی بیشک
اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنے قدمون پر یعنی پیدل چلتے ہین اور تم جانورون
کی پیٹھون پر اس سے ثابت ہوا کہ جنازے کے ہمراہ سوار ہو کے چلنا
مکروہ ہے ہان لوٹتے وقت سوار ہو کے چلنا درست ہے جیسا کہ

[1] ابوداؤد نے مثل اسکے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ثوبان سے موقوفاً بھی

صحیح روایت کی گئی ہے ۱۲

ابو داؤد نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِدَابَّۃٍ وَّھُوَ مَعَ جَنَازَۃٍ فَاَبٰی اَنْ یَّرْکَبَھَا فَلَمَّا انْصَرَفَ
اُتِیَ بِدَابَّۃٍ فَرَکِبَ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ تَمْشِیْ فَلَمْ اَکُنْ لِّاَرْکَبَ وَھُمْ یَمْشُوْنَ
فَلَمَّا ذَھَبُوْا رَکِبْتُ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
میں سواری حاضر کی گئی اس حال میں کہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تھے
آپنے سوار ہونے سے انکار فرمایا پھر جب لوٹے تو سواری حاضر کیگئی تو آپ
سوار ہوئے کسی نے اس باب میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک
فرشتے پیدل چلتے تھے سو مجھے یہ نہو سکا کہ میں سوار ہولوں اور وہ پیدل
چلیں جب کہ وہ چلے گئے تو میں سوار ہو لیا اور ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے خَرَجَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَعَ جَنَازَۃِ ابْنِ
الدَّحْدَاحِ مَاشِیًا وَرَجَعَ عَلٰی فَرَسٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن دحداح
کے جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور گھوڑے پر سوار ہو کے
لوٹے اور جنازے کے ساتھ آگ لیجانا ممنوع ہے جیساکہ ابن ماجہ نے
ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ اَوْصٰی اَبُوْ مُوْسٰی حِیْنَ حَضَرَہُ
الْمَوْتُ فَقَالَ لَا تَتَّبِعُوْنِیْ بِجَمْرٍ قَالُوْا اَوَسَمِعْتَ فِیْہِ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَّسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی ابو بردہ نے کہا کہ وصیت کی ابو
موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جبکہ اونکو موت حاضر ہوئی کہ عود دان میرے ساتھ

نہ لیجانا لوگون نے کہا کیا تمنے اس باب مین کچھہ سنا ہے اونہون نے کہا ہان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور چونکہ جنازے کے ہمراہ آگ
لیجانا جاہلیت کے افعال سے ہے اس لئے اوس سے منع کیا گیا اور
جو لوگ جنازے کے ساتھہ ہون اونکو چاہیئے کہ جب تک وہ زمین پر
نہ رکھا جاوے نہ بیٹھین اس لئے کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہ سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَنِ اتَّبَعَ
جَنَازَۃً فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی تُوْضَعَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے پس جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلے تو نہ بیٹھے یہان تک کہ
رکھا جاوے یعنی زمین پر اور عورتون کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے
جیسا کہ صحیح حدیثون سے ثابت ہوتا ہے جنازے کی نماز کا بیان جاننا
چاہیئے کہ مردون پر مُردے کی نماز پڑہنا واجب ہے اس لئے کہ ایماندارون
کے ایک گروہ کا جمع ہو کے میت کے واسطے بخشش چاہنا نزول رحمت
کے لئے نہایت موثر ہے جیسا کہ ابو داؤد نے مالک بن ہبیرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَّمُوْتُ فَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا اَوْجَبَ فَکَانَ مَالِکٌ
اِذَا اسْتَقَلَّ اَھْلَ الْجَنَازَۃِ جَزَّاَھُمْ ثَلٰثَۃَ صُفُوْفٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ
کَانَ مَالِکُ بْنُ ھُبَیْرَۃَ اِذَا صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَتَقَالَّ النَّاسُ عَلَیْھَا جَزَّاَھُمْ ثَلٰثَۃَ

اَجْزَآءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ صُفُوْفٍ اَوْجَبَ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ نَحْوَہٗ یعنی مالک بن ہبیرہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہین کوئی میت کہ مرجاوے پھر نماز پڑہین اوسپر تین صفین مسلمانون کی مگر واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت اور مغفرت اوسکے لئے پس تھے مالک جس وقت کہ کم جانتے آدمیون کو تو تقسیم کرتے اون کو تین صفین بموجب اس حدیث کے اور ترمذی کی روایت مین یون ہے کہ کہا راوی نے تھے مالک بن ہبیرہ جسوقت کہ نماز پڑہتے جنازے پر یعنی ارادہ کرتے نماز پڑہنے کا پس کم جانتے لوگون کو اوسپر تو کرتے لوگون کو تین حصے یعنی تین صفین پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسپر نماز پڑہین تین صفین تو واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت کو اور روایت کیا ابن ماجہ نے مانند اسکے اور مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعًا روایت کیا ہے قَالَ مَا مِنْ مَیِّتٍ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ اُمَّۃٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ مِائَۃً کُلُّھُمْ یَشْفَعُوْنَ لَہٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِیْہِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہین کوئی میت کہ نماز پڑہے اوسپر ایک جماعت مسلمانون سے کہ پہونچین سو کر سب شفاعت کرین اوس کے واسطے مگر قبول کی جاتی ہے شفاعت اونکی میت کے حق مین اور مسلم وغیرہ مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعًا وارد ہوا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازتہ اربعون رجلاً لا یشرکون باللہ شیئاً الا شفعہم اللہ فیہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین کوئی مسلمان مرد کہ مرجاوے پہر اوسکے جنازے پر ایسے چالیس[۵۱] آدمی کہڑے ہون جو اللہ تعالی کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہون مگر اللہ تعالی اوس کے حق مین اونکی شفاعت قبول فرماتا ہے اور ثبوت اس نماز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے صاف ظاہر ہے محتاج بیان کا نہین اور یہ نماز فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعض پڑہ لین گے تو سب کے ذمے سے وجوب ساقط ہوجائیگا ورنہ سب گنہگار ہونگے اس لئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے خود مُردون پر نماز پڑہ لیتے تھے اور آپ کو اسکی اطلاع بہی نہین کرتے تھے جیساکہ اوس کالی عورت کے قصے مین وارد ہوا ہے جو مسجد شریف مین جہاڑو دیا کرتی تہی آپ کو اوسکے مرنے کی اطلاع دفن کے بعد ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیون نہ خبر کی پس اگر یہ نماز فرض عین ہوتی تو آپ ضرور ہی پڑہتے کبہی ترک نہ فرماتے اور نماز پڑہانے

[۵۱] پہلی حدیث مین سو آدمی فرمائے اور اسمین چالیس سو ظاہر یہ ہے کہ اول سو کے جمع ہونیکی فضیلت اوتری ہو پہر ازراہ فضل وکرم کے اپنے بندونکے حال پر چالیس کے جمع ہونیکی بہی فضیلت فرمائی ہو اور یہ بہی احتمال ہے کہ مراد دونون عدد سے کثرت ہے

۴ نہ عہد وخاص ۱۲ منہا وامت افاضا تہا۔

والے کو چاہیئے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اوسکے سر کے مقابل کھڑا ہوا ور جو
عورت کا ہو تو وسط کے محاذی جیساکہ امام احمد اور ابوداود اور ترمذی وغیرہ
نے روایت کیا ہے اِنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةِ رَجُلٍ
فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَلَمَّا رُفِعَتْ اُتِیَ بِجَنَازَةِ اِمْرَأَةٍ فَصَلّٰی عَلَیْهَا فَقَامَ وَسْطَهَا
فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ وَقِیْلَ لَهٗ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ
مِنَ الرَّجُلِ حَیْثُ قُمْتَ وَمِنَ الْمَرْأَةِ حَیْثُ قُمْتَ قَالَ نَعَمْ یعنی بیشک حضرت
انس نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی پس اوس کے سر کے
نزدیک کھڑے ہوئے پھر جب وہ اوٹھایا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا
گیا پس اونہون نے اوسپر نماز پڑھی اور اوس کے وسط کے مقابل کھڑے
ہوئے پس وہ اس سے پوچھی گئی اور اونسے کہا گیا کہ اسی طرح تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے مرد سے جس جگہہ تم کھڑے ہوئے
اور عورت سے جس جگہہ تم کھڑے ہوئے فرمایا ہان اور اس نماز مین چار
تکبیرین کہے جیساکہ حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس اور جابر اور عقبہ بن
عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود وغیرہ رضی اللہ
عنہم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے یا پانچ تکبیرین جیساکہ مسلم نے
عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت کیا ہے قَالَ كَانَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ یُكَبِّرُ
عَلٰی جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاِنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا یعنی عبد الرحمن نے کہا کہ زید بن ارقم ہمارے جنازون
پر چار تکبیرین کہتے تھے اور بیشک اونہون نے ایک جنازے پر پانچ تکبیرین
کہین پس ہمنے اون سے پوچھا اونہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پانچ تکبیرین کہتے تھے اور پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت
پڑہے جیساکہ امام بخاری اور سنن والون نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ
لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ یعنی اونہون نے ایک جنازے پر نماز پڑہی پس سورۂ
فاتحہ کو پڑہا اور کہا تاکہ تم جان لو کہ سورۂ فاتحہ پڑہنا سنت سے ہے اور
نسائی کی روایت مین یہ آیا ہے فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَجَهَرَ فَلَمَّا فَرَغَ
قَالَ سُنَّةٌ وَحَقٌّ یعنی پس اونہون نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑہی
اور جہر کیا یعنی پکار کے پڑہا جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا یہ سنت اور حق ہے
اور باقی تکبیرون مین جو دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول
ہوئی ہین اون کو پڑہے جیساکہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَ
غَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى
الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَ

لَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ جنازے پر نماز پڑھتے تو فرماتے اے اللہ بخشدے
ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد
اور عورت کو اے اللہ جسکو تو ہم مین سے زندہ رکھے تو زندہ رکھہ اوس کو اسلام
پر اور جس کو تو ہم مین سے وفات دے تو مار اوسکو ایمان پر اے اللہ بے
نصیب نرکھہ ہم کو اوسکے اجر سے یعنی وہ ثواب جو ہم کو بسبب اوسکی مصیبت
کے حاصل ہوا ہے اوس سے ہم کو محروم نکر اور فتنے مین نہ ڈال ہم کو اوسکے
بعد اور مسلم وغیرہ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ صَلَّی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَآئِہٖ وَھُوَ
یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ
وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ
وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ
وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ فِیْ رِوَایَۃٍ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ
حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ذٰلِکَ الْمَیِّتَ یعنی عوف نے کہا کہ نماز پڑھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے پر پس یاد رکھا مینے آپکی دعا سے کہ
آپ فرماتے تھے اے اللہ بخش اسکے گناہ اور رحمت کر اسپر یعنی قبول کر طاعتین
اسکی اور خلاص کر اسکو مکروہات سے اور معاف کر اس سے یعنی تقصیرات اسکی

اور بہتر کر مہمانی اسکی یعنی جنت مین اور کشادہ کر قبر اسکی اور پاک کر اسکو ساتھہ
پانی کے اور برف کے اور اولے کے یعنی طرح طرح کی مغفرتون کے ساتھہ
گناہون سے اسکو پاک کر اور پاکیزہ کر اسکو گناہون سے جیسے کہ پاکیزہ کرتا
ہے تو سفید کپڑے کو میل سے اور بدلہ دے اسکو گھر یعنی اوس عالم مین
بہتر اسکے گھر سے یعنی اس عالم کے اور اہل یعنی خادم بہتر اسکے اہل سے
اور بی بی بہتر اسکی بی بی سے اور داخل کر اسکو جنت مین یعنی ابتدا ئر اور پناہ
دے اسکو عذاب قبر سے یا کہا عذاب دوزخ سے اور ایک روایت مین
ہے کہ بچا اسکو فتنۂ قبر سے یعنی متحیر ہونے سے فرشتون کے جواب مین
اور آگ کے عذاب سے عوف نے کہا جب مینے یہ دعا حضرت سے
اوس میت کے لئے سنی تو مجھے رشک آیا یہان تک کہ آرزو کی مینے کہ یہ
میت مین ہوتا یعنی تاکہ حضرت میرے لئے یہ دعا فرماتے اور ابو داؤد و
ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑہو تو خوب خلوص سے اوسکے
لئے دعا مانگو یعنی کسی کے دکہانے سنانے کیلئے نہو بلکہ حضور دل سے خاص اللہ
تعالی ہی کی خوشنودی مقصود ہو ان دعاؤن کے سوا اور بہت سی دعائین
حدیث شریف مین وارد ہوئی ہین پس جو دعائین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

سکھالی ہین اونہین کو پڑہنا افضل ہے اس لئے کہ برکت انہین مین ہے اور
امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسند مین ابوامامہ بن سہل سے روایت
کیا ہے اِنَّہٗ اَخْبَرَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّ السُّنَّۃَ
فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ اَنْ یُّکَبِّرَ الْاِمَامُ ثُمَّ یَقْرَأُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بَعْدَ التَّکْبِیْرَۃِ
الْاُوْلٰی سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَیُخْلِصُ الدُّعَاءَ
لِلْجَنَازَۃِ فِی التَّکْبِیْرَاتِ وَلَا یَقْرَأُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْھُنَّ ثُمَّ یُسَلِّمُ سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ قَالَ
فِی الْفَتْحِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی ابوامامہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب
مین سے ایک شخص نے اس بات کی خبر دی کہ مسنون طریقہ جنازے کی نماز
کا یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پہر پہلی تکبیر کے بعد آہستہ سے سورۂ فاتحہ پڑہے پہر
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بہیجے اور باقی تکبیرون مین خلوص دل سے
میت کے لئے دعا مانگے اور اون مین اور کچہہ نہ پڑہے پہر آہستہ سے سلام
پہیر دے فتح الباری مین کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے حنفیہ کے
نزدیک جنازے کی نماز مین چار تکبیرین ہین اول کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ
دوسری کے بعد نماز کا درود پڑہے تیسرے کے بعد میت کے لئے دعا کرے
چوتھی کے بعد کچہہ نہ پڑہے سلام پہیرے اور بچے کی نماز مین یہ دعا پڑہے
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

فائدہ اور جس طرح مرد اور عورت کے جنازے پر نماز پڑہنا ضرور ہے اسی طرح

بچے کے جنازے پر بھی ضرور چاہیئے گو پیدا ہوتے ہی مر جاوے اور جو مرا
بچا پیدا ہوا اور کوئی نشان زندگی کا نہ پایا جاوے جیسے اوسکا آواز کرنا یا
اوس کے کسی عضو کا ہلنا تو اوسپر نماز نہ پڑھنی چاہیئے جیسا کہ جابر رضی اللہ
عنہ سے وارد ہوا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلطِّفْلُ لَا
یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ حَتّٰی یَسْتَہِلَّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ
اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ وَلَا یُوْرَثُ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ بچے کی نہ نماز پڑھی جاوے اوسپر اور نہ وہ وارث ہو اور نہ کوئی اوسکا
وارث بنے یہان تک کہ وہ آواز کرے روایت کیا اسکو ترمذی و ابن ماجہ نے
مگر ابن ماجہ نے ولا یورث کا لفظ ذکر نہین کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بچا
مرا ہوا پیدا ہوا اور بعد پیدا ہونے کے آواز نکرے اوسپر نماز پڑھنی نچاہیئے
یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کا ہے اور امام احمد
رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ چار مہینے دس دن کے بعد پیدا ہو تو اوسپر
نماز پڑھنی چاہیئے گو پیدا ہونے کے وقت آواز یا حرکت عضو کی معلوم نہو
فائدہ جس شخص نے غنیمت کے مال مین خیانت کی ہو یا اپنے تئین آپ ہلاک
کیا خواہ کافر ہو یا لڑائی مین شہید ہوا یا جس نے عمر بھر نماز نہ پڑھی ہو ان سب پر
جنازے کی نماز نہ پڑھنی چاہیئے دیکھو خیبر کی لڑائی مین ایک شخص نے غنیمت
کے مال مین خیانت کی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر نماز نہ پڑھی

جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور
ایک شخص نے تیر کی بھال سے اپنے تئین ہلال کیا تھا اوسپر بھی آپنے
نماز نہین پڑہی جیسا کہ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کافر پر نماز نہ پڑہنے
کی تصریح قرآن شریف مین سورہ توبہ کے دسوین رکوع کی اس آیت مین
مذکور ہے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ یعنی
اور نماز نہ پڑہ اون مین کسی پر جو مر جاوے کبھی اور نہ کھڑا ہوا اوسکی قبر پر اسی لئے
کسی کافر کے جنازے پر نماز پڑہنا آپ سے منقول نہین ہوا اور شہید پر
نماز نہ پڑہنے کا حال غسل کے بیان مین گذر چکا فائدہ غائب میت پر
نماز پڑہنا درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَعٰی لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ
الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَخَرَجَ بِھِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِھِمْ وَ
کَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے
مرنے کی لوگون کو خبر دی جس دن کہ وہ مرا اور نکلے ہمراہ صحابہ کے طرف
عیدگاہ کے پہر صف باندہی ساتھہ اونکے اور چار تکبیرین کہین ف نجاشی
حبش کے بادشاہ کا لقب ہے اور اوسکا نام اصحمہ اور نصرانی دین رکھتا تھا
پہر مسلمان ہوگیا جب اپنے ملک مین اوسکا انتقال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ مین اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے عیدگاہ

مین تشریف لیجاکے غائبانہ اوسپر جنازے کی نماز پڑہی پس اس سے ثابت
ہوا کہ جب کوئی شخص کسی جگہہ مرجاوے اور اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہو تو اوسپر
غائبانہ نماز پڑہنا درست ہے اسی طرح قبر پر نماز پڑہنا بہی درست ہے جیسا کہ
بخاری و مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَیْلًا فَقَالَ مَتٰی دُفِنَ ھٰذَا قَالُوا الْبَارِحَۃَ قَالَ
اَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالُوْا دَفَنَّاہُ فِیْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ فَکَرِھْنَا اَنْ نُوْقِظَکَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَہٗ
فَصَلّٰی عَلَیْہِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے ایک قبر پر
کہ دفن کیا گیا تھا مردہ اوسمین رات کو پس فرمایا کب دفن کیا گیا ہی یہ صحابہ نے عرض کیا
کہ آج کی رات فرمایا پس کیون نہ خبر کی تمنے مجکو صحابہ نے عرض کیا کہ دفن
کیا ہمنے اوسکو اندہیری رات مین پس مکروہ جانا ہمنے جگانا آپ کا پہر کہڑے ہوئے
حضرت پس صف باندہی ہمنے پیچہے حضرت کے پس نماز پڑہی اوسپر پس
اس سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد بہی قبر پر نماز پڑہنا درست ہے فائدہ مسجد
مین جنازے کی نماز پڑہنا جائز ہے مکروہ نہین اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بیضاء کے دونون بیٹون پر مسجد مین نماز پڑہی تہی جیسا کہ
مسلم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے اِنَّ عَائِشَۃَ لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ
اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَتْ اُدْخُلُوْا بِہِ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَاُنْکِرَ ذٰلِکَ عَلَیْھَا فَقَالَتْ وَاللّٰہِ
لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اِبْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ

سُهَيْلٍ وَّاَخِيْهِ یعنی جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی تو حضرت عائشہ
نے کہا داخل کرواون کو مسجد مین تاکہ نماز پڑہون مین اونپر پس انکار کیا گیا یہ
حضرت عائشہ پر پس فرمایا حضرت عائشہ نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق نماز
پڑہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر دونون بیٹون بیضاء کے
مسجد مین یعنی سہیل اور اوسکے بہائی پر اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے
روایت کیا ہے اِنَّ الصَّحَابَةَ صَلَّوْا عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِى
الْمَسْجِدِ یعنی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر
مسجد مین نماز پڑہی اور جو لوگ مکروہ کہتے ہین اونکی دلیلین ضعیف ہین فائدہ
جس طرح جماعت سے جنازے کی نماز پڑہنا مشروع ہے اسی طرح الگ لگ
پڑہنا بہی درست ہے مگر یہ ضرورت کے وقت ہی ورنہ جسقدر جماعت زیادہ ہوگی اوسیقدر
فضیلت زائد اور میت کا نفع ہی فائدہ جو شخص فقط جنازے کی نماز مین شریک ہوگا
اوسکو ایک قیراط اجر ملیگا اور جو کوئی اوسکے دفن ہونے تک شامل رہیگا اوسکو دو قیراط
بہر اجر ملیگا جیسا کہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَمَنْ تَبِعَهَا حَتّٰى يُقْضٰى دَفْنُهَا
فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ اَحَدُهُمَا اَوْ اَصْغَرُهُمَا مِثْلُ اُحُدٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عُمَرَ
فَاَرْسَلَ اِلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ صَدَقَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِىْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اوسکے لئے ایک قیراط کا ثواب ہے
اور جو اوس کے ساتھ جاوے یہان تک کہ اوسکو دفن کر چکین تو اوس کے
واسطے دو قیراط ہین ایک اون مین کا یا چھوٹا اون مین کا مثل احد کے پہاڑ
کے ہے ابو ہریرہ کہتے ہین کہ مین نے ابن عمر سے اس کا ذکر کیا اونہون حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیجا اوسنے اونسے یہ قصہ پوچھا حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو ہریرہ نے سچ کہا ابن عمر کہنے لگے بیشک
ہم نے بہت قیراطون کا نقصان کیا فائدہ جنازے کی نماز پڑھنا اور اوسکے
ساتھ جانا اور دفن تک وہان ٹھیرنا مردون کے لئے ضرور ہے عورتون کے
واسطے نہین اس لئے کہ نہ اون کو جنازے کے ساتھ جانا جائز ہے اور نہ
انکا لیجانا درست پس مسلمان مردون کو چاہیئے کہ جہان تک ہو سکے جنازے
کی نماز مین شریک ہون اور اوس کے دفن ہونے تک حاضر رہین تا کہ
ثواب کثیر پاوین ہان اگر کسی شدید ضرورت کے سبب سے فقط نماز
پڑھکے چلے آوین تو جائز ہے مگر ثواب کم ملے گا۔

فصل دفن کرنیکے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جیسے مردے کو نہلانا کفنانا اوسپر نماز پڑھنا واجب ہے اسی طرح
اوسکو دفنانا بھی واجب ہے پس جب جنازے کی نماز پڑھ چکین تو اوس کو

قبر کے پاس لائین اور چار پانچ آدمی آہستہ سے اوسکی لاش اوٹھا کے
بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھتے ہوئے قبر کی پائنتی سے اوسکے
سر کو پہلے قبر مین اوتار کے قبلہ رُخ اوسکو لٹاوین اور کفن کے بند کھولدین پھر
اوس کے موہنہ پر سے چادر ہٹاوین تاکہ چہرہ کھلجاوے اور باقی تمام بدن
کو کفن مین لپٹا اور چھپا رہنے دین اور قبر مین اوتارنے والے اگر میت کے
وارث اور عزیز قریب ہون تو بہتر ہے اسلئے کہ وہ سب پر مقدم ہین اور
مجبوری سے غیر کا اوتارنا بھی جائز ہے اور عورت کے واسطے افضل یہ ہے
کہ وارثون مین سے جو اوس کے محرم ہون وہ اوسکو قبر مین اوتارین اور ضرورت
کے وقت غیر مرد کا بھی اوتارنا جائز ہے اور مردے کو قبر مین رکھتے وقت
بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے
جیساکہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَدْخَلَ الْمَیِّتَ الْقَبْرَ
قَالَ بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو قبر مین اُتارنے لگتے تو
یہی لفظین فرماتے تھے یعنی اوتارتا ہون مین اللہ کے نام کے ساتھہ اور اللہ
کے حکم کے ساتھہ اور رسول خدا کی شریعت پر اور ابوداؤد کی روایت مین بجاے
لفظ ملت کے لفظ سنت وارد ہوا ہے اور مردے کو قبر کی پائنتی سے اوتارنے

کی وہ حدیث دلیل ہے جو ابوداؤد نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے اِنَّہٗ اَدْخَلَ مَیِّتًا مِّنْ قِبَلِ رِجْلِی الْقَبْرِ وَقَالَ ھٰذَا مِنَ السُّنَّۃِ
یعنی مقرر عبداللہ بن زید نے کسی میت کو قبر کی پائنتی سے اوتارا اور کہا
یہ سنت سے ہے اور قبلہ رُخ لٹانے مین کسی کا اختلاف نہین ہے پھر مردے
کو قبر مین قبلہ رُخ لٹانے کے بعد اگر لحد بنائی گئی ہو تو اوس کو کچی اینٹون سے
بند کردین اور جو شق بنی ہو تو پتھر کے پٹیون یا لکڑی کے تختون سے اوسکو
پاٹ کے روزنون کو مٹی کے ڈھیلون یا پتھر کے ٹکڑون سے بند کردین اسکے
بعد حاضرین مین سے ہر شخص اپنے دونون ہاتھون سے تین لپ بھر کے
میت پر مٹی ڈالے جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو محمد کے
بیٹے ہین اپنے باپ یعنی امام باقرؒ سے بطریق ارسال کے روایت کیا ہے
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَثٰی عَلَی الْمَیِّتِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ بِیَدَیْہِ جَمِیْعًا
وَاِنَّہٗ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ یعنی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈالین میت پر تین لپین ساتھہ دونون ہاتھہ
اپنے کے اکٹھا کرکے اور بیشک حضرت نے چھڑکا پانی اوپر قبر بیٹے اپنے ابراہیم
کے اور رکھے قبر پر سنگریزے یعنی نشان کے لئے روایت کیا اسکو شرح
السنہ مین اور روایت کی امام شافعی نے لفظ رش سے اور بزار اور
دارقطنی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَتّٰی عَلٰی قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ ثَلٰثًا یعنی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر تین
لپ بھر کے مٹی ڈالی اور میت پر اوس کے سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالی
جیسا کہ ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ ثُمَّ اَتٰی قَبْرَ الْمَیِّتِ
فَحَثٰی عَلَیْہِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ ثَلٰثًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
جنازے کی نماز پڑھی پھر میت کی قبر پر تشریف لائے پس اوس کے سر کی
جانب سے تین لپ بھر کے اوپر مٹی ڈالے علماے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ
فرماتے ہین کہ پہلے لپ ڈالتے وقت مِنْہَا خَلَقْنَاکُمْ اور دوسرے کے
وقت وَفِیْہَا نُعِیْدُکُمْ اور تیسرے کے وقت وَمِنْہَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی
کہے پھر جب سب لوگ مٹی دے چکین تو قبر پر پانی چھڑکین اور یہ مستحب ہے
اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ
عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا تھا جیسا کہ امام شافعی نے اور ابو داؤد نے اپنے
مراسیل مین روایت کیا ہے اور ابن ماجہ مین آیا ہے قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ سَلَّ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَرَشَّ عَلٰی قَبْرِہٖ مَاءً یعنی ابو رافع نے کہا کہ
نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو جنازے مین سے سر کی

[1] روضۂ ندیہ مین لکھا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے نہ جیسا کہ ابو حاتم نے کہا ہے ۱۲

طرف سے اور چھڑکا اونکی قبر پر پانی اور حکم فرمایا آپ نے پانی چھڑکنے کا
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر جیسا کہ بزار کی روایت مین آیا
ہے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَاءَ
بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَاَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ حَتّٰی انْتَہٰی اِلٰی رِجْلَیْہِ یعنی جابر نے کہا کہ چھڑکی
گئی قبر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تھا وہ شخص کہ جسنے ڈالا پانی
حضرت کی قبر پر بلال بن رباح ساتھ مشک کے شروع کیا چھڑکنا سر کی
طرف سے یہان تک کہ پہونچا دیا پائون تک اور جب پانی چھڑک چکین
تو قبر کی مٹی برابر کر کے اوسپر سنگریزے رکھدین اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی
قبر پر سنگریزے رکھے تھے جیسا کہ شرح السنہ مین آیا ہے اور امام شافعی
رضی اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے اور سابق مین ذکر ہو چکا ہے یا پہچان
کے واسطے قبر پر پتھر رکھدین جیسا کہ ابو داؤد نے مطلب بن ابی وداعہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ
بِجَنَازَتِہٖ فَدُفِنَ وَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا اَنْ یَّاْتِیَہٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ
یَسْتَطِعْ حَمْلَہَا فَقَامَ اِلَیْہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَیْہِ قَالَ
الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِیْ یُخْبِرُنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَمَلَ
عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِيْ وَاَدْفِنُ
اِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِيْ یعنی مطلب نے کہا جبکہ مرے
عثمان بن مظعون تو نکالا گیا جنازہ اونکا پس دفن کیے گئے اور حکم دیا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہ لاوے آپ کے پاس ایک
پتھر یعنی بڑا پتھر تاکہ علامت کے لئے رکھا جاوے پس نہ اوٹھا سکا وہ
شخص اوس پتھر کو پھر کھڑے ہوئے طرف اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور آستینین چڑھائین دونون ہاتھون کی کہا مطلب راوی نے کہ کہا
اوس شخص نے کہ خبر دی مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گویا کہ مین
دیکھتا ہون طرف سفیدی دونون ہاتھون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اوس وقت کہ کھولا اون دونون کو پھر اوٹھایا اوسکو پس رکھا اوسکو
سرہانے قبر عثمان کے اور فرمایا نشان کیا مینے ساتھ اسکے اپنے بھائی
کی قبر کا اور دفن کرونگا مین پاس اونکے اوس شخص کو کہ مریگا اہل میری سے
ف عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دودہ شریک
بھائی تھے پہلے پہل انکے پاس حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے صاحبزادے دفن کیے گئے پس اس سے معلوم ہوا کہ پہچان کے
لئے قبر پر نشانی رکھنا اور عزیز اقارب کا ایک جگہہ دفن کرنا مستحب ہے۔

فائدہ قبر کو بالشت بھر بلند کرنا چاہیے جیسا کہ سعید بن منصور اور بیہقی نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ وَرَفَعَہٗ شِبْرًا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اوسپر سنگریزے رکھے اور بالشت بھر اوسکو بلند کیا پس اس سے زیادہ بلند کرنا منع ہے جیسا کہ بہت سی حدیثون مین وارد ہوا ہے علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبر کو مسطح اور مسنّم دونون طرح بنانا جائز ہے مگر افضلیت مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک قبر کی مٹی برابر کر کے دونون جانب سے ڈھالوان بنا دینا اور درمیان مین اونچا رکھنا کہ بطور اونٹ کے کوہان کے ہوجاوے افضل ہے اس لئے کہ بخاری نے سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اَنَّہٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا یعنی سفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کو اونٹ کے کوہان کے مثل دیکھا اور اور صحیح حدیثون سے بھی اس طرح کی قبر بنانا ثابت ہوتا ہے اسی لئے امام مالک اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک قبر مسنم بنانا بہتر ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک برابر مسطح بنانا افضل ہے جیسا کہ ابوداؤد نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْتُ

يَا أُمَّاهُ اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ مَبْطُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ

یعنی قاسم نے کہا کہ گیا مین حضرت عائشہ کے پاس پس کہا مینے اے مان میری کھولدو میرے لئے قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اونکے دونون یارون کی یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پس کھولدین میرے لیے تینون قبرین نہ تہین بہت بلند اور نہ متصل ساتھہ زمین کے یعنی بلکہ بالشت بالشت بر بلند تہین بچھی ہوئی تہین ساتھہ کنکریون سرخ میدان کے یعنی جو کہ گرد مدینہ مطہرہ کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قبر شریف مسطح تہی مسنم نہ تہی اور بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو مسطح برابر بناوین مسنم نکرین اس لئے کہ مسلم نے ابی الہیاج اسدی تابعی سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ یعنی ابو الہیاج نے کہا کہ فرمایا مجھسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ بہیجون مین تجھکو اوس کام پر کہ بہیجا مجھکو اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چہوڑ تو کسی تصویر کو مگر کہ مٹا دے اوسکو اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو پس اس سے معلوم ہوا کہ خود آپ نے قبر کے برابر کرنے کا حکم فرمایا رہی سفیان تمار کی حدیث کہ اونہون نے آپ کی قبر کو مسنم دیکہا سو اس کا

جواب یون ہو سکتا ہے کہ شروع مین آپ کی قبر مسنم نہ تھی بلکہ مسطح برابر تھی
پھر جبکہ دیوار قبر شریف کو عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی امارت مین بنایا
تو اوسکو بلند کر دیا ہو فائدہ دفن کے سب کامون سے فارغ ہونے کے بعد
کھڑے ہو کے میت کے لیے بخشش چاہین اور اللہ تعالیٰ سے اس بات
کی دعا مانگین کہ وہ سوال وجواب کے وقت ثابت قدم رہے جیسا کہ ابو داؤد
نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْہِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَاسْئَلُوْا
لَہُ التَّثْبِیْتَ فَاِنَّہُ الْاٰنَ یُسْأَلُ یعنی تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ فارغ ہوتے دفن
میت سے تو اوسپر ٹھیرتے پھر فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کے لیے
اور سوال کرو واسطے اوسکے ثابت رہنے کا پس بیشک وہ اسوقت سوال
کیا جاتا ہے فائدہ مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن کرنین نہایت جلدی کرین
یہان تک کہ اگر رات ہو اور اوسکی تجہیز وتکفین کا سب سامان اور نماز پڑھنے
والے اور اوٹھانے والے جمع ہو جاوین تو رات ہی کو دفن کر دین جیسا کہ ترمذی
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت[1] کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَہُ سِرَاجٌ فَاَخَذَہُ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَۃِ وَقَالَ
رَحِمَکَ اللّٰہُ اِنْ کُنْتَ لَاَوَّاھًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ وَکَبَّرَ عَلَیْہِ اَرْبَعًا

[1] ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شرح السنہ مین کہا ہے کہ اسکی اسناد ضعیف ہے ۱۲

یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے
ایک قبر مین رات کو یعنی ایک شخص کے دفن کرنے کے
لئے پس روشن کیا گیا آپ کے لئے چراغ پس لیا آپنے
میت کو جانب قبلہ سے اور فرمایا رحمت کرے تجھکو اللہ تحقیق تھا تو بہت
رونیوالا بسبب خوف خدا کے اور بہت تلاوت کرنے والا قرآن کا یعنی
تو ان دونون چیزون کے سبب سے رحمت و مغفرت کا مستحق ہوا اور
اوسپر چار تکبیرین کہین اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت دفن کرنا درست ہے
سوائے اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو بعد عشا کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کو رات کے وقت دفن کیا فائدہ میت کو جس جگہہ گھر مین مرے اوسی جگہہ
دفن کرنے کی اگرچہ ممانعت نہین لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مسلمانون
کے قبرستان مین دفن کرین اور علماے حنفیہ کے نزدیک گھر مین دفن
کرنا نہ چاہیے اس لئے کہ گھر مین دفن کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھہ خاص
تھا اور میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گانون
سے دوسرے گانون لیجانا مکروہ اور خلاف سنت ہے بلکہ جس شہر اور
گانون مین مرے وہین اوسکو دفن کرنا چاہیے جیسا کہ ترمذی نے ابن ابی ملیکہ
سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ بِالْحُبْشِيِّ وَهُوَ

مَوْضِعٌ يُحْمَلُ إِلَى مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ
أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ ۔ وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً ۔ مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكًا ۔ لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا ۔ ثُمَّ قَالَتْ
وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ یعنی ابن ابی

ملیکہ نے کہا کہ وفات ہوئی عبدالرحمن بن ابی بکر کی حبشے مین اور وہ ایک
جگہہ ہے پہر لائے گئے وہ طرف مکے کے پہر دفن کئے گئے مکے مین پس
جبکہ آئین حضرت عائشہ مکے مین حج کے لیئے تو آئین پاس قبر عبدالرحمن
کے کہ انکے بہائی تہے پس کہا اور تہے ہم مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے
جدا نہ تہے آپس مین مدت مدید سے یہان تک کہ کہا گیا ہرگز جدا نہون گے
پس جب ہم جدا ہوئے تو گویا مین اور مالک باوجود بہت مدت ساتہہ
رہنے کے نہین گذاری ہمنے ایک رات اکٹہے پہر کہا حضرت عائشہ نے
قسم ہے اللہ کی اگر حاضر ہوتی مین تیرے پاس وقت مرنے کے تو دفن
نہ کیا جاتا تو مگر اوسی جگہہ کہ تہا تو یعنی اس لیئے کہ نقل نہ کرنا مکان موت سے
سنت اور افضل ہے اور اگر حاضر ہوتی مین تیرے پاس وقت وفات کے
تو زیارت نہ کرتی مین تیری فائدہ حبشی نام ایک موضع کا ہے قریب مکہ
اور بعضون نے کہا ہے کہ ایک منزل ہے مکے سے اور پس کہا یعنی حضرت
عائشہ نے دو بیتین پڑہین حسب حال اپنے بہائی کے فراق مین اور یہ

بیتین تمیم بن نویرہ نے کہی تہین بیچ مرثیے بھائی اپنے مالک بن نویرہ کے
کہ اوسکو خالد بن ولید نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت مین مارڈالا تہا
معنی بیتون کے یہ ہین کہ تمیم کہتا ہے کہ تہے ہم مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے مدت مدید مانہ سے جذیمہ
نام ایک بادشاہ کا ہے کہ عراق اور جزیرۂ عرب اپنے تصرف مین رکہتا تہا
اور اس بادشاہ کے دو ہمنشین تہے مالک اور عقیل کہ چالیس برس تک
دونون ہمنشین اور ندیم اوس کے رہے اور اونکو نعمان نے مارا اون کے
قتل کا بہی قصہ عجیب ہے مقامات حریری مین مذکور ہے پس تمیم اپنے
بہائی کے مرثیے مین کہتا ہے کہ ہم اور تو ہمنشین اور محبت رکہنے والے
رہتے تہے اور جدا نہ تہے ایک مدت دراز مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے
کہ وہ اس طرح آپسمین اخلاص اور ہمنشینی ایک مدت سے رکہتے تہے
کہ لوگ بسبب جمع ہونے کے مدت دراز سے کہتے تہے کہ یہ ہرگز جدا نہونگے
پہر تمیم کہتا ہے کہ پس جب جدا ہوئے ہم یعنی مین اور مالک بسبب مرنے
مالک کے تو گویا مین اور مالک باوجود جمع ہونے کے ایک مدت دراز
تک ایک رات بہی ساتھ نرہے تہے یعنی وہ مدت دراز آنے بودیا خواب
اور نہ زیارت کرتی مین یعنی دوبارہ اسلئے کہ حضرت نے لعنت کی ہے
قبرون کی زیارت کرنے والی عورتون کو ولیکن ازبسکہ تجہے مرتے ہوئے نہ دیکہا
تہا زیارت تیری قبر کی تا قائم مقام ملاقات کے ہو پس اس سے معلوم ہوا

میت کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانا نچاہیئے ہان ضرورت شدید
کے وقت جیسے دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو تو نقل کرنا جائز ہے
اور دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا نچاہیئے مگر جو بغیر غسل یا کفن
کے دفن کردیا ہو یا غصب کی زمین اور کفن مین دفن کیا گیا ہو یا اوس کے
ساتھ مال دفن ہوگیا ہو اگرچہ درہم بہر کیون نہ ہو تو اوس کا قبر سے نکالنا
درست ہے لیکن غسل کے واسطے مردے کا نکالنا اوس وقت تک جائز
ہے کہ بعد نکالنے کے اوسکو نہلا سکین اور جو اوس کے بگڑ جانے کا گمان
غالب ہو تو پھر نکالنا جائز نہین اس فصل مین جن باتون کا ذکر ہوا مسلمان مرد
اور عورتون کو چاہیے کہ اونکا خوب خیال رکھین اور شادی غمی وغیرہ مین شرع
شریف کی پابندی اختیار کرین اور خلاف شرع رسمون سے بچتے رہین اور
بال برابر بھی کتاب وسنت کی مخالفت نہ کرین اور مرتے وقت بھی اسکا
دھیان رکھین کہ جو باتین اور رسمین خلاف شرع ہون اونکی وصیت نکرین
اس لئے کہ اول تو خلاف شریعت وصیت کرنا حرام ہے اور دوسرے اس
قسم کی وصیت جاری نہین ہوتی یعنی وارثون کو اوسکا کرنا ضرور نہین تیسرے
اگر ورثا اوس کے موافق عمل کرینگے تو وہ اور مردہ دونو گنہگار اور آخرت کے
مواخذے مین گرفتار ہون گے۔

فصل تعزیت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ تعزیت مصیبت زدہ کی تسلی کرنے اور رنج و بلا مین اوسے صبر کرنے کی رغبت دلانے کو کہتے ہین اور عزیز قریب کے مرنے سے بڑھکر دنیا مین کوئی مصیبت اور غم نہین ہے پس جب کسی عزیز اقارب یا دوست آشنا کے یہان غمی ہوجاوے تو میت کے وارثون کے پاس جاکے اونکی تسلی اور تشفی کرین اور مردے کے لئے مغفرت کی دعا مانگین اور صبر کی فضیلت اور اوسکا ثواب بیان کرین تاکہ اون کی دل کو تسکین ہو اور سب رنج و الم دور ہوجاوے اسی لئے شرع مین تعزیت کرنا مستحب ہے اور اسکی فضیلت مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین جیسا کہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت[۱] کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّۃِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے اوس عورت کو جس کا بیٹا مرگیا ہو اوس کو بہشت مین عمدہ لباس پہنایا جاویگا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت[۲] کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ

---

[۱] ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے، [۲] قال الترمذی ہذا حدیث غریب لا نعرفہ مرفوعًا الا من حدیث علی بن عاصم الراوی وقال وروٰہ بعضہم عن محمد بن سوقۃ ہذا الاسناد موقوفًا یعنی کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے نہین پہچانتے ہم اسکو مرفوع مگر حدیث علی بن عاصم راوی سے اور کہا ترمذی نے کہ روایت کیا بعض محدثین نے محمد بن سوقہ سے ساتھ اس اسناد کے موقوف ابن مسعود پر ۱۲۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے کسی مصیبت زدہ
کو تو اوسے مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملیگا ف مصیبت زدہ اس سے
عام ہے کہ اوسکا کوئی مرگیا ہو یا اور کسی آفت مین گرفتار ہوا ہو سو جو کوئی اوسے
صبر کرنے پر رغبت دلاتا ہے اور اوس کے پاس جاکے یا خط کتابت سے
اوس کی تسلی کرتا ہے تو اوس کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا
آفت رسیدہ کو صبر کرنے پر اجر ملتا ہے اس لیئے کہ یہ
شخص اوس کے صبر کرنے کا باعث ہوا ہے اور حدیث ضعیف
مین وارد ہوا ہے اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ وَاللّٰہُ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّھْفَانِ رَوَاہُ
اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَاَبُوْیَعْلٰی فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالضِّیَاءُ عَنْ اَبِیْ بُرَیْدَۃَ ابْنِ اَبِی الدُّنْیَا
فِیْ فَضْلِ الْحَوَائِجِ عَنْ اَنَسٍ یعنی نیکی کی راہ بتانے والا مانند نیکی کرنے
والے کے ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے مظلوم کی فریاد رسی کو روایت کیا
اسکو احمد نے اپنے مسند مین اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین اور ضیاء نے
بریدہ بن ابی الدنیا سے فضل حوائج مین انس سے ف جامع صغیر مین
حرف دال مین اس حدیث کو انہین لفظون کے ساتھ لکھا ہے اور ضعیف
وصحیح کی کوئی علامت نہین کی اور الف ونون کی بحث مین یون لکھا ہے
اِنَّ الدَّالَّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ ض یعنی یہان علامت
ضعیف کی لکھی ہے فائدہ مستحب زمانہ تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے

اس کے بعد پھر مکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا مصیبت زدہ اوس وقت
حاضر نہو تو جب ملے اوسی وقت تعزیت کرنا جائز ہے اور جو میت کے ورثا
بہت جزع فزع مین مبتلا نہون تو دفن کے بعد ہی تعزیت کرنا بہتر ہے ورنہ
دفن سے پہلے افضل ہے اسلئے کہ غرض تعزیت سے اونکو صبر پر رغبت
دلانا اور اونکی تسلی کرنا ہے پس جب اسکا محل اور موقع ہو اوسی وقت اولیٰ
ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے رشتے دار چھوٹے ہون یا بڑے مرد ہون
یا عورت سب کی تعزیت کرنا چاہیے ہان اون مین سے جوان عورت کی اوسکے
محرم کے سوا اور کوئی تعزیت نکرے اور طریقہ تعزیت کا یہ ہے کہ پہلے مصیبت زدہ
کو سلام پھر اوس سے مصافحہ کرین اور نہایت تواضع وانکسار سے پیش آوین
اور بہت باتین نہ کرین اور نہ مسکراوین اور اوس سے یہ کہین کہ اللہ تعالیٰ میت
کی بخشش کرے اور اوس سے درگذر فرماوے اور اوس کو اپنی رحمت
واسعہ سے جنت مین داخل کرے اور تجھکو اوسکی مصیبت پر صبر نصیب
کرے اور ثواب عطا فرماوے اور تعزیت کی سب لفظون مین سے بہتر وہ
لفظین ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے
ارشاد فرمائی ہین اور وہ یہ ہین اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ
مُّسَمًّی یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز اوسنے لی اور اوسی کی ملک ہے جو چیز
اوس نے دی اور ہر چیز کا اوسکے نزدیک ایک وقت مقرر ہے سبحان اللہ

کیا نورانی الفاظ ہین اور ہر لفظ مین کیسی توحید اور صبر کی کس قدر ترغیب
بھری ہوئی ہے کیسا ہی مصیبت زدہ کتنے ہی غم مین مبتلا کیون نہو اگر ان
مبارک لفظون کو صدق دل سے کان دھر کے سن لے خدا چاہے تو سارا
غم والم دور ہو جاوے پس جب کسیکی تعزیت کیا کرین تو ضرور ہے ان لفظون
کو کہا کرین اس لئے کہ جو برکت اللہ تعالی نے ان لفظون مین رکھی ہے وہ
اور الفاظ مین کہان اور جو کافر مرجاوے اور اوس کے رشتے دار مسلمان
ہون تو اوسکی تعزیت مین یون کہین کہ اللہ تعالی تمہین بہت ثواب دے
اور اچھی تسلی عنایت فرماوے اور جو میت مسلمان اور اوس کے قرابت
والے کافر ہون تو اس طرح تعزیت کرین کہ اللہ تعالی تمہین اچھی تسلی دے
اور میت کو بخشے اور جو میت اور قرابتی دونون کافر ہون تو یون کہین کہ
اللہ تعالی تمہین بدلا دے اور تمہارے لوگ کم نہ کرے اور ایک مرتبہ
تعزیت کرنا کفایت کرتا ہے تیسرے دن یا دسوین بیسوین روز میت کے
گھر مین لوگون کا جمع ہونا بدعت ہے سفر السعادۃ مین لکھا ہے کہ جنازے
کی نماز کے سوا پھر کبھی میت کے لئے لوگون کا جمع ہونا بدعت ہے بہت سے
علماے متاخرین کہتے ہین کہ صاحب میت کے پاس لوگون کا جمع ہونا
مکروہ ہے اور یہ امر تو نہایت ہی مکروہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے دروازے
پر بیٹھے اور لوگ جمع ہو کے اوس کی تعزیت کرین اس لئے کہ یہ جاہلیت

کی رسمون سے ہے پس بہتر یہ ہے کہ جب لوگ دفن سے فارغ ہو کے پھرین
تو اون کو چاہیئے کہ متفرق ہو جاوین اور اپنے کاروبار مین مشغول ہون اسی
طرح جس کے یہان غمی ہو گئی ہے اوسکو بھی چاہیئے کہ اپنے کام مین مصروف
ہو اور عورتون کو چاہیئے کہ جس کے گھر تعزیت کے لئے جاوین تو اوس سے
فارغ ہو کے چلی آوین دو چار روز وہان نہ رہین اس لیے کہ سوائے میت کے
اقارب کے غیرون کا گھر مین مجمع کرنا درست نہین بلکہ مکروہ ہے اور میت کے
اقارب کو تین روز تک اوسکے غم مین بیٹھنا جائز ہے اور جو نہ بیٹھین تو اولیٰ
ہے فائدہ میت والے کے گھر کھانا پکا کے بھیجنا درست ہے اس لئے
کہ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاھُمْ مَا یَشْغَلُھُمْ یعنی عبداللہ نے کہا
جبکہ آئی خبر جعفر کے مرنے کی تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی اہل بیت
کو کہ تیار کرو واسطے لوگون جعفر کے کھانا پس تحقیق آئی ہے اونکو وہ چیز کہ
باز رکھتی ہے اونکو کھانا پکانے سے یعنی جعفر کے مرنے کی خبر پس اس حدیث
شریف سے ثابت ہوا کہ قرابت والون اور ہمسایون کو چاہیئے کہ کھانا پکا
کے صاحب میت کے یہان بھیجین اس لئے کہ یہ مستحب ہے اور کھانا اسقدر
ہونا چاہیئے کہ وہ دونون وقت اوسکو پیٹ بھر کے کھالین اور بعض علما یہ

فرماتے ہین کہ تین دن تک کھانا بھیجنا حلال ہے اس لئے کہ یہ تعزیت کے
دن ہین اور یہ کھانا جو غمی والون کے لئے بھیجا جاتا ہے غیرون کو اسکا کھانا
درست ہے یا نہین علما کا اسمین اختلاف ہے بعض کہتے ہین ناجائز ہے
اور بعض کے نزدیک درست اور جب کھانا پکا کے میت والون کے یہان
لیجاوین تو سنت یہ ہے کہ نہایت اصرار سے اونکو کھانا کھلاوین اسواسطے
کہ اگر وہ زیادتی غم یا حیا کے سبب سے نہ کھائین گے تو اونکو زیادہ ضعف
ہوجاویگا پھر ضروری کاروبار مین حرج واقع ہوگا اور یہ کھانا نوحہ کرنے
والی عورتون کے واسطے بھیجنا سخت حرام ہے اس لئے کہ اس مین ایک
طرح کے گناہ پر مدد کرنی ہے اور میت والون کو چاہیئے کہ تیجے دسوین بیسوین
وغیرہ مین لوگون کے لئے ہرگز کھانا نہ پکائین اس واسطے کہ یہ بدعت اور
مکروہ ہے پھر مفت مین روپیہ ضائع کرنا اور بدعت و کراہت کے مواخذہ
مین گرفتار ہونا کون عقلمندی کی بات ہے پس حتی الامکان تعزیت وغیرہ
مین خلاف شرع رسمون سے بچین اور ہر کام سنت نبوی کے موافق کرین
تاکہ دین و دنیا دونون سنور جائین۔

باب بستم

فضل سوگ اور تیجے اور دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی

رسمون کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ جب کسی کا باپ یا مان خواہ اولاد یا اور کوئی عزیز وقریب مرجاوے تو شرع شریف مین تین دن سے زیادہ اوسکا سوگ کرنا درست نہین لیکن خاوند کے مرجانے سے بی بی کو چار مہینے دس دن تک سوگ کرنے کا حکم ہے اور اسی کو عدت کہتے ہین اور تفصیل اسکی عدت کی فصل مین گذر چکی اور سوگ سے یہ غرض نہین جیسا ہندوستان کے جاہل لوگ کرتے ہین کہ سیاہ کپڑے پہنے رہتے ہین اور ہاتھ موہنہ کالے اور گریبان چاک کرتے ہین اور سر کے بالون کو نوچتے بکھیرتے اور اوپر خاک ڈالتے ہین اور موہنہ اور سینے اور زانو کو پیٹتے ہین اور تین روز تک ماتمی بچھونا بچھاتے ہین اور اوپر جھاڑو نہین دیتے اور کھانے کے وقت دسترخوان نہین بچھاتے اسلئے کہ یہ سب باتین گناہ کبیرہ اور قطعًا حرام ہین بلکہ سوگ سے مقصود زینت ترک کرنا ہے یعنی کوئی چیز زیور کی قسم سے اور گوٹے پٹے کے کپڑے اور رنگین نہ پہنین سیدھے سادے کپڑے پہنے رہین اور خوشبو وغیرہ بھی نہ لگائین اور دن مقرر کرکے تیجا دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کرنا اور ان دنون مین کھانا پکاکے برادری والون اور عزیز واقارب وغیرہ کی دعوت کرنا اور اون کو کھلانا اور تیجے کے دن تکلفات کرنا اور فرش بچھانا اور خیمے کھڑے کرنا اور خوشبو اور شیرینی اور پان کے بیڑے وغیرہ بانٹنا یہ سب باتین بدعت اور نامشروع

اور گناہ کی ہین اسی طرح تیجے کے دن لوگون کا جمع ہوکر قبر پر یا اور کسی جگہہ
قرآن شریف کا ختم کرنا بدعت ہے ہان اگر بغیر مقرر کرنے دن کے جب
چاہین مردے کی طرف سے کھانا پکا کے محتاجون مسکینون کو کھلا دین یا قرآن
شریف پڑہ کے اوسکی روح کو ثواب بخشین تو نا جائز نہین ہے اور مالدار
برادری والون اور عزیز و اقارب اور دوست آشنا وغیرہ کو یہ کھانا نچاہیے
اس لئے کہ یہ صدقہ ہے اور تصدق غربا اور فقرا کا حق ہے اغنیا کو ہدیہ
لینا البتہ درست ہے اور جو چیز صدقے کی ہو تو آسوہ حال اور متمولون کو
اوس کا کھانا اور اوسکو اپنے استعمال مین لانا ہرگز نہ چاہیے اور جو لوگ
ناسمجھی سے میت کے وارثون کو دعوت کرنے پر مجبور کرتے ہین اور اون
سے خواہ اونکا جی چاہے یا نہ چاہے دعوت لیتے ہین یہ امر نہایت بُرا اور معیوب
اور خلاف شرع ہے اس لیئے کہ دعوت شادی بیاہ کے ولیمے وغیرہ
مین ہوتی ہے نہ غمی مین اور ایسے وقت مین کہ وہ بیچارے اپنی میت کے
غم و الم مین گرفتار اور شکستہ خاطر ہین اونسے دعوت لینا ایسا ہے جیسا کہ
اس مثل مین آیا ہے مردہ چاہے دوزخ مین جائے یا بہشت مین یارون کو اپنے
حلوے مانڈے سے کام علاوہ اس کے موت کے کھانا کھانے سے دل سیاہ
اور مردہ ہوجاتا ہے اسی واسطے فتح القدیر[۵۱] مین لکھا ہے کہ اہل مصیبت سے

[۵۱] شرح برزخ مین لکھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قال اکل الطعام من البیت

ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے اور یہ کھانا علما فضلا اغنیا کے واسطے
مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے کا کھانا دل کو
مردہ کرتا ہے اور بیمار کا کھانا دل کو مریض کرتا ہے پس تو انگرون کو ایسا کھانا
ہرگز نہ کھانا چاہیئے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور مقصود صدقے سے ثواب
حاصل کرنا ہوتا ہے اور ثواب فقرا اور مساکین کے کھلانے سے ہوتا ہے
نہ مالدارونکے غرض کہ میت کو جب ثواب پہونچانا منظور ہو تو بدون دن
مقرر کئے کھانا پکا کے دیندار محتاجون کو کھلا دیوین تاکہ میت کو ثواب پہونچے
اور ان کو بھی اجر ملے رسم کی پابندی کر کے برادری والون اور اغنیا کو کھلانا
نچاہیئے اس واسطے کہ خلاف شرع کام کرنے سے ثواب کے بدلے اولٹا
عذاب مین گرفتار ہونا پڑتا ہے سوائے اس کے ایسے لوگون کے کھلانے
سے میت کو کچھ نفع نہین پہونچتا اور مال بھی مفت مین رائگان اور برباد
ہوتا ہے اور نہ ان کھلانے والون کو کسی طرح کا اجر ملتا ہے پھر وہی مثل ہوتی
ہے کہ دونو دین سے گئے پانڈے جنہین حلوا ملا نہ مانڈے اور یہ سب
خرابیان شادی غمی وغیرہ مین رسوم کی پابندی اور سنت نبوی کے چھوڑنے
سے ہوتی ہین اگر تمام امور مین خدا اور رسول کے احکام کے موافق عمل کرین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۷ قَالَ کُلُّ الطَّعَامِ مِنْ بَیْتِ الْمُصِیْبَۃِ یُقْسِی الْقَلْبَ فَلَا یُؤْکَلُ اِلٰی ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ مِّنْ یَّوْمِہِمْ

یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ کھانا کھانا اہل مصیبت کو گھر سے دل کو سخت کرتا ہے پس نہ کھایا جاوے اونکے گھر سے

تین دن تک ۱۲

تو دین و دنیا دونون سدہر جاوین اور دونو جہان کی خوبیان نصیب
ہون اللہ تعالی ہم سب مسلمانون کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی
توفیق دے اور خاتمہ بخیر فرماوے آمین۔

فصل مردے کی طرف سے خیرات کرنیکے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ صدقہ کرنا ایسی عمدہ بات ہے کہ ہر دین وملت مین پسندیدہ
اور ہر مذہب مین عمدہ ہے خصوصًا اسلام مین تو اسکی نہایت ہی فضیلت
وارد ہوئی ہے دیکھو قرآن مجید مین جابجا خیرات کرنے کا حکم اور اوسکی خوبیان
مذکور ہین اور حدیث شریف مین جہان دیکھو وہان اسکی بھلائی کا ذکر ہے
اور عالم برزخ اور قیامت کے دن اللہ تعالی نے کیا کیا خوبیان صدقہ
کرنیوالون کے لئے مہیا رکھی ہین اور کیسے کیسے عیش وآرام کے اسباب
اُنکے واسطے تیار کئے ہین اور دنیا مین بھی اِسکے سبب سے مال واولاد
مین اللہ تعالی ہر قسم کی برکت عنایت کرتا ہے پس مسلمان مرد اور عورتون
کو چاہیئے کہ خالصًا للہ خیرات کیا کرین اور اوسکا ثواب اپنے عزیز قریب
مردون کو بخشا کرین اس لئے کہ زندے تو ہر طرح کے نیک کام کر سکتے
ہین اور مردے بیچارے نہایت عاجز اور زندون کے محتاج ہین اب
اون کو کوئی بھلائی کرنے کی قدرت نہین علاوہ اسکے جو زندے اون کی
طرف سے خیرات کرین گے تو دونون کو برابر ثواب ملیگا کسی طرح کی کمی

ہوگی اللہ تعالیٰ کا فضل بہت بڑا اور اوسکی رحمت نہایت وسیع ہے اور
خیرات کرنا کچھہ مشکل چیز نہین اور نہ اوسکی کوئی حد مقرر ہے بلکہ ہر شخص اپنے
مقدور کے موافق کچھ نقد یا غلہ خواہ کھانا یا کپڑا وغیرہ اپنے مال مین سے
محتاجون اور مسکینون کو خیرات کرسکتا ہے اور اوسکا ثواب اپنے مُردون
کو پہونچا سکتا ہے اور ایسی چیزون کے ثواب پہونچنے مین کسی طرح کا شک
نہین اسلئے کہ یہ عبادت مالی مین داخل ہے اور عبادت مالی کے ثواب
پہونچنے مین کسی کا اختلاف نہین اور کیونکر اختلاف ہو اس لئے کہ یہ امر
صحیح حدیثون سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَھَلْ لَّھَا اَجْرٌ
اِنْ تَصَدَّقْتُ قَالَ نَعَمْ یعنی بی بی عائشہ نے کہا کہ بیشک ایک
آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق مان میری ناگہان
مرگئی اور مین گمان کرتا ہون اوسکو کہ اگر وہ بولتی تو کچھہ صدقہ دیتی یا صدقہ دینے کی
وصیت کرتی پس کیا ہے واسطے اوسکے ثواب اگر صدقہ دون مین اوسکی
طرف سے فرمایا ہان اور عبادت بدنی جیسے نماز روزہ قرآن شریف کی
تلاوت ذکر اللہ درود شریف کے ثواب پہونچنے مین بعض علما نے
اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بدنی عبادت کا بھی میت کو

ثواب پہونچتا ہے جیساکہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ اِمْرَاَةٌ فَقَالَتْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ تَصَدَّقْتُ عَلٰى اُمِّيْ بِجَارِيَةٍ وَاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ
اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيْرَاثُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ
اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا قَالَ صُوْمِيْ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا
یعنی بریدہ نے کہا کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا
کہ ناگہان اونکے پاس ایک عورت آئی پھر کہا یارسول اللہ تحقیق مین نے
صدقہ دی تھی ایک لونڈی اپنی مان کو اور تحقیق مان مرگئی یعنی پس آیا لون
مین اوسکو اور عود کریگی میری ملک مین یا نہین فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا
یعنی بسبب صدقہ کرنے کے اور پھیر دیا لونڈی کو تجھپر میراث نے عورت نے
کہا اے رسول اللہ کے تحقیق تھی مان پر روزے مہینا بھر کے کیا روزے
رکھون مین اوسکی طرف سے یعنی حقیقۃً یا حکمًا فرمایا کہ روزے رکھ اوسکی طرف
سے کہا اوس عورت نے کہ تحقیق مان میری نے کبھی حج نہین کیا کیا حج کرون
مین اوسکی طرف سے فرمایا کہ ہان حج کر اوسکی طرف سے ان دونون حدیثون
سے صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونون سے مرکب تینون
قسمون کا ثواب بلاشک میت کو پہونچتا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پہلی حدیث مین صدقے کے ثواب پہونچنے کی تصریح فرمائی

اور دوسری حدیث مین روزے کے ثواب پہونچنے سے باقی بدنی عبادتون
کے ثواب پہونچنے پر آگاہ فرمایا اور حج کے ثواب پہونچنے سے مالی اور بدنی دونون
سے مرکب کے ثواب پہونچنے پر اطلاع بخشی پس تینون طرح کی عبادتون
کا ثواب پہونچنا صریح حدیثون سے ثابت ہے پس اگر میت کے وارث
مقدور والے ہون تو بہتر صدقۂ مالی مین صدقۂ جاریہ یعنی وہ خیرات ہے
جسکا ثواب میت کو ہمیشہ پہونچتا رہے جیسے کنوان کھدوانا یا پل خواہ مسجد
یا سرا بنوانا حاصل یہ کہ دولتمندون کے واسطے افضل یہی ہے کہ ایسی کوئی
چیز بنوا کے میت کے نام پر وقف کرین کہ اوس چیز کے باقی رہنے تک
اوسکا ثواب میت کی روح کو پہونچتا رہے اور جس میت کے نام پر ایسی خیرین
وقف کی جاتی ہین اون کے باقی رہنے تک گویا وہ زندہ ہے مرا نہین جیسا کہ
سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎ نہ مرد آنکہ ماند پس از وے بجاے
پل و مسجد و چاہ و مہمان سراے ٭ اور صدقات جاریہ مین سب سے
بہتر پانی کا صدقہ ہے جیسا کہ ابوداؤد اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ
عنہ سے روایت قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ
قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی سعد نے کہا یا رسول اللہ تحقیق
سعد کی ماں یعنی میری ماں مرگئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے یعنی اوسکی روح
کو ثواب پہونچانے کے لئے آپ نے فرمایا پانی پس کھودا سعد نے کنوان اور

کہا یہ کنوان صدقہ ہے سعد کی مان کے واسطے ف پانی کا صدقہ اس لیے
بہتر ہے کہ دین و دنیا دونون کے امور مین بہت کام آتا ہے خصوصًا اون
شہرون مین جو کہ گرم ہین اور جو غریب ہون تو اون کے واسطے اتنا ہی کافی
ہے کہ میت کی طرف سے کبھی کبھی بھوکے کو کھانا ننگے کو کپڑا یا کچھ نقد دیدیا
کرین کہ میت کو اس سے بھی بہت ثواب ملتا ہے کیونکہ خلوص نیت سے
غریب آدمی کا ایک پیسا امیر کے ہزار پر بھاری ہے اور جو کسی طرح کی قدرت
نہو تو قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا ہی سے میت کو
فائدہ پہونچاتے رہین اس لئے کہ میت کے حق مین یہ بھی بہت مفید ہے
دیکھو ابو محمد سمرقندی نے سورۂ اخلاص کے فضائل مین حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ
إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ
یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گذرا اور قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھا پھر اوسکا اجر
مردون کو بخشا تو دیا جاویگا وہ ثواب سے برابر گنتی مردون کے اور قاسم ابن
سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ
الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَأَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي جَعَلْتُ
ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِلَّا كَانُوْا

شُفَعَاءَ لَهٗ اِلَی اللّٰہِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
شخص کہ قبرستان مین داخل ہوا پہر فاتحۃ الکتاب اور قل ہو اللہ احد اور
الہاکم التکاثر کو پڑہا پہر کہا الہی کیا مین نے ثواب اوس چیز کا کہ پڑہا مین نے
تیرے کلام سے واسطے قبرستان والون کے مومن مرد اور مومن عورتون
سے مگر ہونگے وہ شفاعت کرنے والے واسطے اوسکے طرف اللہ کے
امام یافعی رحمہ اللہ نے روضی الریاحین مین لکہا ہے کہ علامۂ عالی مقام
ابن عبد السلام کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب مین دیکہا اون سے
پوچہا کہ آپ دنیا مین یہ کہتے تہے کہ مردے کو قرآن شریف کی تلاوت کا
ثواب نہین پہونچتا کیا ایسا ہی ہے اونہون نے کہا کہ ہم نے اس عالم
مین اوسکے خلاف پایا یعنی اون کو ثواب پہونچتا ہے پس یہ حدیثین اور
صالحین کے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہین کہ قرآن شریف
کی تلاوت کا اجر مُردون کو پہونچتا ہے اور پڑہنے والون کو بہی اوسی قدر ثواب
ملتا ہے تو مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیئے کہ قرآن شریف پڑہکر اوسکا ثواب
خاص اپنے لئے ذخیرہ نہ رکہین بلکہ عزیز و قریب وغیرہ مُردون کو بخشتے
رہین تاکہ دونو کو فائدہ پہونچتا رہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
یہان تک جو بیان ہوا اس امر کا تہا کہ وارث اپنے مال مین سے مردے کے
لئے خیرات کرین اور جو خود میت کے ترکے مین سے صدقہ دینا چاہین تو سب سے

پہلے تجہیز وتکفین یعنی اوس کا گور وکفن وغیرہ اسباب ضروری بغیر افراط
وتفریط کے کرین اس کے بعد جو مال بچے اوسمین سے میت کے ذمے کا
قرضہ کہ دین مہر بھی اسمین داخل ہے ادا کرین پہر اگر وہ شخص یہ وصیت کر مرا
ہو کہ میرے مال مین سے فلانے کو اس قدر دینا اور فلان کام مین اتنا
خرچ کرنا تو اوسکے موافق عمل کرنا ضرور ہے بشرطیکہ وہ وصیت خلاف
شرع نہو اور تہائی مال سے زائد کو نہ پہونچی ہو پہر جس قدر مال ان کاموں
سے بچ رہے تو فرائض کے بموجب وارثون پر اوس کو تقسیم کر دین پہر
وارثون کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصون مین سے جسقدر توفیق ہو خالصًا
للہ خیرات کر کے اوسکا ثواب میت کی روح کو بخشین اور جو تجہیز وتکفین اور
ادائے دین اور اجرائے وصیت کے بعد اور تقسیم سے پہلے خیرات کرنا چاہین
اور سب وارث عاقل بالغ اور اوسقدر مال صدقہ دینے پر راضی ہون تو
یہ بہی جائز ہے اور جو کوئی ان مین سے راضی نہو یا بعض وارث نابالغ ہون تو
درست نہین بلکہ میراث کے موافق تقسیم کر کے جو نا راض ہون اونکا حصہ اور چہوٹون
کا حق جدا کر کے جو جوان وارث راضی ہون اپنے حصون مین سے جتنا چاہین
محتاجون کو خالصًا للہ بانٹ دین اور اوسکا ثواب میت کو بخشین اس لئے
کہ ایسی صورت مین تقسیم سے پہلے کسی کو اوس مال مین سے تصدق کرنا جائز
نہین پس مسلمان مرد اور ایماندار عورتون کو چاہیئے کہ اپنے والدین اور عزیز و

اقارب کے واسطے حتی المقدور خلوص نیت سے جس طرح ممکن ہو فقرا اور
مساکین کی حاجت روائی کرکے اوسکا ثواب اونکو پہونچایا کرین اون کے لئے
اور سب مومنین اور مومنات کے واسطے غفار الذنوب اور ستار العیوب کی
اکی بارگاہ عالی مین نہایت تضرع اور خشوع قلب سے دعا مغفرت اور ترقی درجات
کی مانگتے رہین تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پاوین اور جنت الفردوس
مین بڑے بڑے درجے اور مرتبے اونکو نصیب ہون اور اسکے سبب سے
زندے بہی حقوق اسلام سے بری ہون کیونکہ میت کا حق مرنے کے بعد اوپر
سوائے دعاے خیر اور صدقہ دینے کے اور کچہہ نہین رہتا پس اسمین ہرگز بخل
نکرنا چاہیئے بلکہ ہمیشہ میت کو صدقے اور دعاے خیر سے یاد رکہین تاکہ دونون
جہان مین برکت اور بہلائی حاصل ہو

فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ پکی قبر بنوانا اور اوس کے گرد چاردیواری اور اوسپر گنبد بنانا جائز
نہین جیساکہ مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نَهٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ
عَلَيْهِ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گچ کرنے قبر کے سے
اور عمارت بنانے سے قبر پر اور بیٹہنے سے قبر پر موآہب الرحمن مین لکہا ہے
کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد قبر کو محکم اور

مضبوط کرنا مکروہ اور فتاوی عالمگیری مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفۃ الملوک
مین یہ مذکور ہے کہ پانی کے صدمے سے بچاؤ کے واسطے قبر کے گرد چونے
سے بنانا مکروہ ہے اس لئے کہ قبر اور اوس کے گرد کی زمین جو اوس کے
تابع ہے مضبوطی اور استحکام کی جگہہ نہین پس جیسے قبر کا کچا ہی رکھنا ضرور
ہے ایسے ہی اوسکے گرداگرد کو بھی کچا رکھنا چاہیے اور ازہار مین ذکر کیا ہے
کہ قبرون کے گچ کرنے کی نہی جو حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے وہ کراہت
کے لئے ہے اور یہ ممانعت گچ کرنے کی ان دونون صورتون کو شامل ہے
کہ قبر کے نیچے سے اوپر تک چونے کی چنائی کی جاے یا زے اوپر سے
گچ کر دیجاوے اور قبر پر عمارت بنانا درست نہین اس لئے کہ جو مٹی قبر سے
نکالی گئی ہے اوس سے زیادہ اوسپر ڈالنا مکروہ ہے تو عمارت بنانا کیونکر جائز
ہوگا ایسا ہی بحر رائق اور درمختار اور عینی شرح کنز مین لکھا ہے اور تورپشتی نے
بیان کیا کہ حدیث شریف مین جو قبر پر بنا کرنے کی نہی آئی ہے وہ ان دونون
باتون کا احتمال رکھتی ہے کہ قبر پر پتھر وغیرہ سے مکان بنا دین یا خیمہ وغیرہ
کھڑا کرین یہ دونون منع ہین اس لئے کہ یہ جاہلیت کا فعل ہے یعنی سابق
مین کفار قبر پر برس روز تک سایہ کیا کرتے تھے پس اس فعل مین کافرون
کی مشابہت کے سوا اسراف بھی ہے کیونکہ اس عمارت بنانے سے نہ میت
کا کوئی فائدہ نہ زندون کا کچھہ نفع غرضکہ قبر پر عمارت بنانا ہرگز درست نہین

بلکہ اگر اوسپر عمارت بنی ہوئی ہو تو اوسکا ڈہا دینا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی
کیون نہ ہو اور عمارت بنانا کیسا اوسے تو بلند کرنا بہی جائز نہین جیسا کہ شیخ
عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے جامع البرکات مین بیان کیا ہے
کہ مسلم نے ابو الہیاج اسدی تابعی سے روایت کی ہے اونہون نے کہا مجہے
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا نہ بہیجون مین تجہکو اوپر اوس کام کے کہ
بہیجا مجہکو اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چہوڑو تو
کسی تصویر کو مگر کہ اوسکو مٹا دے اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو
فائدہ قبرون کو مسجدین قرار دینا حرام ہے اس لئے کہ بخاری و مسلم نے عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ
الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِہِمْ مَسَاجِدَ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی
اوس بیماری مین جس سے نہین اوٹہے یعنی تندرست نہوئے اوسی مین آپکا
انتقال ہوگیا لعنت کرے اللہ یہود و نصاری کو کہ اونہون نے اپنے نبیون کی
قبرون کو مسجدین قرار دیا اسی طرح قبرون پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا بہی حرام
ہے اس واسطے کہ ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ زَآئِرَاتِ الْقُبُوْرِ
وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْہَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ یعنی لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

قبرون کی زیارت کرنے والی عورتون کو اور لعنت کی اونکو جو پکڑین قبرون پر
مسجدین یعنی قبرون کی طرف سجدہ کرین اور چراغ روشن کرین ف قرآن مجید
یا حدیث شریف مین جن افعال کے کرنے پر لعنت آئی ہے وہ سب حرام ہین
فائدہ قبرون پر بیٹھنا بھی حرام ہے جیساکہ مسلم اور امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ
یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتَحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ
عَلٰی قَبْرٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ یہ کہ بیٹھے ایک تمہارا
انگارے پر کہ جلاوے اوسکے کپڑے کو پس پہونچے طرف اوسکے بدن کے بہتر ہے
واسطے اوسکے اس سے کہ بیٹھ جاوے قبر پر اسی طرح قبرون کو روندنا اور اونپر لکھنا
بھی حرام ہے جیساکہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْھَا
وَاَنْ تُوْطَأَ یعنی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ گچ کیجاوین
قبرین اور یہ کہ لکھا جاوے اونپر اور یہ کہ روندی جاوین غرضکہ پکی قبرین بنوانا
یا اونکو بلند کرنا اور اُن پر گنبد وغیرہ بنوانا اور اونکی زیب وزینت اور آرائش
کرنا ہرگز نہ چاہیے اس لئے کہ یہ سب باتین خلاف شرع اور حرام ہین سوائے
اس کے یہ سب امور دنیا مین نام ونشان باقی رہنے کے لئے کئے جاتے ہین
اور جب آدمی مرگیا تو وہ خاک مین ملگیا اور اوس کا نام بھی مٹ گیا پھر مٹے نام

کو نامور کرنے سے کیا حاصل اور صرف بیجا کرنے سے کیا فائدہ یہان کی زینت
وآرائش گو کتنی ہی ہو اوس عالم مین کچھہ کام نہین آتی وہان تو اعمال صالحہ
کام آتے ہین جس کے نیک عمل ہین اوس کے واسطے وہان ہر قسم کا عیش و
آرام مہیا ہے اگرچہ دنیا مین اوسکی قبر کا نشان بہی نہ ہو اور معاذ اللہ جسکے بُرے
اعمال ہین اوس کے لئے وہان ہر طرح کی تکلیف وایذا ہے گو دنیا مین اوسکی قبر پر
لاکھون کرورون کی تیاری وآرایش ہی کیون نہو پس مسلمانون کو چاہیئے کہ کوئی کام
خلاف شرع نکرین اور جو روپیہ پکی قبر وغیرہ بنانے مین صرف کیا جاتا ہے اوسکا
کہانا پکا کے محتاجون اور مسکینون کو کہلا دین یا نقدی تقسیم کردین تاکہ دونون
کو ثواب حاصل ہو اور آخرت کی خوبیان نصیب ہون۔

فصل قبرون کی زیارت کے آداب اور اوس کے مقصود کی بیان مین

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مصلحت سے پہلے
قبرونکی زیارت کرنے سے منع فرمایا تہا پہر اوسکی اجازت دی جیسا کہ ابن ماجہ نے
ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْہَا فَاِنَّہَا تُزَہِّدُ فِی الدُّنْیَا وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ
یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منع کیا تہا مین نے تم کو
قبرون کی زیارت کرنے سے پس تم زیارت کرو قبرون کی تحقیق زیارت کرنا
بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو اس حدیث سے

ثابت ہوا کہ قبرون کی زیارت کرنا مشروع ہے اور طریقہ زیارت کا یہ ہے
کہ زیارت کرنے والا قبلے کی طرف اپنا مونہہ کرکے یہ دعا پڑہے اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُھُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَی الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ
لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھلاتے تھے
مسلمانون کو جبکہ نکلین طرف قبرون کے کہ کہین سلام ہے تمپر اے گھر والو
مومنون مین سے اور مسلمانون مین سے اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تعالی ساتھ
تمہارے البتہ ملین گے مانگتے ہین ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے
عافیت یعنی مکروہات سے خلاصی بعض علما فرماتے ہین کہ مستحب زیارت
کرنے والے کو یہ ہے کہ اپنا مونہہ میت کے مونہہ کے سامنے کرکے اوسپر
سلام پڑہے اور دعا کرے جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت[۵۱] کیا ہے قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِیْنَۃِ
فَاَقْبَلَ عَلَیْھِمْ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ
اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا گذرے نبی صلی اللہ

[۵۱] کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ۱۲

علیہ وآلہ وسلم قبرون پر مدینے مین پس متوجہ ہوئے اونپر ساتھہ مونہہ اپنے کے
اور فرمایا سلام ہے تمپر اے صاحب قبرون کے بخشے اللہ ہمکو اور تمکو اور تم
پہلے پہونچے ہو ہمسے اور ہم پیچھے سے آتے ہین ان محفظون کے عوض مین
زیارت کرتے وقت اور لفظین کہنا بہی حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا
مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ کَیْفَ
اَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَعْنِیْ فِیْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِیْ یعنی بی بی عائشہ نے
کہا مین کس طرح کہون یا رسول اللہ مراد کہتی تہین اس سوال سے کیا کہون
مین زیارت کرے قبرون مین فرمایا کہہ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ
لَلَاحِقُوْنَ یعنی سلام ہو صاحب گہرون پر مومنون مین سے اور مسلمانون مین سے اور رحم کرے اللہ ہمسے
پہلے جانیوالون پر اور پیچھے ملنے والون پر اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھہ
تمہارے البتہ ملنے والے ہین اور یہ بہی مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُلَّمَا کَانَ
لَیْلَتُہَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اِلَی الْبَقِیْعِ
فَیَقُوْلُ یعنی بی بی عائشہ نے کہا تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ ہوتی
اونکی باری کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تو نکلتے آخر شب
مین طرف قبرستان مدینہ منورہ کے پہر فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ

اَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اَللّٰهُمَّ لَا فَرِّ
لِاَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ یعنی سلام ہے تمپر اے قوم مومنین اور آئی تمہارے
پاس وہ چیز کہ تھے تم وعدہ دیے جاتے یعنی ثواب وعذاب کل کو یعنی قیامت
کو تم ڈھیل دیے گئے ہو یعنی مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ
تمہارے ملنے والے ہین یا الٰہی بخش بقیع غرقد[1] والون کو اور زائر کو چاہیئے کہ زیارت
کے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑہکے اسکا ثواب میت کو
بخشے پہر اوس کے لئے دعا کرے اور قبر کو ہاتھ لگانا اور اوسکا بوسہ لینا منع
ہے اس لئے کہ یہ نصاریٰ کی رسمون سے ہے اور زایر کو یہ بہی چاہیئے کہ
میت کا ویسا ہی ادب ولحاظ کرے جیساکہ اوسکی زندگی مین کرتا تھا یعنی اگر
دنیا مین بسبب اوسکی بزرگی کے ادب کی راہ سے اوس سے دور بیٹہتا تو
زیارت کے وقت بہی اوسکی قبر سے دور کہڑا رہے یا بیٹہ جاوے اور جو زندگی
مین اوسکے پاس بیٹہتا تہا تو اب بہی قریب بیٹہے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ
متوفی ناتے کی راہ سے بڑا ہو جیسے والدین وغیرہ یا دین کی جہت سے بزرگ
ہو جیسے اُستاد پیر عالم درویش وغیرہ اور سلام پڑہتے وقت اس لئے
ادب کرنا چاہیئے کہ میت سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور اوس کا جواب
دیتا ہے جیساکہ ابن عبدالبر نے استذکار والتمہید مین ابن عباس رضی اللہ عنہما

[1] بقیع نام ہے ایک جگہ کا باہر مدینے کے کہ اوسمین قبرین مدینے والون کی ہین اور اسمین پہلے درخت غرقد کے کہ نام

[1] ہے ایک درخت کا بہت تہے اسلئے اوسکو بقیع غرقد کہا ۱۲

سے روایت[1] کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ اِلَّا عَرَفَہٗ وَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین ہے کوئی شخص کہ گذرے اپنے مومن بھائی کی قبر پر اور وہ اوسکو دنیا مین پہچانتا تھا پھر اوسپر سلام پڑھے مگر وہ اوسکو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے اور قبرون پر بیٹھنا یا اون پر تکیہ کرنا اور اونکی طرف نماز پڑھنا اور اونکے نزدیک سونا منع ہے اسی طرح اون کو روندنا اور اونپر پیشاب اور پائخانہ پھرنا بھی منع ہے جیساکہ ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا اُبَالِیْ اَوَسْطَ الْقُبُوْرِ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ اَوْ وَسْطَ السُّوْقِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ یہ کہ چلون مین چنگاری پر یا تلوار پر یا کانٹھون مین اپنا جوتا اپنے پانون کے ساتھ مجھے بہت محبوب ہے اس سے کہ چلون مین کسی مسلمان کی قبر پر اور نہین پروا رکھتا مین کہ بیچ قبر کے پاخانہ پھرون یا بیچ بازار مین اور قبرستان مین ننگے پاؤن جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لئے جمعے کے دن یا ہر ہفتے مین ایک بار جانا بہتر ہے جیساکہ بیہقی نے شعب الایمان مین مرسلاً

[1] ابن عبدالحق نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۱۲۔

روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدِھِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَ لَہٗ وَکُتِبَ بَرًّا یعنی روایت ہے محمد بن نعمان سے پہونچاتے تھے حدیث کو طرف نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی اونمین سے ہر روز جمعہ مین یا ہر ہفتے مین بخشش کیجاتی ہے واسطے اوسکے اور لکھا جاتا ہے یعنی دیوان اعمال مین نیکی کرنے والا ساتھ ماں باپ کے فائدہ عورتون کو قبرون کی زیارت کے واسطے جانا منع ہے اس لئے کہ وہ بہت نرم دل اور بے صبر ہوتی ہین ذرا سے صدمے مین جزع فزع کرنے اور رونے پیٹنے لگتی ہین اور اکثر نادان عورتین بدعقیدگی کی وجہ سے ایسی جگہون مین کفر و شرک مین مبتلا ہوجاتی ہین سوا ہے اسکے جہان کہین عورتون کا مجمع ہوتا ہے وہان اکثر شہدے لچے بدوضع لوگ جمع ہوجاتے ہین اور اسمین ہر طرح کے فساد کا اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے ایسی جگہہ جانے سے عورتون کو شرع مین ممانعت ہے اور بعض علما اگرچہ اون کا قبرون پر جانا مکروہ اور بعض جائز کہتے ہین مگر حدیث شریف مین صاف ممانعت وارد ہوئی ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ یعنی بیشک لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبرون کی بہت

زیارت کرنے والی عورتون پر اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے
پس اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آپ نے زیارت کرنے والیون کو
ملعون فرمایا اور جو بعض علما جائز کہتے ہین شاید اونکی وہ حدیث دلیل ہوگی
جسکو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ
كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَضَعُ
ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا
مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَآءً مِّنْ عُمَرَ یعنی بی بی عائشہ نے کہا تھی مین داخل ہوتی اپنے
گھر مین کہ اوسمین مدفون تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اور ابوبکر
رضی اللہ عنہ بھی مدفون تھے اوس حالت مین کہ تحقیق رکھتی مین یعنی اوتارتی
بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کہتی یعنی اپنے دل مین سوائے اس کے
نہین شان یہ ہے کہ مدفون ہین خاوند میرے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور میرا باپ یعنی ابوبکر اور دونون اجنبی نہین ہین پس جبکہ دفن کئے
گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھ اون کے یعنی اوس مکان مین پس قسم ہے اللہ
کی نہین داخل ہوئی مین گھر مین مگر مین باندھے ہوئے ہوتی اپنے اوپر کپڑے
اپنے واسطے حیا رکے عمر سے کہ وہ اجنبی تھے ف اسمین دلیل ہے
اسپر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اوسکے لحاظ کے حالت
حیات مین اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے لئے اگر عورتین اپنے

عزیز و قریب کی قبرون پر جاوین تو کچھہ مضائقہ نہین لیکن رسم کے موافق مجمع
کرکے جانا ہرگز نہ چاہیئے اس لئے کہ یہ قطعًا حرام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
زیارت کے وقت میت کے اجنبی اور محرم ہونے کا بھی ضرور لحاظ رکھین
یعنی زندگی مین اگر اوس سے پردہ تھا تو زیارت کے وقت بھی اوس سے
پردہ کرین چادر وغیرہ اوڑھے رہین اور جو دنیا مین شرع کے موافق اوس سے
پردہ نہ تھا تو اب بھی چادر وغیرہ اوڑھے رہنا ضرور نہین اور آج کل کے
جاہل لوگ دین سے بیخبر جو قبرون پر جاکے روتے پیٹتے اور اوپر روشنی اور
اون کا طواف کرتے ہین اور کپڑے اور پھولون کی چادرین اور غلاف وغیرہ
اونپر چڑہاتے ہین اور شیرنی وغیرہ لیجاکے تقسیم کرتے اور میت سے مراد
مانگتے ہین سو یہ سب افعال منع اور شرک و بدعت ہین پس مسلمان مرد اور
عورتون کو چاہیئے کہ جاہلیت کی رسمون کو چھوڑین اور شرک و بدعت کی باتون
سے مونہہ موڑین اور کسی میت سے مدد اور مراد نہ مانگین گو انبیا اولیا ہی کیون
نہون کونسی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نہین دیسکتا اور وہ غیر اللہ سے حاصل ہوتی
ہے اللہ سبحانہ دیکھتا سنتا جانتا ہر چیز پر قادر اور زمین آسمان کا مالک ہے
عرش سے فرش تک اوسی کی خلق اور اوسی کے قبضے مین ہے پھر ایسے
مالک کو چھوڑ کے غیر سے اور وہ بھی مردہ کہ جس کو کسی طرح کی قدرت نہین
اپنی مراد مین مانگنا سوائے نادانی اور پریشانی اور دین کھونے اور شرک و کفر

مین گرفتار ہونے کے کیا فائدہ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے مسلمانون
کو توفیق دے کہ وہ دین مین اپنی راے کو ہرگز دخل نہ دین بلکہ سنت کے
موافق مردون کی زیارت کیا کرین اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سکھایا ہے ویسا ہی ہر کام مین برتاؤ کرین بال برابر بھی اوس کے خلاف نکرین
مقصود زیارت سے فقط مُردون پر سلام پڑھنا اپنے اور اونکے لئے مغفرت
کی دعا اور اون سے عبرت حاصل کرنا ہے تاکہ دنیا کی بے ثباتی اور اوس سے
نفرت اور آخرت کا ثبات اور اوسکی محبت حاصل ہو اور مرتے وقت دنیا
کا دھیان نہ آنے پائے آخرت کا خیال جمارہے کلمۂ شہادت پر خاتمہ
بخیر ہو آمین

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

بالخیر